

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْآنَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لِمَخْشَوَاتِهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
۱۶۲

حضرت ثانی الانامی شتر قبری

بجھت

ایک نئے سندھی
مصطفیٰ

ڈاکٹر محمد شتر قبری

پشاور بزم جمیل سن آباد لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْآنَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (يونس 62)

حضرت ثانی لا ثانی شریقی پوری رحمۃ اللہ علیہ

بکثرت

آئینہ سُنَّتِ مصطفیٰ ﷺ

ڈاکٹر نذیر احمد شریقی پوری

ہزم جمیل، سمن آباد، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حقوق اشاعت محفوظ بحق مصنف

چھ لکھ دینی امت فخر الشان حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب

شری قیود دینی نقشبندی مجددی مجاہد نقشبین آستانہ عالیہ شری قیود شریف

حضرت عائشہ لائسنس شری قیود رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ

13653

ابوالفضلہ رافاتی (مصدر آئی ای آر وی فٹ)

نمونہ کتاب

محرم الحرام 1427 ہجری الفوری 2005

500

224

160/-

CR14342

11

042-7313356

7225144

M-46

0300-4355778 / 0300-4162903

042-5010308

(1)

(2)

(3)

(4)

(5)

(6)

(7)

(1)

(2)

(3)

(4)

(5)

(6)

(7)

(8)

(9)

(10)

(11)

(12)

(13)

(14)

(15)

(16)

(17)

(18)

(19)

(20)

(21)

(22)

(23)

(24)

(25)

(26)

(27)

(28)

(29)

(30)

(31)

(32)

(33)

(34)

(35)

(36)

(37)

(38)

(39)

(40)

(41)

(42)

(43)

(44)

(45)

(46)

(47)

(48)

(49)

(50)

(51)

(52)

(53)

(54)

(55)

(56)

(57)

(58)

(59)

(60)

(61)

(62)

(63)

(64)

(65)

(66)

(67)

(68)

(69)

(70)

(71)

(72)

(73)

(74)

(75)

(76)

(77)

(78)

(79)

(80)

(81)

(82)

(83)

(84)

(85)

(86)

(87)

(88)

(89)

(90)

(91)

(92)

(93)

(94)

(95)

(96)

(97)

(98)

(99)

(100)

(101)

(102)

(103)

(104)

(105)

(106)

(107)

(108)

(109)

(110)

(111)

(112)

(113)

(114)

(115)

(116)

(117)

(118)

(119)

(120)

(121)

(122)

(123)

(124)

(125)

(126)

(127)

(128)

(129)

(130)

(131)

(132)

(133)

(134)

(135)

(136)

(137)

(138)

(139)

(140)

(141)

(142)

(143)

(144)

(145)

(146)

(147)

(148)

(149)

(150)

(151)

(152)

(153)

(154)

(155)

(156)

(157)

(158)

(159)

(160)

(161)

(162)

(163)

(164)

(165)

(166)

(167)

(168)

(169)

(170)

(171)

(172)

(173)

(174)

(175)

(176)

(177)

(178)

(179)

(180)

(181)

(182)

(183)

(184)

(185)

(186)

(187)

(188)

(189)

(190)

(191)

(192)

(193)

(194)

(195)

(196)

(197)

(198)

(199)

(200)

(201)

(202)

(203)

(204)

(205)

(206)

(207)

(208)

(209)

(210)

(211)

(212)

(213)

(214)

(215)

(216)

(217)

(218)

(219)

(220)

(221)

(222)

(223)

(224)

(225)

(226)

(227)

(228)

(229)

(230)

(231)

(232)

(233)

(234)

(235)

(236)

(237)

(238)

(239)

(240)

(241)

(242)

(243)

(244)

(245)

(246)

(247)

(248)

(249)

(250)

(251)

(252)

(253)

(254)

(255)

(256)

(257)

(258)

(259)

(260)

(261)

(262)

(263)

(264)

(265)

(266)

نمبر شمار عنوان	صفحہ	نمبر شمار عنوان	صفحہ
(2) عم	86	(21) من کوئی	108
(3) حضرت عائشہ صاحبہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور آپ کے چائیں	87	(22) توکل	109
(4) کہیں ہاتھی	89	(23) علم و فضل	113
(5) بیعت	90	(24) تحمل اور بردباری	115
(6) خلافت	90	18 حضرت عائشہ صاحبہ رضی اللہ عنہا بطور طیب	118
(7) منوط خلافت	92	(1) طب کی تعظیم	118
(8) رسول اللہ ﷺ سے محبت	93	(2) علاج	118
(9) نیام	95	(3) بیمار کے لیے دعا کرنا	120
(10) غریبوں اور ناداروں کی مدد	95	(4) بیمار میں صدقہ	121
(11) مہمان نوازی	96	(5) شہد سے علاج کرنا	121
(12) علم کی قدر دانی	97	19 حج	123
(13) ہم نشینوں سے برابری کا پابند	97	20 داڑھی رکھنا	124
(14) حاجت روائی	98	21 بدیودار اشیاء سے اجتناب	127
(15) عزیز واقارب کی خوشی دہنی میں شرکت	99	22 گھوڑ سواری	131
(16) سیر	100	23 کھانے کے آداب	132
(17) خوش خلقی	101	(1) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا	132
(18) سادگی	104	(2) دسترخوان پر کھانا	133
(19) میانہ روی	105	(3) بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا	135
(20) جاودہ جاں	107	(4) اپنے سامنے سے کھانا	136

نمبر شمار عنوان	صفحہ	نمبر شمار عنوان	صفحہ
(5) ایک زانو بیٹھ کر کھانا	137	(10) لباس پہننے کا سنت طریقہ	148
(6) جوتے اچھڑ کر کھانا	137	(11) نصیحتیں	148
(7) روٹی کے ٹکڑے کھانا	138	(12) جوتے پہننے کا سنت طریقہ	149
(8) ہاتھ صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو پانی	138	25 یوم جمعہ	150
(9) اکٹھے بیٹھ کر کھانا	139	(1) جمعہ کی اہمیت	150
(10) سر ڈھانپ کر کھانا	140	(2) نماز جمعہ کی ابتدا	153
(11) کھانے کے بعد دعا مانگنا	140	(3) وعظ کے لیے دن مقرر کرنا	154
(12) کھانے سے فارغ ہو کر کھانا	141	(4) شریعت پر عمل کرنا	156
(13) کھانے کے بعد غسل کرنا	141	(5) جمعہ کے دن غسل کرنا	157
(14) منی کے پالے میں کھانا	142	(6) جمعہ کے دن صاف ستھرے کپڑے پہنانا	157
24 لباس کے آداب	143	(7) جمعہ کے روز خوشبودار گنا	158
(1) پسندیدہ لباس سفید	143	(8) نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت	159
(2) ٹوپی پر عمامہ	144	(9) نماز کی صف بندی	159
(3) عمامہ اور نماز کی فضیلت	144	(10) صف بندی کی ترتیب	160
(4) ٹوپی	145	(11) عصا پر خطبہ دینا	161
(5) ٹمبی	145	(12) کھڑے ہو کر خطبہ دینا	162
(6) تہبند	146	(13) جمعہ کے روز دو آدمیوں کے درمیان دنگھنا	162
(7) شلوار	146	(14) خطبہ کے دوران دوڑا نوٹس لینا	163
(8) عبا اور شیر وانی	147	(15) خطبہ کے دوران خاموش رہنا	163
(9) موزے	147		

نمبر شمار عنوان	صفحہ	نمبر شمار عنوان	صفحہ
(16) اہمیت کرنا	164	30 درود شریف بھیجنا	179
(17) نماز کے بعد دعا مانگنا	165	31 عائلی زندگی	181
(18) نماز چھ اور نماز ظہر دونوں	168	(1) شادی	181
اور کرنا		(2) اولاد	182
(19) عام دعا مانگنا	167	(3) اولاد سے محبت	184
(20) طاقت اور نصیحت کرنا	169	(4) بچوں کی تعلیم و تربیت	184
(21) خصوصاً ہی نہیں	169	(5) بچوں کے عقیدے	186
26 نماز کی اہمیت	170	(6) برائیوں کو کھانا کھانا	187
(1) نماز مانگنا	171	(7) اولاد	187
(2) نماز فجر	172	(8) رشتہ داروں سے اچھا سلوک	188
(3) نماز ظہر	173	32 مسجد اور اس کے آداب	189
(4) نماز عصر	173	(1) مسجد بنانا	189
(5) نماز مغرب	174	(2) مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ	190
(6) نماز عشاء	174	(3) مسجد سے باہر آنے کا طریقہ	191
27 نقلی نمازیں	174	(4) مسجد کی صفائی	191
(1) نماز تہجد	175	(5) مسجد میں آواز بلند کرنے	192
(2) نماز شراق	176	سے اجتناب کرنا	
(3) نماز چاشت	176	(6) نماز کے آگے سے	193
(4) نماز ادائین	177	گزرنے کا گناہ	
28 قیلولہ	177	33 بیت الخلاء کا استعمال	194
29 سر و حجاب کرنا اور کرنا	178	34 نماز تراویح	194

نمبر شمار عنوان	صفحہ	نمبر شمار عنوان	صفحہ
35 مراقبہ	198	47 رسوم بدعات سے نفرت	207
36 عرس شیر رہائی کا انعقاد	198	48 اسلامی ریاست کا قیام	208
37 زیارت قبور	198	49 سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا	210
38 عہدہ تعلیمی حرام	199	شجرہ طیبہ	
39 بسم اللہ شریف کثرت سے پڑھنا	200	50 مکتبہ نور اسلام شرقیہ شریف	216
40 اللہ تعالیٰ کے اسماء جہلی کا ذکر	201	کی مطبوعات	
41 درس قرآن پاک	202	51 اہل حضرت شیر رہائی میاں	219
42 علمی اور دینی تقریبات	202	شیر محمد شرقیہ پریکشی جانے	
43 تعلیم گاہ کا قیام	203	والی کتب	
44 عورتوں کی بیعت	204	52 مصنف کی کتب	221
45 اسلام و جاہلیت کی تعلیم نہیں دینا	205	53 کاغذ	222
46 انگریزی تہذیب سے نفرت	207	54 آج کا عالم اسلام	224

رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا جس کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام لیا تھا، انھوں نے اس کا نام بھول گیا کہ تمہیں امارت سے رخصت کرنے سے کس چیز نے رکھا؟ عرض گزار ہوئی کہ امارت سے پاس ایک پالی ڈھونے والا اونٹ تھا جس پر فلاں کا باپ سوار ہو کر گیا تھا پالی اس کا ٹانہ اور بٹنا اور پیچھے پالی ڈھونے والا ایک ہی اونٹ چھوڑا تھا، فرمایا کہ جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج جیسا ہے (بخاری شریف باب امر و حدیث 1659)۔

ایمان و ینہ منورہ کی طرف سمت جانے کا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان اس طرح نہ ینہ منورہ کی طرف سمت جائے گا جیسے سانپ اپنے من کی طرف سمت جاتا ہے (بخاری شریف باب امر و حدیث 1949)۔

انتساب

پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر المشائخ حضرت
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت میاں
شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

کے نام

بصد ادب و اخلاص و احترام

احقر

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی عفی عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَتَعْلَمَهُ وَأَنْتَ عَلَيَّ أَعْلَمُ

ہادیان عالم میں محمد عربی ﷺ کو جو اعلیٰ و ارفع مقام حاصل ہے وہ محتاج
بیاں نہیں۔ آپ کو حکم ہوا "فَاقِمْ الْبَلِيلَ" آپ ﷺ حضور حق میں سلسل اتا قیام کرتے رہے
کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوچ گئے۔ آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم ہوا، آپ ﷺ نے اللہ
کے حکم کی تعمیل میں اس قدر سرگرمی و مستعدی، عزم اور اشتقامت کا اظہار فرمایا کہ تاریخ
انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے آپ ﷺ کو کس قدر آزمائشیں دیکھیں، مصیبتیں
الٹانی پڑیں۔ تاریخ اسلام اس امر پر شاہد عادل ہے۔ بیٹا اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ پر اس قدر
رحمتیں اور برکتیں نازل ہوئیں کہ اس کا شمار نہیں۔ آپ ﷺ کو رَحْمَةُ الْمَلْعَلَمِينَ کہا گیا،
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ کہا گیا، الْمَلْعَلَمِينَ نَبِيًّا کہا گیا، سِرِّ اسرارِ مینورہ کہا گیا۔ قرآن حکیم میں
اس کثرت سے آپ ﷺ کی تعریف بیان ہوئی ہے کہ اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ لہذا ایسی
عظیم ہستی کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اسودہ حسنہ بنایا تا کہ ان کی حیات طیبہ کو دائمی نمونہ عمل
بنا کر لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے رضوان کو حاصل کر سکیں۔ نماز کی حالت میں تمویل
قبلہ کے حکم کا ذکر قرآن حکیم میں اس ارشادِ باری کے ساتھ آیا ہے "لَتَعْلَمَنَّ مِنَ الرَّسُولِ
شَيْئًا يَنْفَعُكَ عَلَى عَقِبِهِ" (تا کہ ہم دیکھ لیں کہ کون ہمارے رسول اللہ ﷺ کی پیروی
کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں مڑ جاتا ہے)۔

پوری تاریخ انسانی میں اتباع رسول ﷺ کی ایسی زریں اور روشن مثال و نمونہ نے
سے بھی نہیں ملتی۔ اتباع سنت صحابہ کرام سے لیکر آج کے اولیائے کرام تک سب صالحین کا
معمول رہا ہے اگرچہ زندگی کے تمام شعبوں میں اتباع سنت مشکل نظر آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ
نے اپنے اس ارشادِ خداوندی سے اس امر کو آسان کر دیا ہے۔

"وَإِنْ شَكَكْتُمْ لَكُمْبَيْرَةٌ إِلَيْنَا عَلَىٰ إِلَيْنَا هَذِهِ اللَّهُ"

(بے شک یہ حکم بہت بھاری ہے لیکن ان لوگوں پر بھاری نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے)

حضرت محمد رائف عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاہکار تصنیف مکتوبات شریف میں فرمایا ہے کہ اللہ کو اپنے حبیب کریم ﷺ کی ادائیں پسند ہیں۔ لہذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہے اس کو ان اداؤں کے مطابق یعنی سنت کی پیروی سے ہی حاصل کرنا ممکن ہوگا۔

مرشد کامل حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کا گہوارا اتباع سنت رہا ہے۔ راقم الحروف کو ان کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا لوگوں سے ملاقات کرنا لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا لوگوں کی تعلیم و اصلاح کا فریضہ سر انجام دینا مختصر زندگی کے ہر کام میں اتباع سنت کی جھلکیاں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شری قیودری ترمیک و خمین کے مشفق ہیں کہ انہوں نے ایک عظیم ہستی "حضرت ثانی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ کے نام سے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

بارگاہِ صمدیت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قارئین کرام کو سنت کی پیروی کا شوق اور ولولہ پیدا فرمائے اور اپنے قرب و رضوان کے حصول کو آسان بنائے۔

آمین بجاہد سید المرسلین ﷺ۔

لکھی صدیقی

دعا کو احقر العباد پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

الرقومہ 12 جنوری 2006ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نشان منزل

علامہ محمد شاہد شاہ قسوری سیالوی

(مرید کے)

"لَقَدْ تَحَنَّنَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فِي رَسُولِهِ الْكَافِرِ الْحَسَنَةِ" (الاحزاب 22)

وہی انسان کامیابی سے ہٹکارا ہو سکتا ہے جس نے اسوہ رسول اکرم ﷺ کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنایا کیونکہ خالق اکبر جل مجدہ و التکریم نے باوضاحت فرمایا الْقَدْ تَحَنَّنَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فِی رَسُولِهِ الْكَافِرِ الْحَسَنَةِ (الاحزاب 22) لوگو! تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا طریق کار ہی کامیابی و کامرانی کا ضامن ہے۔ آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والا ہی دین و دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہو سکتا ہے جس کسی نے آپ ﷺ سے روگردانی کی وہ ناکامی سے دوچار ہوا۔ آپ ﷺ کی اتباع و پیروی سے محبوبیت تامہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "لوگو! اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع اختیار کرو۔ پھر تجھے اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے گا اور تمہاری ہر قسم کی کوتاہی و لغزش اور خطا معاف فرمائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے حد رحیم ہے۔"

اس حکم پر اللہ کے جن مخلص بندوں نے عملاً سر تسلیم خم کیا ان مقبولان بارگاہ وحدیت اور رسالت میں جہ طریقت اور بہر شریعت حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ اتباع مصطفیٰ علیہ السلام کا عکس و انکس ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت مبارکہ کو زندگی کا اور دنیا کی زندگی کا اصول بنالیا تھا۔ مجال ہے کہ کوئی فعل خلاف سنت سرزد ہوتا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اور اکبر حضرت شیر رہانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اس سچ پر تربیت فرمائی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا شفق بن گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ پر متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ پیش نظر کتاب ”حضرت فانی لاٹانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ“ کرم و عظیم جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری کا زندہ شاہکار ہے جسے آپ نے بڑی محبت اور محنت سے مرتب فرمایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے چچے چند جمعہ المبارک پر ملنے کی سعادت حاصل کی تھی انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ میں بچپن میں اسیا سے سنت کے جوہلے دیکھے تھے انہیں اپنی اسی کے مطابق بھرپور انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ موصوف شیخ الشیخ حضرت صاحبزادہ الحاج میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی وامت بزرگائیم العالیہ زیرب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے مرید خاص ہیں اور اپنے پیرومرشد کی خصوصی نگاہوں کی برکات سے متعدد

کتابیں لکھ چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب ”حضرت فانی لاٹانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ“ بھی انہی کا فیضان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری فرید مجدد کو مزید قلم کی جولانیاں عطا فرمائے اور بزرگان دین کے کارناموں کو اسی طرح مصنف شہود پر جلوہ گر کرتے رہیں۔ آمین اثم آمین

محمد سید مالک شرقپوری

علامہ محمد نشاہت بخش قصوری سیالوی (مرید کے)

8۔ ماہ سیام 1426 ہجری / 13 اکتوبر 2005ء بمقامات

ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف

موجودہ دور میں تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ اس فرمان کے تحت ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ تبلیغ دین اور ترویج سنت کی کوشش کرتا رہے اسی سلسلے میں ماہنامہ ”نور اسلام“ کا اجراء کیا گیا تھا جو مسکات اہل سنت و الجماعت کی نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان ہے اور عرصہ 50 سال سے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلا رہا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں اشاعت کی جتنی آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اتنے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں، کاغذ کی گرانی اور دیگر اشاعتی اخراجات کو برداشت کرنا کسی ایک ادارے کے بس کی بات نہیں رہی۔ اس لیے ضروری ہے کہ نہ صرف خود رسالہ کو جاری کروائیں بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ رسالہ کے سالانہ خریدار بنیں تاکہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ رسالہ کے بارے میں اپنی آراء سے بھی آگاہ کرتے رہا کریں تاکہ رسالہ کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عقل قر باں گن بہ پیش مصطفیٰ ﷺ

(قد رفاقی)

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نقشبندی بزرگ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہر اور اصغر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقیہ پور شریف کے حالات اس طرح لکھنے کی سعی کی ہے جس سے آپ کی شخصیت حضور پر نور شافع یوم النور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت پر عمل پیرائی کا آئینہ بن کر سامنے آتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے آمین

مرشدی سیدی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان اور تربیت یافتہ بزرگ تھے جن کی عظمت کے پھر بے زمانے میں آج بھی لہر رہے ہیں اور انشاء اللہ راقی دنیا تک لہراتے رہیں گے۔ آپ کو "پانی الہائی" کا خطاب بھی مرحمت ہوا۔ جو اس بات پر دال ہے کہ آپ بھی شرع و سنت کی ان ہی راہوں کے راسخ تھے جن پر حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے چل کر حضور سید عالم ﷺ کی سنت کو زندہ فرمایا تھا۔

خلاف قیہر کے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نے حضور ﷺ کی کوئی سنت سرمایہ احادیث سے لی ہے پھر اس کا اجراع حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عمل سے ثابت کیا ہے۔ اس طرح گویا حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق اچاگر ہو کر ابھرتا ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ واقعی اس گئے گزرے دور میں سنت رسول اللہ ﷺ کو زندہ کر بیٹوالے تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل سنت رسول ﷺ کے مطابق نبھانے کی سعی فرمائی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے)

جب کوئی کام یا عمل سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی نیت سے کیا جائے تو ایسے عمل کو بارگاہ الہی میں حضور ﷺ کے اتباع اور آپ کی سنت کی پیروی کا درجہ حاصل ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ ہمارا کام تو کوشش کرنا ہی ہے۔ اس کی مقبولیت اللہ پاک کی مہربانی سے ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے آمین

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

ڈاکٹر صاحب موصوف فخر الشارح حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی کے دامن گوہر بار سے وابستگی کا شرف رکھتے ہیں۔ الحمد للہ کہ آپ کے فیوض کا شہرہ چار دانگ عالم میں بفضلہ تعالیٰ نظر آتا ہے جس کی ایک دنیا معترف ہے۔ آپ کا وجود اس دور میں اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار قبلہ ثانی لاٹانی سیدی مرشدی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہو یہ تصویر ہیں اور ان کا فیض لٹانے پر مامور ہیں۔ علمی اور روحانی حوالے سے آپ کی خدمات اظہار من الشمس ہیں۔ اپنے ملنے والوں پر نہایت مشفق و مہربان ہیں۔ ان کا دیرینہ سخاوت فیض بہرہ رہا ہے جبکہ طالبان و سالکان سب تو بقی رحمت ان کے فیضان سے استفادہ کن ہیں اور جو مجھ جیسے اپنے آپ کو کسی قابل نہیں پاتے ان پر بھی وہ اپنے بزرگوں کا صدقہ اور بھی مہربان اور شفیق ہو کر فیض باری اور شفقت فرماتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ان کی نظر کرم نے بہتوں کو نوازا ہے اور گمراہوں کو راہ حق سے سرفراز فرمایا ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری بھی ان کی کرم باری کے زیر احسان ہیں ہر کوئی ان کی نوازشات اور تصرف کا معترف ہے:

آنکھ والا تیرے ہون کا تماشا دیکھئے
کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھئے

ڈاکٹر صاحب نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ کے آئینہ سنت میں دیکھنے اور دکھانے کی سعی کی ہے۔ ہم اپنی کوتاہیاں اور کمزوریاں ہاتھ میں اپنی مچھدانی سے آگاہ ہیں کوئی ادعا نہیں۔ شوق ہے کہ آکے کی طرف رواں دواں رکھتے ہیں۔ بس یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں نام لکھوانے کا ہون تھا اس مائی کی طرح جس کے پاس موت کی ایک ہی "انی" اسکا سرمایہ حیات تھی۔ ہارگاہ صد بہت میں دم مارنے کا کسے یا را ہے؟ جس کی ہر ہر شے اس رحیم و کریم کے عطاؤں کی مرہون میت ہو، اس کی ہستی کیا اور اوقات کیا؟ جس کے اپنے ایمان و ایقان کا توشہ بھی ہارگاہ رب العزت کے اذن کریمانہ پر منحصر ہو (پونس-100) وہ دوسروں کے فائدہ کیلئے کچھ کرنے کا مدی یا متنی کس منہ سے

ہو سکتا ہے یہ تو بس حضور سید عالم رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شان رحمت کا صدقہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی رحمت کے دریا میں نہا رہے ہیں اور ان کی رحمت سے حوصلہ پا کر دوسروں کیلئے بھی کچھ نہ کچھ کر گزرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی نے بھی اس بحر میں غواصی کی ہے اور وہ اپنی رحمت کے مطابق کچھ موتی نکال کر لاتے ہیں۔ آپ بھی ان کو دیکھئے اور اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعا کیجئے:

مر قبول احمد زہے عزو شرف
احقر العباد قد رآ قاتی

308-2 ویں دن ان کا شب الہام

سورہ 10 مئی 2005 فون 5118674

اہل اسلام کیلئے بالعموم اور وابستگان آستانہ عالیہ شرقپور شریف کیلئے بالخصوص
خوشخبری

دارالمصطفیٰ حضرت میاں صاحب کا دوسرا اہم شعبہ جامعہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ
برائے طالبات معروض وجود میں آگیا

بانشاء تعالیٰ حضرت سرخیزادہ میاں نسیل احمد شرقپوری مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی زیر سرپرستی دارالمصطفیٰ حضرت میاں صاحب شاں جنہاں طلبہ گورشی اور فنی علوم کی مدارس نیز قرآن حکیم کی قرأت و تہجید کا اہتمام برسوں سے جاری ہے۔ اب اس کے دوسرے اہم شعبے جامعہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ برائے طالبات کا قیام عمل میں آچکا ہے اور مقامی و بیرونی طالبات داخلہ لے چکی ہیں، جسکی تعلیم و تربیت کا کام سن و خوبی سے جاری و ساری ہے۔ طالبات کی رہائش کیلئے خصوصی طور پر پارپودہ انتظام کر لیا گیا ہے۔

اہل اسلام بالعموم اور وابستگان آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے بالخصوص اپیل ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو علوم دینیہ اور تعلیم و تربیت کی اس مثالی درسگاہ میں داخل کروا کر انہیں زبور تعلیم سے آراستہ فرمائیں۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری

بحیثیت عکس سنت نبوی ﷺ

دنیا میں بے شمار لوگ پیدا ہوتے ہیں اور نظام قدرت کے تحت اس دنیا میں کچھ عرصہ گزار کر رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ اس بات کا فیصلہ خداوند کریم نے اسی وقت فرما دیا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو زمین پر اتارا تھا۔ فرمایا: **وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ** (البقرہ 38)۔

خانی کائنات نے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے اس دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء اور مرسلین مبعوث فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی نبوت و شریعت کا پرچار کرتے رہے۔ ہر نبی، پیغمبر یا رسول کو کسی خاص علاقے، قوم یا قبیلہ کی طرف مبعوث کیا گیا۔ ایک وقت میں ایک علاقہ میں ایک سے زیادہ انبیاء علیہم السلام بھی تشریف لائے اور رشد و ہدایت کا کام کرتے رہے۔ چند دن سے لیکر کئی سال تک تبلیغ کی لیکن ہر نبی کی قوم کے صرف چند افراد نے اس کی نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے اطاعت اختیار کی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یہ سلسلہ چلا رہا اور پھر نبیوں کے نبی، امام الانبیاء کی باری آئی۔ وہ نبی جس کی اطاعت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء علیہم السلام سے بھی لیا۔ حضور نبی کریم شفیع معظم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت لعلائیں بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے عرصہ تقریباً

23 سال بنی نوع انسان کو دعوت حق دی اور تاریخ اس پر شاہد عادل ہے کہ خطبہ جیتا الوداع کے موقع پر تعداد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی بلکہ یہ تعداد بھی صرف ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی جو اس خطبہ کے دوران حاضر تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کسی خاص علاقہ، قبیلہ یا قوم کیلئے نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ تمام کائنات ارضی و سماوی کیلئے نبی ہیں۔ جن و بشر، ملائکہ و جن و غلمان، نباتات و جمادات، حیوانات غرض کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کی نبوت کا تابع ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ آپ ﷺ کی نبوت قیامت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو بنی نوع انسان کی راہنمائی کون کرے گا؟ اس سوال کا جواب خود نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے دیا۔ فرمایا:

الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ (الحديث)

یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں، کیونکہ نبی کی میراث مال و متاع، کھیتیاں، باغات یا حکومت نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث صرف علم ہے اور اس کے وارث صرف اور صرف علماء ہیں۔ یہی علماء قیامت تک سلسلہ تبلیغ جاری و ساری رکھیں گے اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔

علماء کے طبقہ میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو سال ہا سال جامعات و مدارس میں پڑھتے ہیں، صرف و نحو کا رد لگاتے ہیں، علوم منطق و فلسفہ حاصل

کرتے ہیں، اکتب احادیث و تفاسیر کی برقی گردانی کرتے ہیں اور فقہ و فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ غرضیکہ علوم نقلیہ و عقلیہ سے فراغت پاتے ہیں تو تب جا کر کہیں عالم دین بنتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو براہ راست کسی سے علم حاصل نہیں کرتے لیکن تمام تر علوم نقلیہ و عقلیہ ان کے سینہ میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ علم لدنی کے مالک ان لوگوں کو تمام علوم ظاہری و پوشیدہ اللہ تعالیٰ براہ راست عطا فرما کر اَلرَّحْمٰنُ عَلٰیہمُ الْفَرٰہان کی تفسیر بتا دیتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ظاہر اسی استاد یا تابعی، جامعہ یا مدرسہ سے تعلیم حاصل نہ کی بلکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم سے بہرہ ور فرما کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (الحدیث) یعنی "میں ایک معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں"۔ حضور ﷺ کو میرے لیے خود فرمایا کہ ایک شخص جو خود تعلیم یافتہ نہ ہے وہ دوسروں کو کس طرح تعلیم دے گا یا ان کی رہنمائی کرے گا؟ یقیناً ایسا ممکن نہیں ہے لیکن حضور ﷺ نے ظاہری طور پر علوم حاصل نہ کیے تو یہ آپ کی خصوصیت ہے نقص نہیں کیونکہ اگر آپ ﷺ کا کوئی استاد ہوتا تو وہ رہتے ہیں آپ ﷺ سے بڑھ جاتا کیونکہ مقام استاد یقیناً شاگرد سے زیادہ ہے اور یہ بات مسلم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے تمام علوم سے روشناس کرا دیا۔

امت محمدیہ ﷺ میں بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ظاہرِ اعلوم حاصل نہ کیے لیکن خود زمانے کے استاد ثابت ہوئے۔ انہیں میں سے ایک ہستی اعلیٰ حضرت میں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ شرقپور شریف میں

پیدا ہونے والے حضرت میاں رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر تو علم حاصل نہ کیا لیکن آپ سے صاحبزادہ سید مظہر قیوم شاہ (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)، صاحبزادہ حضرت محمد عمر بیہدوی (رحمۃ اللہ علیہ)، حاجی حافظ عبد الرحمن قصوری (رحمۃ اللہ علیہ)، مصولی میاں رحمت علی (رحمۃ اللہ علیہ)، سید نور حسن شاہ کپانی (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا محمد عمر اچھروی (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا محمد بخش مسلم بی۔ اے (رحمۃ اللہ علیہ) اور پرنسپل مولانا محمد اصغر رومی (رحمۃ اللہ علیہ) جیسے اکابرین نے وہ علوم سیکھے جو وہ کہیں سے بھی حاصل نہ کر سکے تھے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزار دی اور اپنے عہد مبارک میں سنت نبوی ﷺ پر استقامت رشتی سے عمل کیا کہ اپنے نواسے "دوسرے" بھی کرائے۔

"اکرم موجودہ دور میں کسی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کا نمونہ

دیکھا تو شرقپور شریف میں میاں شیر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا۔"

ایں سعادت بزرور ہازر نیست

تائید بخند خدائی بخندہ

جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ خود سنت کے معاملہ میں بہت زیادہ اہتمام فرماتے اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدین بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عکس تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے عرص کے موقع پر پورے پنڈال میں کوئی بھی آدمی ایسا موجود نہ تھا کہ جو شکل و صورت اور وضع قطع کے لحاظ سے خلاف شریعت ہو۔ یہی "صفت اللہ" ہے اور اسی رنگ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو رنگ دیا تھا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر حقیقی و سجادہ نشین حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابتدائی زندگی میں کچھ دنیا کی طرف راغب تھے۔ تاؤن کمپنی میں ملازمت اختیار کی تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمادیا، کتابت شروع کی تو اس سے بھی روک دیا، طبابت کا آغاز کیا تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میاں صاحب! ام نے آپ سے روحانی مریضوں کے علاج کا کام لینا ہے“
آپ نے مطلب بھی چھوڑ دیا۔

حاجی عبدالرحمن قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا:

”حضور! آپ کی مسند کون سنبھالے گا؟“

فرمایا ”غلام اللہ جو ہے“

عرض کی ”حضور! ان کی تو طبیعت ہی اس طرف راغب نہ ہے۔“

فرمایا ”انہیں ہی دوں گا اور زبردستی دوں گا“ (گوڑا پھیر کے دیاں گا)

پھر اعلیٰ حضرت شرقپوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے جب خطبہ جمعہ کے دوران میاں غلام اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر توجہ فرمائی تو آپ بے خود ہو گئے۔ ہوش آیا تو میاں صاحب پہلے والے میاں صاحب نہ تھے۔ اب آپ کی زندگی میں انقلاب آ گیا اور آپ نے ایک نئے دور کا آغاز کیا اور پھر سب نے دیکھا کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کا حق ادا کر دیا۔

حضرت حاجی عبدالرحمن قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عین کس پایہ تو آپ کو ”ثانی لائانی“ کے مبارک لقب سے متلب کیا۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہر اور حقیقی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے سنت نبوی ﷺ کو اپنا اور حسنا کچھوٹا بنالیا۔ ہر بات میں سنت مطہرہ ﷺ کا خیال فرماتے۔ اٹھتے بیٹھتے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، آرام و غنیمت، وعظ و نصیحت، تبلیغ و خطابت نیز تمام عبادات میں بھی سنت مطہرہ ﷺ کا مکمل خیال فرماتے۔ خود بھی عمل کرتے اور سرِ یدین و متوکلین کو بھی پابند فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ پر اس قدر اہتمام سے عمل فرمایا کہ آپ کی ذات پاک، آپ کا وجود مسعود واقعی ”آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ“ بن گیا۔

زیر نظر کتاب میرے قلمی قدر بزرگ جناب ڈاکٹر قدیر احمد صاحب شرقپوری کی تالیف لطیف ہے۔ آپ دہنامہ نور اسلام شرقپوری شریف کی مجلس ادارت کے ممبر اور حضور فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کے تربیت یافتہ اہل قلم لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

آپ ایک کہنہ مشفق مصنف ہیں۔ آپ کی کچھ کتب اور بہت سے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

اس کتاب میں آپ نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کا عکس دکھایا ہے۔ یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر قول و فعل کو سنت مطہرہ ﷺ سے مطابقت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل نے آپ

کے وجود مسعود کو 'آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ' ثابت کر دیا ہے۔

راقم السطور کی یہ خوش قسمتی ہے کہ مجھے اس کتاب کے مسودے کو پڑھنے اور اس کی درستی کا موقع ملا۔ میرے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری نے قارئین کیلئے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو واضح کر دیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کیلئے یہ کتاب بہت عمدہ ٹیس مہیا کرے گی۔

وہابیہ کہ اللہ تعالیٰ جناب ڈاکٹر صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین)

قاضی محمد نور اللہ نقشبندی مجددی

قاضی محمد نور اللہ نقشبندی مجددی

شیر بانى اسلامك ستر پسترون

تحصيل صدر راجہ طبع نكاح صاحب

0333-4604886

يوم الطریقان 17 رمضان المبارک 1428 ہجری

بمطابق 22۔ اکتوبر 2005 بروز ہفت

رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک میں اسے اس کے والد اس کی

اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر نہ ہو جائوں (بخاری شریف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مصنف

دور حاضر میں کچھ خوش قسمت شخصیات ایسی بھی ہیں جن کے وقت اور محل میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں۔ ان کا وقت رہنا ہے الہی، خوشنودی مصطفیٰ ﷺ اور شاعت دین کے لیے صرف ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری ہیں۔

جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقپوری 1945ء میں کلاں "قلم غوثی" ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ والدین نے "نذیر احمد" نام تجویز کیا۔ آپ نو (9) بہن بھائی ہیں جن میں سے چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ دوسرے بھائیوں کے نام یہ ہیں (1) عمر دین (2) محمد اسحاق (3) محمد اسماعیل (4) محمد جلیف (5) نذیر احمد اور ڈاکٹر صاحب سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔ والد گرامی کا نام حسن الدین تھا اور مختصر شجرہ نسب یوں ہے: حسن الدین بن احمد دین بن نبی بخش بن کریم بخش بن محمد اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ۔

جناب ڈاکٹر صاحب ابھی دو سال کے تھے کہ والد گرامی وصال کر گئے۔ والدہ صاحبہ کی زیر شفقت و نگرانی قرآن پاک سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ پرائمری تک تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول تڑیوالی، نزد شرقپور شریف میں حاصل کی۔ 1964ء میں گورنمنٹ پابلیٹ ہائر سیکنڈری سکول، شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1966ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور سے ایف اے کا امتحان پاس کیا۔

1968ء میں بی اے کا امتحان اسلامیہ کالج سول لائکنز، لاہور سے پاس کیا۔ 1978ء میں DHMS کا امتحان ہومیو پیتھک میڈیکل کالج آف پاکستان گزشتی شاہو، لاہور سے نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔ 1982ء میں بانیو کیمک پریکٹسز سوسائٹی آف پاکستان کی لیڈ شپ اختیار کی۔ 1984ء میں فارمیسی میں "C" Category کے طور پر رجسٹرڈ ہوئے۔ 1986ء میں ایچ۔ اے سیاسیات کا امتحان بطور پرائیویٹ امیدوار پاس کیا۔ 1986ء ہی میں فارمیسی میں اسسٹنٹ فارماسٹ کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ 1990ء میں CLS کا امتحان پنجاب لائبریری ایسوسی ایشن آف لاہور سے پاس کیا۔ 1993ء میں شیر رہانی اسلامک سنٹر، لاہور سے تین ماہ کا تربیتی کورس مکمل کیا۔ 1994ء میں آستانہ عالیہ شیر رہانی اسلامک سنٹر، لاہور میں مقررہ دو بارہ ماہ کا تربیتی کورس پاس کیا۔ 2000ء میں ایچ اے پنجابی کا امتحان آنر اومیدوار کی حیثیت سے نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ 2002ء میں بی اے لیول کا صحافت میں بطور ایڈیشنل مضمون پاس کیا۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب نے 2002ء میں ڈبل ایچ۔ اے کر کے اپنی تعلیم مکمل کی۔ 2003ء میں آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ سمیت عمرہ کی سعادت حاصل کی، 21 جون 2003ء 13 جولائی 2003ء تک زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی اور مدینہ منورہ میں "رباط شیر رہانی" کی زیارت کی۔ ڈاکٹر صاحب حج کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سعادت جلد نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔ اس پر نظر فی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے ڈاکٹر صاحب کو دو بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا۔ بڑے صاحبزادے محمد سلیم کا تین سال کی عمر میں انتقال ہو گیا اور چھوٹا صاحبزادہ محمد اویس ندیم جامد پنجاب، لاہور میں ملازمت کرتے ہیں۔ آپ کے اساتذہ میں سے چند مشہور ترین کے اسما گرامی یہ ہیں: (1) پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (2) پروفیسر قادری

مشتاق احمد صاحب (3) حضرت مولانا محمد اشرف صاحب اور (4) پروفیسر ضیاء المصطفیٰ قصوری صاحب۔

راقم السطور (محمد الیمین قصوری نقشبندی) کی یہ خوش قسمتی ہے کہ میں نے ذمہ نظر کتاب کا نام "حضرت عائشہ لائانی شرقیہ رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ" تجویز کیا جو ڈاکٹر صاحب نے پسند فرمایا۔ اس کتاب پر نظر لائی اور پروف ریڈنگ کی سعادت بھی مجھے نصیب ہوئی۔

آپ کے تین بڑے بھائی فخر الشیخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقیہ نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقیہ شریف کے وصت اقدس میں شرف بیعت حاصل کر چکے تھے۔ بڑے بھائی جناب محمد اسماعیل صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب نے 1982ء میں حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقیہ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں شرقیہ شریف حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ پھر فرشتہ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقیہ دامت برکاتہم العالیہ کی زیر اہدایت و زیر سرپرستی اور آستانہ عالیہ شرقیہ شریف کے ترجمان رسالہ ماہنامہ "انوار اسلام" شرقیہ شریف کو معیاری و مقبول عام بنانے کے لیے اپنی بساط کے مطابق عرصہ بیس سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقیہ نے ڈاکٹر صاحب کو تصنیف و تالیف کے میدان میں انقلابی خدمات انجام دینے کے لیے ہدایت و تلقین فرمائی، جس پر وہ کمر بستہ ہو گئے۔ آج موصوف نو (9) کتابوں کے مصنف ہیں۔ وہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ تمام تصانیف اپنی جیب سے شائع کروائیں اور دو کتابوں کی تقریب رونمائی آستانہ عالیہ شیر رہانی شرقیہ رحمۃ اللہ شرقیہ شریف میں ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ حضرت شیر رہانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام عصر حاضر کے نام

2- انوار شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

3- اسلام میں نماز کی اہمیت

4- شفاعت مصطفیٰ ﷺ

5- نماز کی اہمیت

6- حیات شیر ربانی رحمت نبوی ﷺ عطا بہترین موقع

7- درس عمل اسلام پابست زندگانی حیات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

8- پیار سے نبی ﷺ کی بیماری زندگی

9- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہرہ پوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ رحمت مصطفیٰ ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہرہ پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، دینی بحال اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے احوال و آراء اور خدمات ہدیہ پرکشی سب و مسائل شائع ہو چکے ہیں۔ آپ مصلح اعظم اور صاحب کرامت ولی اللہ بھی تھے۔ جناب ڈاکٹر نذیر احمد شہر قیوری کا بیان ہے کہ ہمارے گھروں میں ایک شخص تھا جو تفریبا ہوا ایکسٹرا راسنی کا مالک تھا لیکن نرینہ اولاد سے محروم تھا جبکہ اس کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی کی شادی اپنے گھروں میں ہوئی اور دوسری دونوں لڑکیوں کی شادی دوسرے مقامات میں ہوئی۔ گاؤں والی لڑکی کے شوہر کا نام برکت شاہ تھا جس نے اپنی ساس اور سسر کی وفات کے بعد اپنی بیوی کے علاوہ اس کی دونوں بہنوں کی زمین بھی اپنے زیر کاشت لے آئی اور وہ زمین چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ ایک لڑکی محمد الیاس آف پٹوکی کے عقد میں تھی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہرہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بھی تھا۔ محمد الیاس کی انتہا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علیہ گاؤں "قلعہ غوث" شائع شیخوپورہ میں تشریف لائے۔ آپ نے برکت شاہ کو طلب کیا اور اسے وراثت کی تقسیم کے حوالے سے شرعی مسئلہ بتایا اور ناجائز طور پر کسی کی زمین پر قبضہ جمانے کے بارے شرعی وعید بتاتے ہوئے حقدار لوگوں کو ان کے حصے کی زمین واپس کرنے کی ہدایت کی لیکن اس نے

آپ کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ شریعت کے فیصلے اور ولی کامل کی بات نہ ماننے کے نتیجہ میں قدرت نے حقداروں کو ان کا حق دلوادیا۔

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہی بیان ہے کہ ان کی والدہ محترمہ کو ایک عرصہ دراز تک پیٹ میں درد تھا۔ اطباء اور ڈاکٹروں سے علاج کروانے کے باوجود آرام نہ آیا۔ ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شرقیہ شریف میں حاضر ہوئیں۔ حضرت کا دم کیا ہوا پانی پیا اور لنگر کھایا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے درد ختم کر دیا۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہرہ پوری رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ رحمت مصطفیٰ ﷺ جناب ڈاکٹر صاحب کے قلم کا آخری شاہکار ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہرہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار رحمت مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں تحریر کرنے کی قابل تقلید و مستحسن کامیاب کوشش کی ہے۔ مصنف موصوف نے کتاب کے تمام مندرجات کو شواہد اور دلائل کی روشنی میں پرکھ کر لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف و ترحیب میں انہوں نے لہایت عرق ریزی اور محنت سے کام کیا ہے۔ یہ کتاب "شیر ربانی و عائشہ رضی اللہ عنہا" ادب میں اضافہ کرنے کی عظیم کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے، اجر عظیم سے نوازے اور مسلمانوں کے لیے نافع و مفید رہے۔ آمین۔"

فاک در شیر ربانی شرقیہ شریف رحمۃ اللہ علیہ

محمد رفیع مسعودی نقشبندی

محمد یونس قصوری نقشبندی
ادارہ علم و ادب، شاہین کاؤلی، جلی نمبر 1،
والٹن روڈ، لاہور

13 نومبر 2005ء

مطابق 10 شوال 1426ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقریظ

تمام قرطبین اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔
 درود الامداد واسطے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جو تمام مخلوقات میں افضل اور شافع یوم المشرق
 ہیں۔ جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شرقیہ شریف سے میری پہلی ملاقات جامع مسجد مصطفیٰ ایم
 بلاک، گلبرگ III، لاہور میں 2001ء میں اس وقت ہوئی جب وہ نماز جمعہ ادا کرنے کے
 لیے مسجد مذکور میں آئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد پہلی ملاقات صرف سلام دعا کی حد تک
 ہوئی۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ مسجد سے متصل ہے اس لیے وہ نماز جمعہ کا ذکر کے علاوہ
 نماز جمعہ بھی وہی مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ اس لیے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ڈاکٹر
 صاحب علم دینی کی وجہ سے کئی دفعہ مجھے اپنے گھر میں بلوا لیتے ہیں اور علمی گفتگو ہوتی رہتی
 ہے۔ عموماً دینی کی وجہ سے مجھے ڈاکٹر صاحب کی کتب کا مطالعہ کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔
 ان کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو سنت نبوی ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت
 ہے۔ ان پر سنت نبوی ﷺ کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

انہوں نے دلائل اور حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی زندگی کو
 سنت مصطفیٰ ﷺ کے عین مطابق گزارتے ہیں اور ان کی سیرت و کردار، احوال،

معاملات شریعت سے جدا نہیں ہوتے۔ اولیاء اللہ ہمیشہ چشم تصور میں رسول اکرم ﷺ
 کی ذات کو رکھتے ہیں۔

آدنی دید است باقی پوست

دین آں باشد کہ وہ دوست است

ڈاکٹر صاحب مولیٰ منٹس، رحمدول، مہمان نواز، علم دوست، صاحب دہر اور
 منہار آدمی ہیں۔ راقم الحروف (ڈاکٹر محمد لطیف) سمجھتا ہے کہ ان ساری صفات کے فیض کا
 سرچشمہ حضرت شیر، ہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہی کے فیض سے ڈاکٹر صاحب کے حصہ میں
 یہ توفیق آئی کہ تصنیف و تالیف کے کھن مراطل طے کر رہے ہیں اور شاہدہ روزی کام میں
 اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرقیہ شریفی رحمۃ اللہ بحیثیت آئینہ سنت
 مصطفیٰ ﷺ" کا کمپوز شدہ مسودہ مجھے پیش کیا گیا جس کو میں نے جت جت پڑھا۔ جناب
 ڈاکٹر صاحب کی ایک نئی اور منفرد پیشکش ہے، اس کتاب میں انہوں نے حضرت میاں
 غلام اللہ شرقیہ شریفی نقشبندی مجددی کی پاکیزہ زندگی کو اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کے
 حوالے سے اجاگر کرنے کی بھرپور اور کامیاب کوشش کی ہے جو طالبان سلوک کے لیے
 ایک نہایت مستحسن دستاویز ہے، جو بیک وقت شیخ کے حضور نذرانہ عقیدت اور مریدان
 باصفا کے لیے پیغام عمل ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شری قیور می کی اس سعی کو منظور فرمائے اور سندہ بھی ان کے قلبی شاہکار منظر عام پر آتے رہیں۔ آمین الختم آمین

احقر العباد

ڈاکٹر محمد لطیف مدنی

خطیب جامع مسجد مصطفیٰ آباد

ایم ایم اے جگہ نمبر 111 لاہور

19 ذی القعدہ 1426ھ 12 نومبر 2005ء بروز ہفت

ارشادات شہیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

”بہنیں! سارا کمال انہیں کہ نہ مغرب کی طرف گر لیا جائے، نہ صبح کی طرف تو میں بھی کرتی ہیں، بلکہ

کہاں اس میں یہ ہے کہ تو حید اور رسالت کو اس طرح جانو جس طرح جانتے کا دینی حق ہے۔“

”توحید اور رسالت، اسی مہربانوں میں توحید کے الجھڑ رسالت نہیں اور رسالت کے بغیر توحید نہیں“

(یعنی توحید کی معرفت رسالت کے بغیر ممکن نہیں)۔

”اللہ تعالیٰ کو وہ عدم اور شریعت مان کر مروتی چلن اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور اللہ ﷺ کو

چاہے بغیر مان کر صدقہ دل سے اتباع ملت کرنا جیسا بی سعادہ ہے۔ جب اس پر دل و جان سے

عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے عین مان ہو جائیں گے۔“

”اسلام کے پانچ ارکان ہیں اور ایمان کے دو یعنی رسالت و توحید، کیونکہ رسالت کی متابعت سے

توحید تک پہنچا جا سکتا ہے اور ایمان میں تصدیق قلبی ہوتی ہے۔“

”اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر چاہو۔“

”بہن! خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو؟ اور جو

کہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر نہیں وہ کافر ہے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مؤلف

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے راقم الحروف (ڈاکٹر نذیر احمد شری قیور)

کو یہ توفیق بخشی کہ زیر نظر کتاب ”حضرت بانی لاہانی شری قیور رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ

سنت مصطفیٰ ﷺ“ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اور درود و الحمد و حضرت

محمد ﷺ پر جن کے فیضان گوہر ہارنے یہ کتاب شائع کرنے کی ہمت عطا کی۔ پھر

طر بیعت اور شریعت، فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیور نقشبندی

مجددی دامت برکاتہم اعلیٰ کا ممنون و مشکور ہوں جن کی نظر کرم نے بندہ کو تحریر کے

میدان میں متعارف کرایا۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ شری قیور شریف کی

نقشبندی خانقہ و کے بانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قیور رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر اور

ان کا فیضان عام کرنے والے بزرگ تھے اور اپنے بیٹے و مرشد اور برادر بزرگ حضرت

میاں شیر محمد شری قیور رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سنت رسول ﷺ کو زندہ کرنے کی مسند ارشاد

پر متمکن اور مامور تھے۔

کسی ولی اللہ کے مقام و مرتبہ کا صحیح اندازہ اس کے اتباع شرع و سنت رسول ﷺ

کے پیمانہ سے ہوتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ شری قیور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی پوری زندگی فروغ شریعت اور اتباع سنت رسول ﷺ میں گزاری اور اپنے ملے والوں کو بھی یہی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری رحمۃ اللہ علیہ اسی شریعت و سنت رسول ﷺ کی راہ پر سرتاپا اس طرح کا مزن تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی "آئینہ سنت" بن گئی۔

زیر نظر تالیف میں راقم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ حضرت خانی برہانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختصر حالات کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کے سلسلے میں حضور ﷺ کی سنت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نمونہ کا اظہار بھی ہو۔ دیکھئے کہ یہ کام آسان نظر آتا تھا لیکن جب اس راہ پر چلنا پڑا تو احساس ہوا کہ یہ کام خاصا مشکل ہے۔ اس کتاب کی آرنیٹل ایڈیٹنگ جناب علامہ قاضی ظہور احمد اختر صاحب، جناب قاضی محمد نور اللہ صاحب اور جناب ماسٹر احمد علی صاحب شری قیوری نے کی جس پر میرا کام آسان ہو گیا۔

اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں راقم کو جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، جناب علامہ قاضی ظہور احمد اختر صاحب شری قیوری، جناب قاضی محمد نور اللہ صاحب، جناب ماسٹر احمد علی صاحب شری قیوری، جناب محمد انور قمر صاحب شری قیوری، جناب علامہ محمد نشاء تاج شاہ صاحب تصوری سیالوی، جناب ابوالیقادر آفاقی صاحب (صدر اعلیٰ ایوارڈ یافتہ)، جناب محمد یونس صاحب قصوری نقشبندی اور جناب ڈاکٹر محمد لطیف صاحب نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ جناب محمد یونس صاحب قصوری نقشبندی نے پروف. ریڈنگ اور نظر ثانی کر کے اس کتاب کو قابل اشاعت بنایا۔ راقم ان کا دل سے مشکور و ممنون ہے۔

راقم اس کتاب کی پیش کاری میں جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب

سے بیکر جناب محمد یونس صاحب قصوری نقشبندی صاحب تک سب کا ممنون ہے جن کی آراء سے زیر نظر کتاب منظر عام پر آ سکی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہر چیز کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔ اس کتاب کی کاپیوں تک جناب کلیل احمد صاحب نے کی ہے اور اس کتاب کی تیاری میں میرے بیٹے محمد اویس ندیم صاحب نے میری مدد فرمائی ہے، امرزا محمود بیگ صاحب میری آمد و رفت میں مدد کرتے ہیں۔ اس لیے میں جناب کلیل احمد صاحب، اپنے بیٹے محمد اویس ندیم صاحب، امرزا محمود بیگ صاحب اور سید ار حسین شاہ کا بھی ممنون و مشکور ہوں۔

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے بیرون کے کام نہ ہونے، لکھنے اور سننے میں بہت سے فائدے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ ان کا کلام ایک لشکر ہے خدا سے ملنے والے کے لشکروں میں سے۔ سب مرید سب کی طرف سے ہامید ہو کر خدا کے لشکر کی امداد سے قوی دل ہو جاتا ہے تو اپنے کام میں اچھی طرح مشغول ہو جاتا اور اسے شرح صدر اور انبساط حاصل ہوتا ہے اور غرور و خود پسندی سے پاک ہو جاتا ہے۔ موقوف ہے کہ جو شخص اپنے بیرون سلسلہ کے حالات، ارشادات، مقامات اور کرامات کا ذکر لکھے تو ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں (امجد حضرت عبدالقدوس ص 29-21 از ماہ ذی الحجہ 1421ھ بمطابق 1999ء)۔

انسانی طاقت اور بساط میں جو کچھ ہے اس کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راقم نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کتاب ہذا میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہ جائے پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے باوجود ہر امکانی کوشش کے کوئی نہ کوئی غلطی رہ جاتی ہے۔ ولی مسلمان جان بوجھ کر اور دیدہ و دانستہ طور پر کوئی غلطی نہیں چھوڑتا۔ پھر بھی علمی و ادبی ذوق رکھنے والے حضرات سے استدعا ہے کہ اگر دوران مطالعہ کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو

مطلع فرما کر چھوڑنا نہیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کیا جاسکے۔

قارئین حضرات راقم الحروف کو اپنی کم مائیگی کا پوری طرح احساس ہے کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقی قوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کو مکمل طور پر مضامین تحریر میں نہیں لکھا جاتا، ہم ذیل نظر کتاب "حضرت ثانی الامانی شرقی قوی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ" کی تیاری کے دوران جو دوا آپ کے متعلق میسر ہو اس کو سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ آپ حضرات اس کا فیصلہ کریں گے کہ میں اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا۔ یہ بات واضح کر دینی پوری ضروری ہے کہ اس کتاب کی تیاری کے دوران میں راقم نے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ پر مزید کام کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ آپ کا کارہائے نمایاں کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کیا جاسکے جس سے وہ مستفید ہوں۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ "تاریخ کا حصہ وہی لوگ بنتے ہیں جن پر تحریر کا کام کیا جاتا ہے"۔

راقم کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ شرقیہ و شریف کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رکھے اور ہم سب اس سے مستفیض ہوتے رہیں (آمین ثم آمین)

احقر العباد

منیر

30/12/2005

ڈاکٹر نذیر احمد شرقی

فون: 0300-501050
موبائل: 9955-0300
تحدۃ المبارک 27 ذیقعدہ 1426 ہجری
برطانیہ 30 دسمبر 2005 عیسوی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

حمد باری تعالیٰ

ہائے اپنی حکمت سے زمین و آسمان تو نے دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشان تو نے نہیں موقوف خلاق تری اس ایک دنیا پر کیے ہیں ایسے ایسے پیکاروں پیدا جہاں تو نے دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن دکھایا ہے نشان ہو کر ہمیں اپنا نشان تو نے محمد مصطفیٰ کی رحمت لایعنی سے بڑھائی یا رب اپنے لطف اور احسان کی شاں تو نے دیا اپنے کرم سے درجہ نور ناکواں کو بھی لگائے مگر سلیمان کے لیے نعت کے خواں تو نے مے لاقتلوا کے نشے میں سرشار رہتا ہوں یہ مستوں کو بخشی ہے حیات جاوداں تو نے

(مولانا ظفر علی خان)

نعت شریف

چارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں
 لیکن آقا کا منصب جدا ہے
 وہ امام صفت انبیاء ہیں
 ان کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے
 کوئی لفظوں میں کہے جاتا ہے
 ان کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
 ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے
 صرف اللہ ان سے بڑا ہے
 وہ جو آگ شہر نور احمدی ہے
 جلوہ گاہوں کا ایک سلسلہ ہے
 جس کی ہر صبح شمس النور ہے
 جس کی ہر شام بدر الدین ہے
 نام جنت کا تم نے سنا ہے
 میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
 میں یہاں سے تمہیں کیا بتا دوں
 ان کی حکمرانی کی گلیوں میں کیا ہے
 مستقل ان کی چوکھٹ عطا ہو
 میرے معبود یہ اتنا ہے
 کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں
 باب جبریل میرا پتہ ہے

(فیض الدین سہروردی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور آپ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خانی لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ
 کے آباؤ اجداد کا تعلق (افغانستان) میں آباد تھے۔ یہ خاندان صداقت و شرافت، امانت و
 دیانت، تقویٰ و طہارت، پابندی صوم و صلوات، خوشنویسی، خوش گفتاری، علم و فضل اور حفظ
 قرآن کی دولت سے مسلسل ممتاز چلا آ رہا تھا۔ شاہی خاندان کے اساتذہ کرام ہونے کی
 وجہ سے انہیں "مخدوم" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اس خاندان کا پیشہ درس و تدریس تھا۔
 یہ خاندان اپنے محلہ اور علاقہ کے لوگوں کو تعلیم دیتا تھا۔ چنانچہ اس خاندان کی بڑی عزت و
 تکریم تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں چھپائی کے کارخانے نہیں تھے اس لیے اس زمانہ میں
 ضرورت کے مطابق قرآن مجید اور دوسری کتب ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ لہذا اس خاندان
 کے افراد بطور خوش نویس بھی مشہور تھے۔

خوشنویسی یا کتابت:

نبی کریم ﷺ غوثِ شوقی کا کام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے تحفظ کے لیے ابتدا ہی سے تحریری اشاعت کا بندوبست کیا۔ جب بھی آپ ﷺ پر قرآنی آیات نازل ہوتیں تو آپ ﷺ انہیں اولاً مردوں کو پڑھا کر سناتے، پھر ستورات کو، پھر آپ ﷺ صرف سنا، کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ ﷺ کسی کا تپ کو یاد کرنا کھواتے پھر اس سے پڑھا کر سُناتے اور ضرورت کے مطابق اس میں تصحیح فرمواتے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قرآن مجید کے نسخے ہر مسلمان کے گھر میں ہونے چاہئیں اور

د. احمد مظهر السليمان، دكتور في الفقه الإسلامي، باحث في الفقه الإسلامي، مدرس في جامعة الكويت، الكويت. 32-31

حافظ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کے پیشہ خوشنویسی کو جاری رکھا اور اس میں کمال و وجہ کی مہارت حاصل کی (ذیابغریہ، ۱/۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱،

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت صالحؑ رحمۃ اللہ علیہ کو اولاد دینے سے نوازا، جس کا نام کمال محبت کی وجہ سے غلام رسول رکھا گیا۔ حضرت صالحؑ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ بونہار اور نیک بخت فرزند جب پروان چڑھے تو قدرت نے لوازشوں کے دریچے کھول دیئے۔ مولانا غلام رسول صاحب علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی سے بھی بہرہ ور تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ قصور شہر میں مفتی تھے۔ مولانا غلام دیکھیر رحمۃ اللہ علیہ، بابا صاحب کے ہم عصروں میں سے تھے۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قصور پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کیا، لوٹ مار کا بازار گرم ہوا تو علاقہ میں قحط رونما ہوا اور ہاشمہ بھوک و افلاس

سے تک آنر لکھو شہر سے بھاگنے لگے تو حضرت بابا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے شاگردوں کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے ”حجرہ شامہ منیم“ پہنچ گئے۔ وہاں ایک مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو لڑکے تختیاں لکھ رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے تختی لے کر اس پر ”اب“ لکھ دیا۔ دونوں لڑکے حضرت خواجہ قطب امام رحمۃ اللہ علیہ کا وہ دشمن حجرے شامہ منیم کے صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نے بچوں کی تختی پر تحریر دیکھی تو دریافت فرمایا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ صاحبزادوں نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا۔ چنانچہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے ہاں ٹھہرنے کا کہا۔ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمایا اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں دے دیا اور حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کا وہ دشمن حجرے شامہ منیم رہا۔

پہچانت:

بیعت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور برائیوں سے بچیں گے۔ نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ جب کوئی آدمی کسی نیک آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو اس کا مطلب اور مفہوم بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرتا ہے۔ جب کوئی آدمی کسی نیک بندے کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس نیک بندے کے وسیلہ سے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے محفوظ کر دیتا تھا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ:

خَلَقْنَا آدَمَ الْبَشَرَ قَالَ خَلَقْنَا شَعْبَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَا أَبُو
إِبْرَاهِيمَ عَنِ النَّبِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِيدَ
بَلَّغُوا وَهُوَ أَخْلَدَ السُّقْبَاءَ لِمَلَّةِ النَّفَقَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَخَوْلَةَ
عِصَّةً مِنْ أَصْحَابِهِ يَأْمُرُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا
تُسْرِفُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا بَنِيكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا
بَنِينَ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ وَلَا تَمُوتُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ
فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا
فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو غزوہ بدر
میں شریک تھے اور بیعت عقبہ الاولوں میں ایک نقیب تھے کہ شیخ رسالت ﷺ کو پورا انوں نے
جہنم میں لایا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ
اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، رونا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل
نہیں کرو گے، چانتے ہوئے کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور جنگی کے کاموں میں تاثر مانی
نہیں کرو گے، تم میں سے جس نے یہ عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اور جو
ان میں سے کسی کے اندر مبتلا ہو جائے اور دنیا میں اس کی سزا ملی تو وہ اس کا کفارہ ہوگا (بخاری)

شریف محمد بن ابی نعیم (حدیث ۱۷)۔

چونکہ بیعت کرنا سنت صحابہ ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اس

سنت کی پیروی کرتے ہوئے حضرت خواجہ قطب امام رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین حجرہ شاہ متیم کے
دست حق پرست پر بیعت کی (بعض خطی روایات) اور بنیاد صوری بنیادی۔

مسجد بنانا:

جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے جنوب میں قبا کے مقام
پر پہنچے تو اپنے مختصر قیام کے دوران وہاں سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد قبا کی تعمیر تھی۔
جب آپ ﷺ قبا میں حیرہ چودہ دن قیام کے بعد روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کی اونٹنی مدینہ
منورہ میں وہاں آکر ٹھہری جہاں اب مسجد نبوی شریف ہے وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے پناہ
کام یہ کیا کہ خالی زمین کو جو دو ہتیم بچوں کی ملکیت تھی، قبیحا حاصل کی اور پھر وہاں مسجد نبوی
تعمیر کروائی (Tareekh-e-Madina-e-Munawwarah جلد ۱ ص ۱۵۳)۔

چنانچہ جب حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ شری قیود شریف میں تشریف
لے آئے تو انہیں درس و تدریس کے لیے مسجد کی ضرورت تھی۔ لہذا وہ جگہ جہاں اب "جامع
مسجد" ہے وہاں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی مدد سے اس جگہ
سے گندگی کا ڈھیر اٹھوا کر صفائی کروائی اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مسجد
جامع مسجد "تعمیر کروائی۔ آپ چونکہ خوشنویسی کر کے روزی کماتے تھے لہذا اپنی خود نوشت
جماں شریف کے بدلہ میں 125 روپے حاصل کر کے اس رقم سے مسجد سے متصل کنواں
کھدوایا اور مسجد کا دروازہ بنوایا (حدیث نبوی) (احادیث اہل بیت)۔

درس و تدریس:

درس و تدریس سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے "اَلْعِلْمُ بِنِعْمَتٍ مُّغْلَبٌ" چنانچہ نبی کریم ﷺ پر جب بھی کوئی قرآنی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اولاً مردوں کو پڑھ کر سنا دیتے اور پھر عورتوں کو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَاقْرَأْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي
إِسْرَائِهِ عُلَمَاءُ حَتَّى كُنَّا الْحِجَابُ فَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَفْعَدْنِي
مُقْعَدِي هَذَا

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔ سعد بن عبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت سے حجاب کے عہد گورنری تک قرآن مجید پڑھایا۔ انہوں (ابو عبد الرحمن) نے فرمایا کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ قرآن مجید پڑھانے کے لیے بھارا رکھا ہے (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹)۔

چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خود تعمیر کردہ "جامع مسجد" میں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم حاصل کرنے کیلئے مسلم و غیر مسلم سب لوگ حاضر رہتے تھے۔ مختصر وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شریٰ پور شریف کے علاقہ کے لوگوں کے دل کی دھڑکن بن گئے۔

حقہ نوشی سے نفرت:

نبی کریم ﷺ کو فطری طور پر ظاہری و معنوی آلودگی سے شدید کراہت تھی۔ اگرچہ ایک وضو کے ساتھ متعدد نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں مگر حضور ﷺ ہر نماز کیلئے الگ وضو فرماتے۔ اگرچہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو فطری طور پر خوشبو کی ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کے استعمال میں خوشبو ہمیشہ رہی۔ اس نفاست طبع کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کو بدبودار اشیاء مثلاً کپے پیاز اور لہسن وغیرہ سے نفرت تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی ان اشیاء کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو بدبودار چیزوں سے نفرت تھی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۱)۔

چنانچہ حضرت بابا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے اور پڑوسہ گارتھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بدبودار اشیاء سے نفرت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں حقہ وغیرہ سے نفرت کرتے تھے، کیونکہ حقہ نوش لوگوں سے ایک بدبودی آتی رہتی ہے چنانچہ اہل تقویٰ بزرگ ایسی چیزوں سے نفرت کیا کرتے ہیں۔

شادی:

نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ سیرت نگاروں کی متفقہ رائے کے مطابق آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے بارہ شادیاں کیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ

ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو جھکاتا ہے اور شر مگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ نیز فرمایا وہ بھی نکاح کرے جس کو عورت کی حاجت نہ ہو کیونکہ نکاح میری سنت ہے اور اس کا تارک گناہ راستگی نہیں۔ (بخاری، حدیث نمبر 4862-4863)۔

چنانچہ حضرت بابائے امام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں سنت کے مطابق ایک زمیندار خاندان میں شادی کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سسرال والوں نے اپنی بیٹی کو بطور بھیڑ ایک کنواں (ڈیک والا کنواں) اور زمین دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اولاد نہ تھی البتہ ایک بیٹی سہاقہ آمنہ بی بی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی قصور میں اپنے بھتیجے حافظ محمد حسین سے کر دی۔ شادی کے بعد اپنے داماد کو بھی شریعہ شریف بلوایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درس و تدریس کا کام حافظ محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تین صاحبزادے عطا کیے۔

1۔ میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ

2۔ میاں حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ

3۔ میاں نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نیک سیرت، متقی، صوم و صلوٰۃ کے پابند، متشرع، اولیاء کرام سے عقیدت و محبت رکھنے والے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے (پیر فیض شہرہ والی دہلی میں مولوی محمد رفیع دہلوی)۔

نماز تہجد:

1۔ حضور ﷺ جب رات کو سو کر اٹھتے تو سب سے پہلے قضائے حاجت فرماتے پھر سواک فرماتے اور وضو فرماتے۔ پھر نماز تہجد بشمول وتر گیارہ رکعت ادا فرماتے۔ اس نماز کو آپ ﷺ نے تمام زندگی کا اہل پابندی وقت کے ساتھ ادا فرمایا (رواہ ابن ماجہ)۔

قرآن مجید میں ہے

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسُجِّدْ لَهُ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُومًا (79-17)

7۔ اور رات کے وقت کچھ حصے میں تہجد پڑھو۔ یہ خاص نفی نماز تمہارے لیے ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمادے (بنی اسرائیل: 79)۔

چنانچہ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔ (پیر فیض شہرہ والی دہلی میں مولوی محمد رفیع دہلوی)۔

ملازمت یا مزدوری:

ہاتھ سے کما کر کھانا یا مزدوری کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ نبی پاک صاحب لواک ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَغَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ لَافَتْ فَقَالَ نَعَمْ مَحْكُتٌ
أَرْغَاهَا عَلَى قُرَاطٍ يُطْرَقُ لِأَهْلِ مَكَّةَ

اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا۔ کیا آپ ﷺ نے بھی "لڑ مایا ہاں" میں نے بھی چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں اللہ عزوجل نے انہیں (آیت ۱۰۴) سورہ صافات (۲۸)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شری پوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد کرنامی حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ملازمت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بطور ویکسی نیٹر (محلکہ صحت) ہجرت ہو کر گورنمنٹ کی طرف سے طلبہ و وٹک کے صدر مقام پر ویکسی نیٹروں پر انچارج آفیسر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دینے لگے۔ اپنے ماتحت علماء سے حسن اخلاق، نرمی اور اصولی برتہ کرتے تھے۔ کسی ماتحت ملازم کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت نہ ہوئی۔ دو تین ماہ کے بعد مگر (شری پور شریف میں) تشریف لاتے۔ (ذیل فیض پیر والہ) (مدرسہ اسلامیہ شری پور)۔

فیاضی اور سخاوت:

فیاضی اور سخاوت بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کی فیاضی اور دیادگی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ ادھار لے کر سائل کی حاجت پوری فرما دیتے۔ بقول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز ذخیرہ نہیں رہتی تھی۔ یہ بھی حضور ﷺ کی شان رحمت عالم اور سخاوت عامہ کا نتیجہ تھا کہ اگر کوئی آپ ﷺ کے زیر استعمال بالکل نئی چیز بھی آپ ﷺ سے طلب کرتا اگرچہ وہ آپ ﷺ کو

بہت ہی پسند ہوتی تو وہ بھی آپ ﷺ اس سائل کو عطا فرما دیتے۔ بعض اوقات جس مالک سے چیز خریدتے، قیمت ادا کرنے کے بعد وہ چیز اسی کو ہدیہ کر دیتے۔ آپ ﷺ کی لفظ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر برائے سنگی وقت کچھ مال بچ رہتا تو آپ ﷺ کی طبیعت پر یہ بہت گراں گزرتا اور آپ ﷺ کا سکون اور آرام ختم ہو جاتا۔ کیونکہ آپ ﷺ مال و دولت کو ہر وقت گردش میں رکھنے کا سلیقہ دنیا بھر کو دینے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ اسی لیے مال و دولت کو جمع کر کے اس کے انبار لگانے کی ممانعت سورۃ ہمزہ (پارہ 30) میں مکتی ہے اور اسکی وعید بھی۔

قرض کی ادائیگی بطریق احسن:

جس طرح ضرورت کے وقت قرض لینا سنت نبوی ﷺ ہے اسی طرح احسن طریقے سے قرض کی ادائیگی بھی سنت رسول ﷺ ہے قرض کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ إِنَّ حَيَاةَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً

تم میں سے بہتر وہ ہے جو خوش سیٹھگی سے قرض کی رقم وغیرہ واپس لوٹا دے (ذیل فیض پیر والہ)

ہذا کتاب مقروض، ص 264، 264، 264۔

قبلہ ثانی صاحب کے برادر اکبر حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جو دو سخا کی دہانہ عادت کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی ملازمت سے چھٹی پر شری پور شریف تشریف لاتے تو اپنے صاحبزادے حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا قرض بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے

بڑے احسن طریقے سے پانی پانی ادا فرماتے۔ لیکن ساتھ ہی آئندہ قرض لینے میں احتیاط برتنے کا بھی ارشاد فرماتے کیونکہ حضور ﷺ نے بھی قرض سے اللہ کی پناہ طلب کی ہے۔

گھوڑا پالنا اور سواری کرنا:

گھوڑے کو پالنا اور اس پر سواری کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن میں آدمی کے لیے اجر ہے۔ دوسرے وہ جن میں آدمی کی پردہ پوشی ہے۔ تیسرے وہ جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ وہ گھوڑا آدمی کیلئے باعث اجر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے پالا ہو۔ پھر کسی چراگاہ یا باغ میں چرنے کیلئے لمبی سی ری سے باندھ کر چھوڑ دیا ہو۔ پس اس چراگاہ یا باغ میں جہاں تک وہ ری پہنچے گی اس کے مطابق مالک کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ اپنی ری توڑ کر ایک دو ٹیلے پر سے چلا جائے تو اس کی لید اور قدموں کے حساب سے گھوڑے والے کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ کسی نہر یا دریا کے پاس سے گزرے اور اس کا پانی پی لے اگرچہ مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ ہو تب بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کی نیکیوں میں شمار ہوگا۔ جو آدمی غرور یا ریاکاری کے باعث گھوڑے پالے یا مسلمانوں کی عداوت میں تو ایسا گھوڑا اپنے مالک پر بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن یہ آیت جو ذرہ برابر نیکی کرے تو اسے دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے وہ اسے دیکھے گا (سورہ الزلزلہ، آیت 7-8)۔ یہ اس حکم کی جامع ہے دیکھو شریف، جلد 2، ص 128۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْعَيْلُ وَالْبِقَالُ وَالْحَمِيرُ لِيُرْكَبُوا وَرِثَةُ ط (16-8)

ترجمہ: گھوڑے، اونٹن اور گدھے پر سواری کی جائے نیز یہ ہیں وراثت کیلئے (سورہ النحل، آیت 8)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَرَكَةُ فِي لَوَاحِصِ الْعَيْلِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے (ایضاح حدیث نمبر 115)۔

خَلَفْنَا أَبِيَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ابْنَ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي هَذِهِ الْأَقْرَاسِ ثَلَاثُ لُحُفٍ

ترجمہ: ابوالعباس ابن سہل اپنے والد ماجد اور اپنے دادا محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک گھوڑا ہمارے باغ میں تھا اور اس (گھوڑے) کا نام لحیف تھا۔ (ایضاح حدیث نمبر 118)۔

چنانچہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ایک گھوڑا بھی رکھا ہوا تھا۔

چنانچہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد ملازمت کے دوران اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر انچارج کی حیثیت سے دورے پر گئے۔ رات کی تاریکی میں ایک نقاب پوش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کی ہاگ تمام کر بلند

آواز سے انکشاف کرتے ہوئے یوں کہا: "جس لاکے (میاں شہر محمد شرقپوری) کو تم (اسکی والدہ) اور حد سے زیادہ فیاضی و سخاوت وغیرہ کی وجہ سے" "سائیں لوگ" سمجھتے ہو وہ اپنے زمانہ کا ایک آفتاب ہدایت ہوگا۔ اس آفتاب ہدایت کی ضیا ہاریاں ہر ایک دلوں کو منور کر دیں گے۔ و منبع فیوض و برکات ہوں گے اور دنیا ان کی عظمت کو سلام کیا کر رہی۔ ان کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہوگا لیکن اپنے اس نیک بخت بچے کا عروج آپ نہیں دیکھ سکیں گے۔ اس لیے آپ انہیں کچھ نہ کہا کریں اور جو وہ کرتے ہیں کرنے دیا کریں۔ (ہندو لڑکی، دہلی، ہندوستان)

میاں عزیز الدین کی وفات:

تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت کے آخری ایام میں ضلع "روہتک" کے مشہور قصبہ "ہانس" میں ہیضہ کی وبا پھیل گئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس وبا پر قابو پانے کیلئے "ہانس" میں آپ کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ آپ بھی ہیضہ کے متعدی مرض کا شکار ہو کر اسی مقام پر وصال فرما گئے اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ بعد میں سرکاری طور پر آپ کے وصال کی اطلاع شرقپور شریف میں دی گئی۔ پس قبلہ اعلیٰ حضرت اور ثانی صاحب اپنے والد کی قبر کی زیارت کیلئے الگ الگ موقعوں پر روہتک گئے اور فاتحہ خوانی کی۔ کیونکہ قبرستان میں حاضر ہو کر دعائے مغفرت کرنا حضور علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔

شانِ اولیاء

ولی اللہ سے مراد اللہ کا دوست ہے آپ جانتے ہیں کہ دوست یا بن جاتا ہے یا بنایا جاتا ہے، دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ دوست کی خواہش کے مطابق رہا جائے۔ اس کا اطلاق دونوں دوستوں پر ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی خواہش کا احترام کریں۔ لیکن اللہ کے ساتھ بندوں کی دوستی اس نوعیت کی نہیں، اللہ خالق ہے بندہ مخلوق۔ خالق تو پہلے ہی اپنے بندوں کی زندگی کے تقاضے پورے کر رہا ہے وہ اپنے بندوں کے لیے رحیم بھی ہے اور رحمان بھی۔ ان کا رزاق بھی ہے کفیل بھی ہے۔ گویا کہ اس کی بے انتہا صفات محض بندوں کے لیے ہیں۔ اس کا دامن رحمت انسان کی پوری زندگی تک اس کے لیے دراز رہتا ہے۔

وہ تو پکار پکار کر کہتا ہے کہ آؤ میری نعمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹو۔ سوال یہ ہے کہ کہاں آئیں۔ صاف ظاہر ہے اس کے در پر جانا ہوگا، نیاز مند بنی دکھائی ہوگی۔ اس کے کہے ہوئے طریقوں کو اپنانا ہوگا اپنے آپ کو اس کے تابع کرنا ہوگا جو لوگ اپنی زندگی کو اللہ کے حکموں کے تابع کر دیتے ہیں انہیں اللہ اپنا دوست کہتا ہے۔

دوست کے لیے سب سے ضروری بات قرب ہے یہ قرب قیام و جہود سے حاصل ہوتا ہے اپنی خطاؤں کی معافی کے لیے گزرانا ہوتا ہے، آنکھیں انکسار کرنی پڑتی ہیں اور فرائض کے علاوہ نوافل سے جی لگانا پڑتا ہے۔

فرمایا گیا ہے میرا بندہ جب کثرت نوافل سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں

اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے، میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ یعنی انسان کی پوری زندگی میں اللہ کا دخل ہوتا ہے اب اللہ جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

ایسے ہی بندوں کو اللہ اپنا دوست رکھتا ہے اور ایسوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

الَاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا تَخَافُ عَلَيْهِمُ وَلَا تَحْزَنُوْنَ (یونس 62)

خبردار اللہ کے دوستوں کے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

مطلب یہ کہ اگر انہیں حق کی حمایت میں کچھ بات کہنی ہو تو وہ بے ہنگامی کے ساتھ حق بیان کر دیں گے۔ انہیں ظلم کے خلاف آواز بلند کرنی ہے یا مظلوم کی حمایت میں آگے بڑھنا ہے تو ان کے پاؤں لڑکھڑائیں گے نہیں وہ بے خوفی کے ساتھ کود جائیں گے۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیں وہ آگ کے آلاؤ سے ڈرا نہیں گھبرائے جس کے شعلے آسمان سے ہاتھیں کر رہے تھے۔ حضرت غوث پاک کو دیکھیں وہ ڈاکوؤں کی حرکات دیکھ رہے ہیں کہ اگر انہوں نے کچھ بات کہہ دی تو ڈاکو ان کی اشرفیاں پھین لیں گے مگر انہوں نے بچ بولا ہے کسی خوف و خطر کے کو قریب نہیں آئے دیا ہے۔ اس آیت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اگر دنیا والے اور اللہ والے (اولیاء) اکٹھے چل رہے ہوں اور یکدم کوئی افتاد آجائے پریشانیوں کی آندھیاں انہیں گھیر لیں تو

دنیا والے خوف اور غم سے بچنے پکارنے لگیں گے مگر اللہ والے (اولیاء) بے فکر رہیں گے انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی خوف۔ یقیناً ممکن ہے ان (اولیاء) کی معیت کے سبب اللہ انہیں بھی محفوظ رکھے۔ اگر غور کریں تو یہ بات بھی عیوں ہے کہ دنیا والے جن چیزوں کے حصول میں پریشان ہوتے ہیں اور فکر مندی سے مرے جاتے ہیں اللہ کے ولیوں میں ایسی چیزوں کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً دنیا والے مال و دولت کے لیے (حصول اور حفاظت) ہمیشہ پر خطر رہتے ہیں مگر اللہ والے دولت کی پیروی نہیں کرتے لہذا ان حصول کا غم اور حفاظت کا خوف۔

گروہ صوفیاء اللہ کے انہیں دوستوں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین مسعودی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضور اٹار رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

کئی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دنیا میں نہ آتے تو حق و باطل کا امتیاز مٹ جاتا اور انسانیت محض نام کی رہ جاتی۔ بربریت کا دور دورہ ہوتا۔ اس آیت کریمہ کی رو سے دو سبق مل رہے ہیں ایک یہ کہ اے ظالمو! تمہیں ظلم کرتے وقت یہ بات بھول جاتی ہے کہ تمہارے خوف کے باعث تمہارے ظلم کا کوئی ذکر نہیں کرے گا اور تم پردے میں پارسا بنے رہو گے مگر یاد رکھو میرے بندے تمہارے ظلم کو لوگوں پر واضح کرنے کے لیے بے خوف ہیں، انہیں کوئی غم اور خوف نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حق اور سچ بیان کرنے والے میرے دوست ہیں میں نے ان کی حفاظت کا وعدہ لے لیا ہے۔

یہ تو ان کی زندگی کی حفاظت کی بات ہے، غور کرو وہ لوگ مرنے کے بعد بھی محفوظ ہیں۔ روزِ زندہ ہیں ان کی قبریں زندہ ہیں۔ ایک دنیا ان کے آستانوں پر اُمّی آ رہی ہے، ان کی صداقت و حق کے چراغ جو دو جلا گئے، زمانے کی تیز و تند آندھیاں بھی نہیں بجھا سکی ہیں۔ ان اولیاء اللہ کو خوف و خطر اس لیے بھی نہیں ہوتا کہ ان کا یقین ہوتا ہے کہ

لَنْ يَخُفَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ (ق: 16)

ہم اپنے بندے کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

یہ قریب ان کے حوصلوں کو بلند رکھتا ہے۔ اندو و غم ان کے قریب نہیں بھٹک سکتے کیونکہ اللہ ہی تمام قوتوں کا مالک ہے۔ یہ قوتیں ان بندوں میں منتقل کرتا ہے جنہیں وہ چن لیتا ہے اور دنیا میں بھی اعلان کر دیتا ہے کہ میرے بندے میرے دوست ہیں۔ دوستی کی راہ اختیار کرنے کے لیے اللہ کے دوستوں کے ہاں جانا ہوگا، دوستی کا سبق لینا ہوگا، دوستی کی تربیت لینا ہوگی تاکہ

۔ خدا بندے سے خود پوچھے بنا تیری رضا کیا ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اللہ کے یہ بندے ظاہری طور پر بڑے سادہ ہوتے ہیں اور فقیر و کھانی دیتے ہیں مگر فقر کی بادشاہی میں تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں لوگ تاج و تخت حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

۔ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو

یہ بیضا لپے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

یہ اوصاف اور یہ خوبیاں اللہ کے بندوں کو اس لیے میسر ہیں کہ وہ اللہ کے قریب ہیں اور اللہ ان کے قریب ہے۔ قرب کی وجہ سے یہ کائنات جامہ استی پہنتی ہے اور دائرہ وجود میں آتی ہے اگر یہ قرب نہ ہوتا تو کوئی روح وجود نہ پاسکتی۔ یہ وجودیت ہے۔ سب کی اصل عدم ہے لیکن خاص بندوں کو ایک پر کیف قرب طور بھی حاصل ہوتا ہے یہ قرب محبت ہے اہل کشف کو یہ پر کیف محبت جسمانی شک میں نظر آتی ہے لفظ قرب کا اطلاق قرب خلقی اور قرب محبت دونوں پر ہوتا ہے۔ بطور اشتراک لفظی ہوتا ہے حقیقتاً قرب دونوں جگہ جدا ہے۔

صوفیاء کی اصطلاح میں کم سے کم درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہو سکتا ہے اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار رہتا ہے کسی اور کی محبت کی گنجائش نہیں ہوتی۔ خواہ وہ پو یا بیٹا، کنن ہو یا بھائی، بیوی ہو یا دوسرے کنبے والے کسی سے اس کو محبت نہیں ہوتی۔ اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے اور نفرت ہوتی ہے تو بھی اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو صرف اللہ کے لیے اور نہیں دیتا تو تب بھی اللہ کی رضا کے لیے۔ اس گروہ کی محبت آپس میں بوجہ اللہ تعالیٰ ہوتی ہے۔

ولی کا ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال و اخلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے وہ پرہیز رکھتا ہے۔ شرک خفی و جلی سے پاک رہتا ہے ایسے ولی کے سامنے شیطان ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

سرزمین شرقیہ شریف

شرقیہ شریف ضلع شیخوپورہ لاہور کے نواح میں آباد ہے قصبوں میں عدیم العظیم اٹکال کا حال ہے۔ یہ زمین اپنی زرخیزی و زریزی اور شریں پانی کی بہتات کی بنا پر عرصہ دراز سے چلی آرہی ہے اور شاہ لاہور کے نواح کا کوئی اور علاقہ اس صفت میں اس خطے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سرسبز اور لہلہاتے کھیت، انواع و اقسام کے پھل دار درخت اور حسین و جمیل قدرتی مناظر اس علاقے کی پہچان ہیں۔

یہ علاقہ اپنے صوری اور معنوی حسن کے ساتھ ساتھ قدیم زمانے سے ہی تہذیب، ثقافت، علم و فن اور ادب و تصوف کا مرکز چلا کر رہا ہے، اس قصبے کی بنیاد قبل دور کے آخر زمانے میں رکھی گئی۔ اگرچہ ام حتمی طور پر تاریخ بنائے شرقیہ متعین نہیں کر سکتے لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں سکھوں کی حکومت کے نام سے بہت پہلے یہ قصبہ آباد تھا اور ایک علمی و تہذیبی اور ثقافتی و روحانی مرکز کی حیثیت سے جانا اور پہچانا جاتا تھا۔ شرق پور شریف کے ہر چہار سو سو جو صوفیائے کرام، مسلمان، عظام اور علماء ذی شان کے مزارات اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔

لیکن اس قصبے کی زیادہ شہرت انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ہوتی ہے جب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے نمایاں ہوئے۔ عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد اداہر کا رخ کرنے لگی۔

بھرتو یہ ہستی شرقیہ شریف بن گئی۔ اس کی پہچان اس قدر عام ہوئی کہ ملک کے کسی بھی حصے سے صرف اس کا نام لینے سے اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر باہر سے آنے والی ڈاک پر ضلع و تحصیل نہ بھی لکھا ہو صرف شرقیہ شریف ہی ہو تو خط مکتوب ایہ کو مل جاتا ہے۔

شرقیہ شریف کی بنیاد حافظ خاندان کے مورث اعلیٰ حافظ حضرت محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پڑی۔ چونکہ اس خاندان کے اکثر مرد اور عورتیں حافظ قرآن تھیں۔ اسی وجہ سے یہ خاندان حافظ خاندان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ ویسے یہ لوگ آرائیں ہیں اور جند و رشاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ پاپور و راولپنڈی سے شاہ جہاں کے دور میں یہاں آئے۔ اب اس خاندان کی دسویں نسل پر دان چڑھ رہی ہے اس خاندان کے بزرگوں نے اس شہر کی تین و آرائش میں خوب کام کیا ہے۔

میاں شیر محمد شرقیہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد سے آپ کے پڑنا نا بابتی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے۔ بڑے صالح نیک انسان تھے۔ ان کی شادی نہیں ہوئی اور وہ اس خاندان کے پھیلاؤ کے باعث بنے۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ کی پیدائش 1865ء میں حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ ولادت کے بعد ہی سے آپ کے جسم اطہر اور چہرہ نورانی سے دلی کمال ہونے کے آثار و زروشن کی طرح ظاہر تھے اور ہر شخص جو حضرت صاحب کو دیکھتا ہے اختیار کہتا تھا کہ یہ بچہ تو مادر زاد ولی ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرق پور پنجاب کے ان اولیاء میں سے ہیں جنہوں نے سلسلہ نقشبندیہ میں بے پناہ شہرت پائی ہے۔ آپ اتباع نبوی ﷺ کی جیتی

جائے تصویر تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اتباع سنت ﷺ میں گزاری اور اپنے پیرو کاروں کو بھی یہی درس دیا کہ زندگی کے ہر فعل میں سنت نبوی ﷺ کی اتباع کرو، آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ علم ریاضت، مجاہدہ، زہد، تقویٰ، جود و سخا اور بردباری میں بے نظیر تھے۔ گویا کہ آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور ولی کامل تھے۔ آپ کی ہرکت سے کئی مرد و دل نور الہی سے منور ہوتے ہیں اور آج بھی میاں صاحب کا ذکر عقیدت و وارثی سے لیا جاتا ہے بلکہ اس سستی سے لوگوں کا تعلق وہ شادمانی ہے۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی کتنی ہی روحانی بزرگ ہستیاں اس خطہ کی زمین کی آغوش میں محو استراحت ہیں۔ چند بزرگوں کے نام یہ ہیں۔

☆ حضرت بابا شمس شاہ سندھی قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حافظ محمد یعقوب چشتی المعروف حمزہ والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت میاں امانت علی المعروف ہرنی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ سیدنا ذوالمحمد شفیع المعروف شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حافظ محمد اسحاق قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ خواجہ محمد سعید چشتی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت معصوم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت بابا محکم دین (محبذوب) رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت قبلہ میاں غلام اللہ ثانی لاٹانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

ان تمام بزرگوں کے عرس ہوتے ہیں، بعض عرس میلوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں ان موقعوں پر آستانوں پر خوب رونقیں ہوتی ہیں اور دیہاتی تہذیب کا خوب کھل کے اظہار ہوتا ہے۔

ارشاداتِ ربّانی

جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس تجارت (کے) فائدے کے امیدوار ہیں جو کبھی ٹاہ نہیں چوکی۔ کیونکہ خدا ان کو پورا پورا بدلہ دے گا وہ تو بکشتے والا (اور) تدر دان ہے۔

(سورۃ فاطر 29: 30)

ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے۔ ان کے پہلو پھوٹوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔

(سورۃ اسجدہ 15: 17)

مختصر حالات حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان کا قصبہ شرفپور شریف، دھڑلہ ضلع، قصبہ ہے جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں جن سے ہزاروں انسانوں نے راہ ہدایت پائی۔ حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری المعروف بہ حضرت ثانی الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ 1891ء میں شرفپور شریف میں پیدا ہوئے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری، میاں شیر محمد شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں اپنے نصیبال کے ہاں رہ کر پائی۔ میاں شیر محمد شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے برادر اصغر سے بہت محبت تھی۔

حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حکیم محمد اسماعیل (جو شرفپور کے مشہور حکیم تھے) سے طبابت سیکھی۔ لیکن شاید قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ آپ صرف جسمانی بیماروں کا علاج کرتے۔ چنانچہ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبابت چھوڑ دی اور مقامی میونسپل کمیٹی میں ملازمت اختیار کر لی۔ لیکن میاں شیر محمد شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ملازمت بھی اچھی نہ لگی چنانچہ آپ نے یہ ملازمت بھی چھوڑ دی اور اپنی زرعی زمین کی دیکھ بھال کرنے لگے۔

حضرت میاں شیر محمد شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جس مقام پر دیکھنا چاہتے تھے وہ بہت بلند تھا۔ وہ انہیں رشد و ہدایت کے میدان کا

شہسوار بنانا چاہتے تھے لیکن وقت کے منتظر تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے برادر بزرگ سے عرض کی کہ ان کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سنا لیکن خاموش رہے۔ والاخر ایک جمعہ کے روز انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا اور ان کو ایک ہی نگاہ میں اس منزل تک پہنچا دیا جہاں کوئی دوسرا آدمی برسوں کی ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر وجہ کی کیفیت طاری ہو گئی اور جب طبیعت سنبھلی تو حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ اور ہی تھے۔ اب ان کو ذکر و فکر کی محفل شرم سے محسوس ہونے لگی اور عبادت اور ریاضت میں بھی بہت خط محسوس ہونے لگا۔

شیر بانی حضرت میاں شیر محمد شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری وقت میں حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا:

”اے اللہ! انہیں وہاں اسی خدمت کرنا، نماز جمعہ خود پڑھانا، وقفہ فوقیٰ اور نمازیں بھی پڑھا دینا جو بھی ملے آئے اسے اللہ اللہ سکھایا کرے۔ انشاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی۔“

جب یہ مضمحل حضرت میاں غلام اللہ شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ کو مرہمت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی بغض اللہ تعالیٰ طائفہ سلوک و عرفان پر چھا گئے اور بے شمار مخلوق کو راہ راست پر لاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیکی کرامت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے دوسروں سے ممتاز نظر آتے تھے۔ اس مصلے پر بیٹھ کر حضرت ثانی الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق تعلیم کو ایک ایسی تحریک دی کہ جو کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اس کی دنیا ہی بدل گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل برف کی مانند سرد ہو چکا ہے۔ حرص و ہوس اور خواہشات و جذبات نام کی کوئی چیز نہیں۔ اگر دل میں کوئی چیز ہے تو وہ جذب و شوق ہے جو مرشد کے سینے سے منعکس ہو کر اس کی طرف آ رہا ہے۔ غرض یہ کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عملی تصویر بن کر طالبانِ راہ حق کو چشمہ فیض سے سیراب فرمانے لگے اور خدمتِ اسلام میں کوئی وقت فروگذاشت نہیں کیا۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد لوگ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برادر بزرگ کا فرمان پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی اور سنت رسالت مآب ﷺ کا جو لو نہال کفایت حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے سر زمین شرقپور شریف میں لگایا تھا، حضرت ثانی لائانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی آبیاری کی اور اس کی مہک ہر طرف پھیل گئی۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد از وصال بھی خواب میں لوگوں کو حضرت ثانی صاحب سے تلقین و ارشاد کا درس لینے کی تاکید فرمائی اور اپنے مریدوں کو اکتساب فیض کیلئے حضرت ثانی صاحب کی خدمت اقدس میں جانے کا حکم فرمایا۔

محمد امین شرقپوری سے روایت ہے کہ میاں چراغ دین سنگھ لالیانی شرقپور شریف آتے اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کر کے لوٹ جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ لالیانی گئے تو میاں چراغ دین نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آج میرے بھائی

لالیانی میں آئے ہوتے ہیں تم ان سے ملو کیونکہ تم شرقپور شریف جانتے ہو اور ان سے مل کر نہیں آتے۔

اسی طرح ایک اور صاحب (مولوی عبدالرحمن) کو خواب میں حکم دیا کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے پاس جاؤ اور ان سے معافی مانگو اور ان کے مشورے پر عمل کرو۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ سے جو محبت تھی اور وہ جن بلند مقامات پر ان کو دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ان کو انہی بلند مقامات پر پہنچایا اور حضرت ثانی صاحب کے بھی اپنے آپ کو ان کا صحیح جانشین ثابت کیا اور شرع و سنت کی وسیع و وسیع احاطہ میں ان کا دست اور وہانی لیسان عظیم کی وجہ سے حضرت ثانی لائانی رحمۃ اللہ علیہ کہلاتے۔

اوپر ان کا دل آئینہ کی مانند ہوتا ہے جس میں وہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو آ آسانی آئینہ لیتے جیسا۔ جب کوئی شخص ان کے سامنے آتا ہے تو فوراً اس کے دل کا حال جان لیتے ہیں۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بھی یہ صفت تھی وہ ہر آنے والے کو بھانپ لیتے تھے کہ یہ کس طرز سے ان کے پاس آیا ہے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ دراز قد، شرع کے پابند، خوش لہجہ اور خوش کلام شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ہر ایک کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ ان میں کمال درجہ کی سادگی تھی۔ وہ نہایت علیم الطبع اور ملنسار تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذات کو محبوبِ خدا ﷻ کی ذات میں فنا کر رکھا تھا۔ وہ حضور ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ہمہ وقت حضور ﷺ

کی خوشنودی کے طالب رہتے اور یہی تعلیم و تربیت سالکان کو ہم پہنچاتے تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود ری رحمۃ اللہ علیہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت تک میں اخلاق محمدی ﷺ کا بہترین نمونہ تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود ری رحمۃ اللہ علیہ غریبوں اور ناداروں کی مدد فرماتے۔ مہمانوں کی تواضع تو ان کے گھر کا معمول بن چکا تھا۔ آپ لوگوں کی مصیبت میں ان کے کام آتے، کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے، صاحب علم لوگوں کی قدر کرتے بلکہ علماء سے ملنے میں پائل کرتے، ہمشینوں میں کبھی امتیاز سے نہ بیٹھتے۔ نماز، صلیح، نوافل اور وظائف وغیرہ میں وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھتے۔

عزیز و اقارب سے ملنے ان کی خوشی و غمی میں شرکت فرماتے، سادہ لباس پہنتے، ہمیشہ چنگی نکا کر کے چلتے اور حاجت مند کو کبھی مایوس نہ کرتے۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود ری رحمۃ اللہ علیہ میں بجز واکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کوئی تعلیم کے لیے اٹھتا تو سخت ناگواری کا اظہار فرماتے۔ بجز واکساری کے ساتھ ساتھ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاف گو بھی تھے اور خلاف شرع امور پر بڑے سے بڑے شخص کو بھی ٹوک دیتے تھے۔ کبھی کسی کے عہدہ کا لحاظ کر کے غلط بات پر چشم پوشی نہیں کی بلکہ اسے فوراً اس کی غلطی پر ٹوک دیا۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود ری رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادر بزرگ کی عملی تصویر بن کر لوگوں کی روحانی پیاس بجھاتے رہے اور عشق رسول اللہ ﷺ میں سرشار ہو کر خدمت اسلام میں بھی کوئی وقفہ فروگذار نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

کے نام نامی سے ایک جامعہ قائم کیا یعنی "جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ" جس میں علوم فقہیہ، حدیث، فتنہ اور قرأت سیکھنے کیلئے دور دراز سے طلبہ آتے ہیں۔ اس جامعہ سے نور علم حاصل کر کے لوگوں میں بانٹ رہے ہیں یعنی فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہر طرف اس نور کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ بعض لوگ غلط فہمی سے خوش خلق ہوتے ہیں کہ انہیں کسی تعلیم و تادیب کی مطلقاً ضرورت نہیں آتی۔ حضرت عافی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے خوش خلق مشہور تھے۔ بہت سے باد کردار کے مالک تھے۔ جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملے کیلئے آتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے سب پناہ و شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں بادبانی کہتے سنا گیا کہ جس قدر حضرت میاں غلام اللہ شری قیود ری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے محبت کی ہے وہ کسی لاد سے شاید ہی کی ہو۔ اگر ملنے والا اپنی غربت اور غلامی والا کہتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پناہ و شفقت اور محبت سے اس کی دلجوئی کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں ایسی مٹھاس تھی کہ وہ اپنی تکلیف بھول جاتا اور اسے یہ احساس بھی نہ رہتا کہ وہ غربت اور تنگ دستی کا شکی تھا۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب ثروت اور امیر آدمی تریس بن کر دولت کی خواہش کرتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کا طلب گار ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے الفاظ میں اس کی توجہ ایسے لوگوں کی طرف دلاتے جو اس سے زیادہ پسماندہ ہوتے اور اپنی زندگی قوت لایموت کے طور پر بسر کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگوں کو دوسروں کیلئے ایثار و قربانی کی تلقین کرتے۔ اپنے سے کمتر انہوں سے ملنے حاصل کرنے کو کہتے۔ اکثر ایسے لوگ مطمئن ہو جاتے اور دولت کی ضیع چھوڑ کر خدا وادارہ سامعین کی مدد پر آمادہ ہو جاتے۔

اگر کوئی بیمار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ اس کی مزاج پرسی کرتے بلکہ اسے علاج معالجے کی ہدایت بھی کرتے اور چونکہ طب سے باخبر تھے اس لیے اکثر یونانی ادویات تجویز بھی کر دیتے اور ان کے استعمال کی ترکیب بھی بتا دیتے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کسی مستند حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کو کہتے۔ آپ کا کہنا تھا کہ یہ دینی سے شفاء تو منجانب اللہ ہے لیکن انسان کی طبیعت تسکین والہ و الطینان چاہتی ہے اس لیے بیماری کا علاج از بس ضروری ہے۔ بیمار آدمی کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار پانی بھی دم کر دیتے اور اسے پینے کو کہتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اسے استعمال پر بھی زور دیتے۔ حضرت میاں غلام اللہ شری قیور رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ تھا کہ کسی شخص کو بھی مایوس نہ کیا جائے، مایوسی گناہ ہے۔ اس قول کے مصداق وہ ہر اس شخص کی دلجوئی کرتے جو ان کے پاس آتا۔ اس میں اولیٰ و علیٰ کی کوئی تخصیص نہ ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے والوں کا اکثر تاثر تھا ہمارا ہوتا۔ لوگوں کا یہ عالم تھا کہ جو ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھ گیا اس کا دل نہ چاہتا تھا کہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے۔ چنانچہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شیریں گلانی کے ترنائی رہتے۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیور رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے ان کے گھر انکی بیٹھک میں ملنے یا پھر مسجد میں واقع ان کے حجرہ میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب کی باتیں سننے اور ان کی تسلی و تسکین فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کیلئے گھر سے نکلتے تو مسجد تک لوگ سلام کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر سب کے سلام کا جواب دیتے جاتے۔ ایسی ہی صورت حال میاں شیر محمد شری قیور رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی طرف آتے جاتے پیش آتی۔

حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی اور خود اس کا نمونہ ثبوت دیا۔ آپ ﷺ بھوک بھی بخوشی برداشت کرتے، پیوند لگے کپڑے بھی پہنتے۔ آپ ﷺ کے دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے نہیں ہوتے تھے لیکن پھر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خواہش ہوتی کہ وہ آپ ﷺ کے دسترخوان سے بچے کچھہ رہنے ہی پائیں۔ اسی سے ان کی طبیعت سیراب و چالی قوی اور روحانی پیاس بھی بجھ جاتی۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عاشق رسول ﷺ تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کے ارشادات کی پابندی کی پوری پوری کوشش کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادگی کو ایمان کا جزو سمجھتے تھے اور اسے ایک اسلامی فریضہ سمجھ کر اختیار کیے ہوتے تھے۔ جس کی نے بھی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ جانتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ لباس نہایت سادہ و مکر صاف ستھرا پہنتے۔ گرمیوں کے موسم میں سادہ قمیض پہنتے لیکن اس کا کالر نہیں ہوتا تھا اور قمیض کے ٹٹن گلے تک بند کرتے۔ کبھی کریمان کھانا نہ رکھتے۔ وہ اسے حیاداری کے خلاف سمجھتے تھے۔ قمیض کے ساتھ واسکت بھی پہنتے اور تہبند باندھتے۔ سردی کے موسم میں بھی اسی قسم کا لباس ہوتا لیکن قدرے موٹا کپڑا اذ قسم کھد رہوتا۔ واسکت البتہ گرم کپڑے کی ہوتی اور کبھی کبھی تہبند کی جگہ شلوار پہن لیتے اور اس کے ساتھ ہی اچکن بھی زیب تن کرتے۔ اس لباس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کا حسن و بھلا ہوا جاتا اور دیکھنے والے بہت متاثر ہوتے۔

لباس کے علاوہ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر بات میں سادگی کو ملحوظ رکھتے۔ خدا ہا انگلی سادہ پسند کرتے اور ہر کھانے والی چیز جو جائز ہے کھاتے۔ البتہ چکنی چیزوں سے قدرے پرہیز کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ ایسی چیزیں دل اور معدہ دونوں

کو بری طرح متاثر کرتی ہیں، ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو ہر قسم کی غذا کمانی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کیلئے ہنگاموں قسم کی چیزیں یاں اور پھل پیدا کیے ہیں۔ انسان کو ہر قسم کی غذا کھانی چاہئے تاکہ وہ ہر غذا کا عادی ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر قسم کی غذا خود بھی پسند کرتے اور کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ گھر پر تیار کی ہوئی کسی کا گلاس پلے لیتے تو اس کے ٹھنڈے اثرات کو روکنے کیلئے پائے کی پیالی بھی لے لیتے اور کبھی دودھ کا استعمال بھی کر لیتے۔ لیکن سب سے اول کندم کی روٹی کو پسند فرماتے اور کہا کرتے کہ یہ مکمل غذا ہے۔ روٹی جو طاقت انسان کو دیتی ہے وہ کوئی اور دوسری چیز نہیں دیتی۔ اسی لیے وہ دوسروں کو بھی سادہ غذا انہیں کھانے کی تلقین کرتے۔ پروفیسر منور حسین صاحب سے روایت ہے کہ انہوں نے کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرغی کھانا کھاتے نہیں دیکھا۔ شہد کو سنت رسول ﷺ کے طور پر ضرور استعمال کرتے اور دوسروں کو بھی شہد کی تلقین کرتے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی مساجد اور مدارس تعمیر کروائے اور ان پر زکیر صرف کیا مگر اپنی ذاتی رہائش گاہ کو بالکل سادہ رکھا۔ اس کی آرائش وزینائش پر کوئی رقم ضائع نہ کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان اس دنیا میں بڑے بڑے عالمی شان پہنچے کوٹھیاں بنا کر رہتا ہے ان کی تزئین پر لاکھوں روپیہ لگاتا ہے حالانکہ یہ سب عارضی چیزیں ہیں۔ انسان تو اس دنیا میں ایک مسافر ہے جو تھوڑی دیر قیام کیلئے یہاں رک گیا ہے۔ اس کا اصل سفر تو بعد از موت شروع ہوتا ہے۔ زندگی تو ایک وقفہ ہے پھر اسے تھوڑے قیام پر کیوں اترتا ہے؟ وہ کیوں زور دوا کھانچ نہیں کرتا؟ جو مسافر زور دوا لے کر روانہ نہیں ہوتا وہ زور داتے میں ہی مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔ زندگی کا سفر تو بہت لمبا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ

اس سفر کو اختیار کرنے سے پہلے نیک اعمال کرے تاکہ سفر میں کام آئیں۔ سادگی اختیار کرے اور آخرت کا ہر وقت خیال رکھے۔ اس طرح وہ اس دنیا میں بہتر زندگی بسر کر سکے گا کیونکہ جو حسن سادگی میں ہے عارضی زندگی میں نہیں۔

شہادت جاوہر جلال تو سب جانتے ہیں لیکن درویش کا چاہو جلال کسی اور بنی نوعیت کا ہوتا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں لوگ بڑے مقادیر ہو کر بیٹھتے ہیں یا کھڑے رہتے ہیں۔

درویش آدمی یا صاحب سلوک و معرفت کے پاس جب کوئی آتا ہے تو اس کے دل میں کوئی خوف نہیں ہوتا اسے کوئی مجبوری نہیں ہوتی واپسی خوشی سے آتا ہے اور اس کی صحبت سے فہم یاب ہوتا ہے۔ اگر اس کے دل میں خوف کا ذرا سا احساس پیدا ہوتا بھی ہے تو صرف اس قدر کہ کہیں اس کی بارگاہ میں کوئی ہے اور نہ ہو جائے یہ تو درویش کی شخصیت کا رعب ہوتا ہے کہ کسی کو اس کے سامنے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرات نہیں ہوتی۔ آنے والا درویش اسے جاوہر جلال کے سامنے اپنی ہستی کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش خلق، شفیق اور مہربان شخصیت کے مالک تھے۔ لیکن کسی سر پر یاٹنے والے کو اتنی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آنکھ مل کر ہم کلام ہو سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تو صرف ایک ہی بات تھی یعنی ”وہ سنیں اور کہا کرے کوئی۔“

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رعب و دہد جاوہر جلال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر قول و فعل سے نمایاں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خلاف شرع کوئی کام نہ کرتے اور نہ کسی کام کو چاہتے دیتے تھے کہ وہ شریعت کے دائرے سے باہر نکل کر بات کرے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ لادھر ادھر کی گپیں ہانکے یا کوئی لغو بات کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے

والے ہر خاص و عام کے دل و دماغ میں یہی بات ہوتی کہ اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو خلاف شریعت ہو اور حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ چنانچہ سب ملنے والے دوزانو ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھتے۔ اس مسنون طریقہ کی پابندی آپ رحمۃ اللہ علیہ سختی سے کرواتے۔ نہ کوئی آلتی پالتی مار کر بیٹھتا اور نہ ہی ننگے سر۔ لڑائی جھگڑا کرنے والے کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ خالی ٹوپی اسلامی لباس نہیں ہے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹوپی پہن کر تمام ہاتھ اس لیے نہیں بھی یہی لباس اختیار کرنا چاہئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر ایسے لوگ بھی حاضر ہوتے تھے جن کی داڑھی نہ ہوتی یا جنہیں داڑھی منڈے کہا جاتا۔ وہ بڑے مؤدب ہو کر ایک طرف بیٹھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر کیا کرتے کہ زمانہ تیزی سے بدل رہا ہے، لوگ مغربی تہذیب کا شکار ہو رہے ہیں ان کو روکنا اور ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ لوگوں کو حقیقت، سچائی اور سنت نبوی ﷺ کا راستہ دکھائیں۔

پروفیسر منور حسین صاحب سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ تجربے کے طور پر کوشش کی کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نظر ملا کر بات کریں لیکن ناکام رہے۔ چند سینکڑوں سے زیادہ نظر اونچی نہ کر سکے۔ تقریباً یہی کیفیت حضرت شیر رہانی شریف پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خلفاء کی تھی وہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے نگاہ نیچی کر کے بات کرتے۔ مسائل پوچھتے اور مطمئن ہو کر واپس لوٹ جاتے۔ بزرگوں کا ادب ہی بہترین اصول زندگی ہے۔ معاشرے میں جتنی بھی برائیاں پائی جاتی ہیں ان کا بنیادی سبب بے اعتدالی و بے ادبی ہے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعتدال کا دامن جس طرح تھامے رکھا اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر کام میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے اور عبادت کرنے میں بھی کبھی اعتدال سے تجاوز نہ کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں جوان تھا تو ایک چپاتی (روٹی) کھا لیا کرتا تھا اور وہ ٹھیک سے ہضم ہو جاتی تھی مگر جوں جوں عمر بڑھتی گئی کھانا کم ہوتا گیا۔ اب آدھی یا اس سے بھی کم روٹی کھاتا ہوں۔ اگر اس سے زیادہ کھاؤں تو یقیناً بیمار پڑ جاؤں۔ یہی سبب تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باوجود کمزور اور نازک طبع ہونے کے بہت کم بیمار ہوتے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عبادت بھی اس طرح انجام دیتے تھے کہ اس میں میانہ روی قائم رہے۔ یعنی فطری عبادت کو فرض عبادت پر کبھی فوقیت نہ دیتے۔ بلکہ فرض عبادت کو ہر قاعدگی سے وقت پر انجام دیتے اور فطری عبادت کو اپنے معمول کے مطابق ادا کرتے۔ نماز، روزہ، حج و عمرہ ادا کرتے اور اسے بہت اہمیت دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ہم مسجد کو نماز پڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے، جوان، بیمار، تندرست ہر قسم کے آدمی کھڑے ہو گئے اس لیے نماز پڑھاتے وقت اعتدال سے کام لے۔ نہ اتنی لمبی سورتیں شروع کرنے کہ مقتدی تنگ پڑ جائیں اور نہ اتنی چھوٹی ہوں کہ ذرا سی تاخیر کی بنا پر لوگ جماعت سے محروم رہ جائیں۔ اسی طرح دعا مانگتے وقت بھی اتنی لمبی دعا نہ مانگتے، جو ناگواری کا باعث بنے۔ مختصر سی دعا مانگتے تاکہ کام پڑ جائے والے کام پڑ جائیں۔ بیمار آرام پا سکیں اور کسی کے دل میں کسی قسم کی خوشی کا احساس پیدا نہ ہو اور یہ فریضہ احسن طریقہ سے انجام دیا جاسکے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایتی وظائف کے بارے میں اگر

پوچھا جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ باقاعدگی سے نماز پڑھنا گناہ باجماعت چھڑا کر، یہ ہزاروں وظائف سے بہتر ہے۔ فرض عبادت کو چھوڑ کر وظائف کے پیچھے پڑنا کہاں کی عقل مندی ہے؟ وظائف کیلئے کئی گھنٹوں کا وقت تو لگاتے ہیں لیکن نماز کیلئے تھوڑا سا وقت نہیں نکال سکتے۔ اعتدال کا تقاضا یہی ہے کہ نماز باقاعدگی سے پڑھو۔ اس کے بعد اگر جی چاہے تو کچھ وقت وظائف کو دے لو۔ تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ درود شریف کی بعض سالکوں کو سبب حال روزانہ کئی کئی ہیبتیں کرنے کا حکم دینے اور کراہی کی باتیں بھی فرماتے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ طے جلے میں بھی اعتدال سے کام لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ہمیں دوسروں سے اس طرح ملنا چاہئے کہ دوبارہ طے کی تمنا باقی رہے۔ اس طرح نہیں ملنا چاہئے کہ محبت کی بجائے نفرت کا سبب بن جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی خاص و عام سے اس طرح مٹے کہ وہ آئندہ طے کی خواہش لے کر جاتے اور جب وہ دوبارہ مٹے تو محبت اور الفت میں اضافہ ہوتا۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دینی دولت کے ساتھ ساتھ دنیاوی دولت سے بھی مالا مال کر رکھا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جائز آمدنی کو نہایت سچے سے خرچ کرتے، بنگلہ چلاتے، حاجت مندوں کی مدد فرماتے، شریک درس طلباء پر خرچ کرتے، مساجد کی مرمت کرواتے اور فی مساجد تعمیر کرواتے مگر پیسے کو فضول خرچی میں ضائع نہ کرتے۔ اللہ کے نام پر، اللہ کے کام پر خرچ کرتے اور وہ بھی اس مینا نہ روی اور اعتدال سے کہ اس میں بھی بلاوجہ کوئی خرچ نہ ہونے پاتا۔ زندگی کے آخری لمحات تک آپ رحمۃ اللہ علیہ ان فرائض کو نبھاتے رہے اور کبھی کسی سے کچھ مانگنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

حق بات کہن اور سننا بڑے حوصلے کا کام ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ بگیاہت کہتے ہوئے مصنفوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے اندر اتنا حوصلہ اور ہمت نہیں پاتے کہ بلا جھجک بگیاہت کہہ دیں یا سچائی کا ساتھ دیں۔

یہ اللہ کے شیر، وہ اہل ایمان ہوتے ہیں جو حق بات کہنے سے گریز نہیں کرتے انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ یہ بات کسی کو بری لگے گی یا اچھی لگے گی۔ اہل ایمان میں سے ایک بزرگ حضرت شیر بانفی امی حضرت میاں شیر محمد شری قہر رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر میاں غلام اللہ ثانی لاٹاٹی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں ایک دیہاتی آیا۔ یہ ادیز عمر کا آدمی تھا اور بخار میں مبتلا ہونے کی باعث ہائے دہائے گرد ہاتھا۔ وہ اس نے شور مچا رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بیٹھک میں تشریف نہ رکھتے تھے اور مہمانوں کیلئے اندرون خانہ سے کھانا لینے گئے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اندر سے اس دیہاتی کے شور کی آواز سنی تو اس کھڑکی سے جو اندرون خانہ اور بیٹھک کے درمیان تھی جھانک کر پوچھا کہ کون ہائے دہائے کا شور مچا رہا ہے؟ اس دیہاتی نے جواب دیا کہ "حضور! میں ہوں مجھے بخار آگیا ہے، طبیعت سخت خراب ہے، دعا کیلئے آیا ہوں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زندگی میں بخار کئی بار آتے جاتے ہیں، ان کو برداشت کرنا لازم ہے ہائے دہائے گرد اچھا نہیں لگتا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ اس نے کھایا کیا تھا؟ جواب دیا کہ لسی پلی تم۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے غصے سے فرمایا: "تم بیمار ہو کو تو خود دعوت دیتے ہو، اللہ عزوجل تمہیں لسی نہ پیا کرو، یہ اعصاب پر برا اثر ڈالتی ہے۔ اگر لسی دینی ہو تو کبھی کبھی پاتے اس پی ای کر۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ایسے انداز سے فرمائی کہ اس آدمی کو

ممبر و سکون اور قرار آ گیا اور پھر وہ چپ چاپ بڑی دیر تک بیٹھا رہا۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر قسم کے ضرورت مند بھی حاضر ہوتے اور اپنی ضرورت کا اظہار کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں ہدایات لیتے۔ ایک مرتبہ ایک ایسا حاجت مند حاضر ہوا جس کو کوئی دینی مسئلہ درپیش تھا اور وہ اس کا حل چاہتا تھا۔ اس نے کہا حضور! جب میں نماز پڑھتا ہوں یکسوئی اور توجہ سے نہیں پڑھی جاتی، دوران نماز مختلف قسم کے خیالات چمک کرتے ہیں اور نماز ٹھیک طرح سے ادا نہیں ہو پاتی۔ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ نماز میں اوپر دھڑکے خیالات نہ آئیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز میں خیالات آتی ہیں مگر پڑھنے والے کو چاہئے کہ ان خیالات کو ذہن میں جکڑ دے اور طبیعت میں یکسوئی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انسان جس قدر خیالات سے ذہن کو صاف رکھے گا اسی قدر اس کی عبادت مقبول ہوگی اور اس دریاخت کا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ نماز میں خیالات بڑے بڑے عابدوں، زاہدوں اور اللہ والوں کو بھی آتے ہیں۔ اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ ان خیالات کا مقابلہ کرتے ہوئے نماز پڑھتے جاؤ اور کوشش کے ساتھ اسے قائم رکھو۔ بعض لوگ اسی بات کو جواز بنا کر نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ نماز خشوع و خضوع سے پڑھنی چاہئے لیکن جب دنیا داری کے خیالات آئیں تو ایسی نماز کا کیا فائدہ؟ اس بہانے سے وہ نماز نہیں پڑھتے حالانکہ نماز تو ایمان کا جزو ہے اس سے کتنا اٹا نہیں چاہئے۔ انسان اپنی بساط کے مطابق جیسی بھی نماز پڑھے سکے پڑھے۔ قبول کرنا نہ کرنا تو خداوند کریم کا کام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان باتوں سے اس آدمی کی تسلی ہو گئی۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بات کا مناسب انداز میں بے دریغ اظہار

کرویتے اور گلی پٹی نہ رکھتے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ 7 ربیع الاول 1377 ہجری بمطابق 13 اکتوبر 1957ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ارشادات حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ دنیوی معاملات میں سادگی اور ریاضتداری ہونی چاہئے۔

۲۔ بد افعال، اقوال شرع محمدی کے مطابق ہونے چاہئیں۔

۳۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف توجہ دینی چاہیے، انگریز تجارت کرتے ہوئے دنیا کا نیکو کار بن بیٹھے۔

۴۔ تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

۵۔ ظاہر کا وضو کر لیا، باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

۶۔ مسلمانوں کا دین اور دنیا ایک ہے۔

۷۔ جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اس وقت انہوں نے روم، چین،

ترکی اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لی تھیں، تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

۸۔ اسلام ایک ایسی طاقت ہے جس کے سامنے باقی سب طاقتیں تابو دیں۔

تخلیق کائنات اور قرآن مجید کی اہمیت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو تخلیق کائنات سے پہلے بطور کتاب مکنون اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ کائنات کو تخلیق فرمائے تو کائنات کو بنانے کے لیے قرآنی ضابطہ کار مقرر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے اور جیسے جیسے تخلیق کائنات کے مختلف مرحلے طے ہوتے گئے۔ کائنات پر حسب ضرورت قرآنی ضابطے لاگو ہوتے گئے۔ دوسرے لفظوں میں ساری کائنات کے ذرے ذرے پر قرآنی ضابطوں کا احاطہ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے۔ اللہ کی پیدا کردہ کائنات کے اجرام بڑے ہوں یا چھوٹے سب پر اول تا آخر قرآنی ضابطے ہی نافذ ہیں۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد ان بڑے بڑے اجرام کو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم میری اطاعت اپنی مرضی سے قبول کرو یا میرے مجبور کرنے سے کہ تمہیں میری اطاعت کا دم ضرور بھرنا ہوگا تو ان اجرام نے بخوشی (طوعاً) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا دم بھرنے کا اقرار کیا اور کہا **فَاَلَا تَتَذَكَّرُ** (41-11)۔

اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی متعدد مواقع پر بیان کی ہے کہ زمین و آسمان کے ذرے ذرے پر قرآن کے احکام ہی نافذ ہیں (دیکھیے العمران، 83، مائدہ 15)۔

انسان کائنات کا دو لحاظ سے ہے انسانوں کو مکلف ٹھہرایا تو اس کے ساتھ دوسری

اس مخلوق کو مکلف ٹھہرایا اور اس کا مشورہ ٹھہرایا گیا وہ مخلوق جنات کہلاتی ہے جسے مغرب آدمی کے اسلام سے پہلے پیدا کر کے زمین پر بسایا گیا تھا۔ (الحجر 27-28) اور جب ان کا دور ٹھہرا تو اسی زمین پر انسانوں کو بسائے گئے انسانوں کے بعد نبی حضرت آدم علیہ السلام کو مخلوق الانسانی من فصلصال کے مادہ سے پیدا کیا گیا جبکہ اس سے قبل جنات ہی تخلیق کیے ہوئے تھے لیکن ان کے سے معرض وجود میں آئی گئی تھی (ایضاً) جبکہ تخلیق کائنات کا ذیل ذیل کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور معظم کو، جو بخشا گیا تھا جس کی - اصل سے ساری کائنات بتدریج وجود میں آئی گئی تھی جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي** (شریف، ص 77) اور اس میں فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں متعدد بار حضرت رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا

(اِنَّ) **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ**

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارا اللہ اور تمہارا رسول اللہ کے سوا کون ہے؟ (الحجر 4-59)۔

(ب) **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۲۴-۲۱)**

یعنی (اے اہل ایمان) بیشک رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین مثالی زندگی ہے (جس پر چل کر تم ان کے بہترین پیروکار بن سکتے ہو)۔

(ج) **وَمَا يَنطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۵۳-۳۴)**

ترجمہ: یعنی وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا مگر جو کچھ بھی کہتا ہے وہ وہی الہی (کے مطابق) ہوتا ہے۔

لفظ ”سنت“ کا مفہوم اور اطلاق:

لفظ سنت کا اطلاق ہر اس قول و فعل اور تقریر پر ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہو۔ اس معنی کی رو سے لفظ سنت ”حدیث“ کے مترادف ہے۔ لیکن سنت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ کی وہ روش اور عملی طریقہ جس پر عہد نبوی ﷺ سے مسلسل عمل جاری ہے۔ سنت کے اعتبار سے ایسا ممکن ہے کہ خاص حالات کے تحت خاص حدت کیلئے کسی حکم پر عمل ہوتا رہا ہو لیکن حالات کے دور ہو جانے کے بعد وہ حکم منسوخ ہو چکا ہو۔

امت محمد ﷺ کے لیے طریقی سنت اختیار کرنا لازمی ہے۔ کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سنت کے تابع نہ ہو۔ سنت پر عمل کرنے والا ایمان نبوت سے سرشار ہوتا ہے۔ کسی شخص کو ایمان نبوت ہی درجہ تفریق سے نوازتا ہے اور ایمان نبوت سے ہی کوئی مسلمان ولایت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے لیکن اگر وہ ہر رک سنت ہو تو پھر ولایت کا حاصل ہونا ممکن ہے کیونکہ ولایت سنت کے تابع ہے۔ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَمَّاكُمْ الرُّسُولُ فَعَلُوهُ وَمَا يَنْهَكُم عَنْهُ فَانْتَهُوا

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (البقرہ - 7)

اس آیت مبارکہ سے سنت کی اہمیت ہر مسلمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام اولیائے کرام نے سنت رسول اللہ ﷺ

پر بہت زور دیا خود اپنی زندگی کو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق بسر کرتے اور اپنے منہ چلنے والوں کو سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔ جب کوئی شخص خلاف سنت عمل کرتا تو ان کو بہت دکھ ہوتا اور فوراً اسے ٹوکتے تھے۔ حضرت ابراہیم بن اوس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ تو کیا ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کو تنگ کر دیا ہے۔ حضرت زید بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا میں معلوم ہے کہ تمہیں اپنے زمانے کے لوگوں پر کیوں برتری حاصل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا چونکہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو اور اللہ کے نیک بندوں کا اجر ملے گا۔ حضرت حمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی تمام راہیں بند ہیں اس کیلئے صرف ایک راستہ نکلا ہے جو سنت کی پیروی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ ہر فضیلت انحضرت ﷺ کی ہوتی ہے اور نہ اس سے الگ ہے اور ہر حال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے مثلاً سنت نبوی ﷺ کے اتباع کے طور پر دو پہر کا صلا (قبول کرنا) نہایت فضیلت رکھتا ہے۔

آیا سنت رسول اللہ ﷺ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

قیامت کی نشانی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت لی گائیکوں میں سے ہے کہ علم گھٹ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، داری عام ہو جائے گی، عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد گھٹ جائیں گے، یہاں تک کہ سچاں عورتوں کی گمرانی کرنے والا ایک ہی مرد ہوگا (بخاری شریف)۔

حضرت ثانی لا ثانی شرقی رحمة اللہ علیہ

بحیثیت آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ

حضرت میاں غلام اللہ شرقی رحمة اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے تھے جنہیں دیکھنا چشم فلک کو بھی بھیجیے ہو تا ہے۔ آپ رحمة اللہ علیہ سراپا سنت کا نمونہ تھے۔ آپ رحمة اللہ علیہ کا الحنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، دھونا، کھانا، پینا، دین اور دینا پہننا، دیکھنا بھانا، تہ نہ دھونا غرض کہ ہر عمل میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔ بڑے بڑے علماء اور سنت کے دلویدار جب میاں شیر محمد شرقی رحمة اللہ علیہ سے ملنے تو پکارا کرتے کہ ہمارے تو خالی دلوے ہی دلوے ہیں۔ سنت کا گنج مخمور دیکھنا ہو تو شرقیہ شرقیہ میں جا کر دیکھیں۔ حضرت میاں غلام اللہ رحمة اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کے بہترین پیروکار تھے۔

آپ رحمة اللہ علیہ کی اکسیر صحبت سے مسجدوں، بازاروں، دفتروں، کھیتوں، دکانوں، کارخانوں، حکومت کے اہلکاروں اور غریبوں کی جھوپڑیوں میں آپ رحمة اللہ علیہ کے ملنے والے ایک ہی نظر میں پہچان لئے جاتے تھے۔ ان کے انداز ہی کچھ نرالے تھے۔ اسے کہتے ہیں شیخ کی تربیت۔ وہ ایسی کشائی میں سے ہو کر نکلتے تھے جو ایک دلچسپ ہی کندہ بنا دیتی تھی۔ آپ رحمة اللہ علیہ کی مجلس میں جانے سے پہلے ہر شخص کو ایک تیاری کی ضرورت تھی۔ یہ صرف ملے آنے والوں پر ہی موقوف نہ تھی بلکہ ہر بار سنت نبوی ﷺ کی کوئی نہ کوئی نئی جھلک نظر آتی۔ جب کسی کی معمولی سی حرکت بھی خلاف سنت دیکھتے تو فوراً اس کی اصلاح

دیتے۔ اس کا انداز نہیں کہوئے بڑے دلفانی و اہلی کی کوئی تیز نہ تھی۔ صرف سنت رسول ﷺ کا احیا و تقویت ہونا تھا جو ہونا و قولوا للہاس حسنا کی بھاری سے اہلی مصطفیٰ ﷺ۔ (۱۹۹۰ء)۔

محبت و شفقت

آپ ﷺ نے نہ صرف خود اپنے داروں سے محبت کی ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی اسے دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے محبت ہا اہی کا ایک بحرین کھودا ہے اور اس کی ایک اہلی مثال قائم کی ہے۔

اہلی حضرت میاں شیر محمد شرقی رحمة اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ شرقی رحمة اللہ علیہ دونوں بھائیوں کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق آپس میں بہت پیار تھا۔ جب حضرت ثانی صاحب رحمة اللہ علیہ چھوٹے اپنے تحصیل یعنی لاہور میں۔ و کرم تعلیم حاصل کر رہے تھے تو دونوں بھائی نبی کریم ﷺ کی اس سنت کی ادائیگی کے لیے متقرر رہتے تھے۔ اللہ شرقیہ شرقیہ سے حضرت میاں شیر محمد شرقی رحمة اللہ علیہ نے بھائی کو ملے کیسے چل جائے اور پھر حضرت میاں غلام اللہ شرقی رحمة اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی ادائیگی پہنچانے اور اسے چل پڑتے تھے۔ راستے میں دونوں بھائیوں کی ملاقات ہو جاتی تھی۔ آپس میں پیار و محبت کرتے، بازار و نیازی باتیں کرتے اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام کی طرف اٹھتے اور وہاں پہنچتے اور ایک دوسرے کو یاد دلاتے اور دوسرے میں ملے۔ (۱۹۹۰ء)۔

علم:

نبی کریم ﷺ نے علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ نے علم قرآن کے حصول کو رحمت الہی کا موجب قرار دیا ہے۔ نیز علم کو جنت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف میں آپ ﷺ نے اس علم و ہدایت کو جو آپ ﷺ کو خدا کی طرف سے ملا قرآن و ہدایت سے تشبیہ دی ہے (جو شمر آور ہوتی ہے)۔

نبی کریم ﷺ نے رفقاء عامہ کی خاطر بے غرض حصول علم اور بے غرض اشاعت علم کو بہت سراہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں علیم ہوں اور ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہوں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم کا پیگھنا اور سکھانا ذکر خدا کی طرح فضیلت رکھتا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خود مجھے اللہ تعالیٰ نے علم کتاب سکھانے کیسے بھیجا (مفسرین نے اس کو معارف العربیہ میں نقل کیا ہے)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت و ریاضت کا ماحول ورثہ میں ملا تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کو بھی جاری رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد طبیہ کالج، لاہور میں داخلہ لیا اور طب کی تعلیم و تربیت میں مہارت حاصل کی۔ حکیم حاذق کا امتحان پاس کرنے کے بعد یہی پیشہ اختیار کیا۔ بہت جلد اس پیشے کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کر لی مگر اس کو بھی چھوڑ کر ہنگام خدا کو تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن کریم خود دیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نہ صرف خود قرآن مجید پڑھا بلکہ دوسروں کو بھی پڑھاتے تھے اور اس کی تفسیر بھی سمجھاتے تھے۔ اپنے مریدین کو اس کے پڑھنے اور تلاوت کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم دین کی تدریس کیلئے بہت بڑا مدرسہ "جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے تعمیر کروایا اور اس میں دینی تعلیم و تدریس کیلئے نہایت فاضل علمائے کرام کی خدمات حاصل کیں۔ اس مدرسہ سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے طلباء دور دراز سے آتے، علم کی پیاس بجھاتے۔ ان کی رہائش اور خوراک کا خرچ مدرسہ کی طرف سے برداشت کیا جاتا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی ان علوم کے ماہر تھے۔ بعض اوقات خود بھی طلباء کو قرآن مجید اور کتب پڑھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (ذکر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فی مرقۃ المفاتیح)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے

اور آپ کے جانشین

(الف) آپ کے بڑے صاحبزادے شمس المشائخ حضرت میاں غلام احمد شری قیود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں حضرت ثانی صاحب قبلہ کے قائم کردہ جامعہ

حضرت میاں صاحب کے ذریعے قرآنی اور اسلامی علوم کو پھیلانے میں عمر گزار دی اور آج کل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ صاحب میاں محمد ابو بکر شری قیود ہی اس مشن کو جاری رکھتے ہوئے ہیں۔

(ب) حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے فخر المصباح حضرت میاں جمیل احمد شری قیود کی نقشہ بندی مجددی امت پر کاغذ اعلیٰ کے پیشہ صنعت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنا یاد دل مشن جس میں حاصل ہے۔ جناب مولانا محمد متین قصوری نقشبندی فرماتے ہیں کہ آپ ایک بہترین تاجر کا مدد میں ہیں۔ آپ اپنے حلقہ اوقات میں قرآن احمدیٹ، الفتا و تصوف کا مسلسل دورے دیتے رہتے ہیں۔ آپ کی وکالت ہوتی ہے کہ آنے والے امہان عملی طور پر جانکویہ حاصل کریں۔ سرچین کے علاوہ ”معاذ المصلحین“ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طلباء کو بھی بعض اوقات آپ سبکی پڑھاتے ہیں۔ ”دار المصلحین“ حضرت میاں صاحب حضرت میاں جمیل احمد شری قیود کی کاغذی خدمت کا ایک عظیم ادارہ ہے۔

فخر المصباح حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود کی نقشہ بندی مجددی امت پر کاغذ القدیسیہ کو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے سے بہت محبت ہے۔ آپ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بھی ایک ادارہ ”جامعہ شری ربانی“ بنائے۔ حالہات کے نام سے 1993ء میں قائم کیا۔ جس میں طالبات کو حفظ قرآن و قرأت، عالمانہ حلقہ کے نصاب کے علاوہ دیگر علوم فنون کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

قرآن کریم لے ہدایت فرمائی ہے کہ نجات کیلئے ایمان اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ غیر مسلموں نے جہاں مسلمانوں میں ایمان کے دشمن کھڑے کیے وہاں بڑی جا بھدستی سے ان کے اعمال کو ایسا بدل کر دکھ دیا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات سے

مسلمانوں کو عملاً بڑی حد تک منحرف کر دیا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ انداز سے مسلمانوں کو قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان ہدایاں مل سکیں اور بد اخلاقیوں سے چھٹکارہ حاصل کر کے سچے مسلمان بن جائیں۔ الحمد للہ آستان عالیہ شیرہ پوری شری قیود شریف اس فریضہ کو بطریق احسن انجام دے رہا ہے۔

کھیتی باڑی:

کھیتی باڑی کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو پھل دار درخت لگا کر کھیتی باڑی کرے اور اس میں سے چندہ انسان اور نبی کے گھاتے ہیں تو وہ اس کی طرف سے صدقہ لکھا جائے گا۔ صحیح بخاری جلد ۱۰ ص ۱۰۰

(حدیث ۵۱۸۵)

حضرت جیساں غلام اللہ شری قیود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ملازمت چھوڑ کر سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی زمینوں کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حزارمین کے ساتھ مل کر ایک وسیع رقبہ پر باغ لگوایا جس میں تقریباً ہر قسم کے پھل دار درخت لگے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس باغ میں ایک نماز گاہ اور کنواں بھی بنوایا ہوا تھا۔ یہ باغ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لہجہ آئے کھیت ایک پر سکون ماحول کا منظر پیش کرتے ہیں۔

بیعت:

بیعت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی۔

حضرت مہاوہ بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو غزوہ بدر میں شریک تھے اور بیعت عقبہ و انوار میں ایک قلیب تھے، کہتے ہیں کہ شیخ رسالت کو پر وانوں نے اپنے بھر مٹ میں لیا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے۔ پوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، جانتے ہو جیسے کسی پر بہتان نہیں ہاندھو گے اور نیکی کے کاموں میں نہ فرمانی نہیں کرو گے۔ تم میں سے جس نے یہ عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں کرم پر ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کے اندر جھٹلا ہو جائے اور دنیا میں ان کو سزا ملی تو وہ اس کا کفارہ ہوگا۔ (بخاری شریف ج ۱، ص ۱۲۷)۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شری قیود رضی اللہ عنہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے پیروں و مرشد حضرت میاں شیر محمد شری قیود رضی اللہ عنہ کو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہوا کبر بھی ہیں، کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے سب فیض کیا اور فیض پورا پا کر ان کو بھی حق تعالیٰ بخشا۔

حدیث منورہ میں جنت کا ایک باغ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے گھر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے عوض پر ہے (بخاری شریف، ابواب المروءہ حدیث ۱۷۶۱)۔

خلافت:

خلافت عطا کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

آپ ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین اپنی حیات طیبہ میں ہی مقرر فرما دیا تھا۔ جب حضور ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کو نمازیں پڑھانے (امامت کرانے) کیلئے حکم دیا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین دفعہ اصرار کر کے اس حکم کو بدلنا چاہا مگر آپ ﷺ نے سختی سے ان کی درخواست کو رد کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت سے ہم لوگ خلافت صدیقی کا استہساہ کیا کرتے تھے۔ دویاں کہ آپ ﷺ نے جس سختی کو اپنی مذہبی و دینی مسند پر کھڑا کر دیا تو دنیاوی منصب جو اس کا تابع ہے از خود ہی ان کے متعلق ہو گیا اور وہ بخدا اس کے اہل بھی تھے۔ (ابواب المروءہ حدیث ۱۷۶۱)۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قیود رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری ایام میں حضرت میاں غلام اللہ شری قیود رضی اللہ عنہ کو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مرید خاص اور پیر اور اصغر تھے کو طلب فرمایا اور سید نور الحسن شاہ رضی اللہ عنہ کیلئے نوالہ اور بابا عبد اللہ فیروز پوری رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت ثانی صاحب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "گھبرا نا نہیں، مہمانوں کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ کرنا، جمعہ کی نماز خود پڑھانا اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم اور حاجی عبدالرحمن کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی پڑھانا، جو آئے اسے اللہ تعالیٰ کرنا، انشاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی (ہدیٰ فی شری قیود رضی اللہ عنہ)۔"

مسند خلافت:

مسند خلافت پر بھٹانہ سلت رسول اللہ ﷺ سے حضور ﷺ کے سیدہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حیات مبارکہ میں اپنی جگہ مامت کے مسئلے پر کھڑا کیا اور ان کی امت میں آپ ﷺ کے ستر و نماز ہیں۔

آپ ﷺ کی وفات اقدس کے بعد جب سیدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر سیدہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ طبرستان ج ۱ ص ۱۰۱)

(تاریخ ج ۱ ص ۱۰۱)

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۱ ہجری سے لے کر ۱۳ ہجری تک خلافت کے فرائض الطریق احسن نبھائے۔ اس عرصہ کے دوران آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی ریاست مدینہ منورہ کے قیام امور نبوی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے مطابق انجام دیے۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ نے شروع کر رکھے تھے ان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے عظیم الشان کارناموں میں فتنہ ارتداد کے افساد کے بعد فوجات کے اس عظیم الشان سلسلے کا آغاز بھی ہے۔ جس کے نتیجے میں دنیا کا بیشتر حصہ مفتوح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کا ایک نمایاں کارنامہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک سے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے قرآن مجید کو ایک ٹکڑے میں پھر سے جمع کیا اور اس کا نسخہ بنوایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادتیں لے لے کر قرطاس پر ایک کتاب کی صورت میں اسے لکھا۔ (تاریخ طبرستان ج ۱ ص ۱۰۱)

(تاریخ طبرستان ج ۱ ص ۱۰۱)

جب ۱۹۲۸ء میں حضرت میاں شیر محمد شری قیور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو بعد میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وصیت کے مطابق سلت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قیور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و جانشین کے فرائض نبھائے۔ آستانہ عالیہ شری قیور شریف کے ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق رہنمائی فرمائی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کی زندگیوں بدل گئیں۔ وہ بڑے کاموں کو چھوڑ کر نیکی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حق خلافت ادا کیا۔ (تاریخ طبرستان ج ۱ ص ۱۰۱)

رسول اللہ ﷺ سے محبت:

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا نام ایمان ہے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ جب تک مجھ سے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت نہ کی جائے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

عَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے
والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، ترمذی، مسند احمد)

حدیث نمبر ۱۲۹۹۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات پاکہ کو جملہ مخلوق پر
پورا پورا اختیار ہے۔ اس لیے ان کی محبت ہم پر لازم ہے اور ان کا حکم قابل تسلیم ہے۔ اس
کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ دونوں چیزیں یعنی محبت اور اتباع لازم و ملزوم ہیں اور
محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے محبت کے سامنے ہر جھکاو سے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ذات کو اپنے محبوب کی ذات میں فنا
کر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ہر وقت حضور ﷺ
کی خوشنودی کے طالب رہتے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر عشق محمد ﷺ کا ایسا رنگ چڑھا ہوا تھا کہ آپ
رحمۃ اللہ علیہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت میں اخلاق محمدی ﷺ کی ہر ممکن پیروی
کرتے (ذکر سہیل، اہل شریعت، ج ۱، ص ۳۷)۔

حیاء:

مرات و حیا، حضور نبی کریم ﷺ کی اخلاقی سنت مبارکہ ہے۔

آپ ﷺ نے حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے "الحیاء من الایمان"۔

حضور ﷺ پیدا کنی طور پر شرم و حیا کے پیکر تھے، چنانچہ ابوسعید رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "سکنا رسول اللہ ﷺ اشداً حیاء من العتداء فی
خدیجہا" یعنی آپ ﷺ پر وہ درود و شرف سے بھی زیادہ حیا دار تھے کہ آپ ﷺ کو خدیجہ کے درود
سنانے والے لوگ حیا دار نہ سمجھ سکتے تھے۔ (بخاری، ترمذی، مسند احمد)

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں ہر سے بلند
اخلاق اور حیا دار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عورتوں سے ملاقات نہیں کرتے تھے بلکہ عورتوں
سے بات چیت کرتے وقت آگے پر دو ڈال لیا کرتے تھے۔ عورتوں کیسے الگ جگہ مخصوص کی
ہوتی تھی۔ عورتوں کو بیعت کرتے وقت ان کو کپڑا اکٹھا کر بیعت کرتے تھے۔ عرس شریف
کے موقع پر عورتوں کو آنے سے منع فرماتے تھے۔ عورتوں کو مردوں کی طرف جانے سے منع
فرماتے تھے۔ (ذکر سہیل، اہل شریعت، ج ۱، ص ۳۷)۔

غریبوں اور ناداروں کی مدد:

غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت غنی الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کے مطابق زمانہ قبل از نبوت
میں بھی حضور ﷺ ہمیشہ غریبوں، یتیموں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسکروں کے خیر خواہ،

بیادوں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر بلکہ ان کو کم کر دینے والے رہے۔ دوسروں کے لیے آپ ﷺ کے دل میں شفقت و محبت کا بے پناہ جذبہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہاں دین کی آبیہ بنی دوسروں کی غیر خواہش کا نام تھا۔ (تذکرہ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۱)

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہمیشہ غریبوں، یتیموں، مسکینوں کے حقوق کے لیے جہاد فرماتے۔ دوسروں کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں شفقت و محبت کا بے پناہ جذبہ تھا۔ (تذکرہ حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۱)

مہمان نوازی:

مہمان نوازی سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جدا جدا صحابہ و حضرات اہل اہم علیہ اسلام کی طرح ہر جہت فیاض اور مہمان نواز واقع ہوئے تھے۔ آپ ﷺ مہمان نوازی کو جزا ایمان قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ کا گھر چھا خاصا مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ ان مہمانوں کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا جاتا تھا اور آپ ﷺ انھیں ان کی خدمت فرماتے تھے۔ اکثر مہمان نوازی سے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے گھروں کو فائدہ کرنا پڑتا تھا۔ (تذکرہ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۱)

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے یتیموں، مسکینوں اور غریبوں کو لنگر کھاتے تھے۔ یہ سلسلہ حج سے راستہ تک جاری رہتا تھا اور حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

علماء کی قدر دانی:

علماء کی قدر اور عزت و احترام کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

آپ ﷺ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کیا کرو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی تھا کہ مفید باتوں والے (بزرگ) مسلمان، وہ حافظ قرآن جو اس میں غلو کرتا ہو اور اس سے کنارہ کش ہو، نیز انصاف دوست بادشاہ کا اکرام کرنا اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا اکرام کرنا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو خاص اس کی رضا کیلئے پکارتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو! (بخاری ص ۱۰۱)

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اہل علم لوگوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ پروفیسر منور حسین تحریر کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم لوگوں کی قدر کرتے اور ان کو ملنے میں پھیل کرتے۔ (تذکرہ حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۱)

ہم نشینوں سے برابری کا برتاؤ:

ہم نشینوں سے برابری کا سلوک کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ہمیشہ مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے کہ باہر سے آنے والے کو کوئی امتیاز محسوس نہ ہوتا۔ عام مجالس میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ اپنے تمام دوستوں سے ایسا محبت بھرا سلوک کرتے کہ ان کو یہ کہیں گزرنا کہ وہی سب سے زیادہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے (سیرت نبوی ص ۱۰۱) اور حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اور اساتذہ کرام، بزرگوں اور بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، معاملات میں صفائی، وعدہ کو پورا کرنا اور ایک دوسرے سے حسن سلوک اور فراخ دلی سے پیش آنا اور ناداروں کی امداد و اعانت کی تلقین فرماتے۔ حضور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں خود بھی عبادات میں اخلاص کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی ہمیشہ اخلاص سے کام لیا۔ ناداروں اور محتاجوں کی اعانت فرمائی۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ بھلا وہ عظیم ہستی جو سب کیلئے مرکز مہر و شفقت ہو اپنے عزیز و اقارب سے حسن سلوک کو کس طرح نظر انداز کر سکتی ہے؟

یہ سب کچھ سنت رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا نتیجہ ہے۔ حضور جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اسلامی رنگ، کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر معاملہ میں سنت رسول اللہ ﷺ کو پیش نظر رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عزیز و اقارب کی خوشی و غمی میں شمولیت اختیار کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضور ﷺ کی سنت کے اتباع کا خیال ہوتا کیونکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْاَيَّاتِ کا تقاضا اہل قلب و نظر کے سامنے ہمیشہ رہتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۰۳)

سیر:

سیر کرنا بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور ﷺ انسانیت کے درجہ کمال پر تھے۔ آپ ﷺ نے انسانیت کی ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی فرمائی اور کوئی ایسا گوشہ زندگی نہ چھوڑا جس میں آپ ﷺ نے انسانیت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو۔ سیر کرنا بھی انسانی صحت کیلئے بہت ضروری ہے۔ اس لیے آپ ﷺ

نے انسانیت کی رہنمائی کیلئے سیر کی تاکہ لوگ اس کے فوائد سے مستفید ہو سکیں۔

شخصی طور پر آپ ﷺ کو ہانگوں کی سیر کا شوق تھا، کبھی تنہا اور کبھی رفقاء کے ساتھ ہانگوں میں چلے جاتے اور وہیں مجلس آرائی بھی ہو جاتی۔ کبھی تفریحاً کسی کنوئیں میں پاؤں دھو کر اس کے دھانے پر بیٹھ جاتے۔ (مسنانہ بیت ﷺ رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۱۸-۱۲۰)

چنانچہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز فجر اور درود شریف کی مجلس کے بعد سیر کرتے۔ اکثر اپنی زری اراضی پر کھیتوں میں تشریف لے جاتے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ سیر کرنے کی سنت کی ادائیگی بھی فرماتے۔ فصلوں اور مویشیوں کو بھی دیکھ لیتے اور مزارعین سے ملاقات بھی ہو جاتی۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیر ایک پختہ دوکان کا مرقع تھی (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۰۳)

خوش خلقی:

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِيْمًا

ترجمہ: یعنی بے شک آپ خلق عظیم کے درجہ اتم پر فائز ہیں۔

خوش خلقی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکالمہ اخلاق کی تکمیل کیلئے (بھی) معبود کیا گیا ہوں۔ (حدیث نبوی)

انسانی معاشرہ باہمی ربط و ارتباط سے تشکیل پذیر ہوتا ہے۔ اس باہمی ارتباط سے

جو رشتے استوار ہوتے ہیں ان کی عمدہ طریقے پر ادائیگی حقوق العباد کہلاتی ہے، جسے معاملات کا نام بھی دیا جاتا ہے اور حسن معاملات خوش اخلاقی کا دوسرا نام ہے۔ سرورِ عالم ﷺ نے پورے انسانی معاشرے کو بحیثیت ایک کنبے، ایک قبیلے اور ایک وحدت کے تصور کیا۔ بنی آدم کو بلا امتیاز رنگ و نسل، ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کئے۔ آپ ﷺ کی لگاؤ میں عربی، عجمی، گالے اور گورے کی تفریق ہمیشہ بے معنی رہی کیونکہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ یعنی اللہ پاک نے بنی آدم کو عزت و اکرام سے نوازا ہے یہی احترام آدمیت خوش خلقی کی بنیاد ہے کہ جس کو اللہ عزت دے اسے اس سے محروم رکھے والا کیسے محترم کہا جاسکتا ہے؟

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں جس چیز نے سب سے زیادہ لوگوں کو متاثر کیا اور آپ ﷺ کا گرویدہ بنایا، وہ آپ ﷺ کا حسن خلق اور طرز معاشرت تھا۔ آپ ﷺ بنی نوع انسان کے لیے پدارت و پیغمبرانہ محبت و شفقت، نرمی اور عنود و درگزر کا بحر بے کراں تھے کیونکہ بطور رحمۃ للعالمین یہ آپ ﷺ کا مٹھی تقاضا تھا۔ یہی جذبہ آپ ﷺ کی تمام حیات طیبہ پر چھایا ہوا تھا۔ عالمی رحمت کے یہ جذبات آپ ﷺ کے سینہ اطہر میں ہمیشہ موجزن رہے۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق آپ ﷺ ہمیشہ غریبوں، محتاجوں اور بے کسوں کے ہمدرد، مسافروں کے بے خواہ، یتیموں اور ضعیفوں کے حامی و ناصر بلکہ ان کی داسے درہمے بھی مدد فرماتے۔ بقول مولانا حالی:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مراویں غریبوں کی بر لائے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
غریبوں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی
قیموں کا والی غلاموں کا مولا

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اخلاق کی بلندی یہ نہیں کہ تم اس کے ساتھ نیکی کرو جو تمہارے ساتھی نیکی کرے اور اس کے ساتھ برائی کرو، جو تمہارے ساتھ برائی کرے بلکہ صحیح اخلاق تو یہ ہے کہ ہر شخص سے نیک سلوک کرو خواہ کوئی تم سے برے طریقے سے پیش کیوں نہ آئے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کے نزدیک نیکی کا مفہوم حسن خلق یعنی دوسروں سے اچھا برتاؤ تھا۔ فرمایا: ”تم میں وہی بہتر ہے جس کا اخلاق دوسروں سے اچھا ہو“ (الحدیث) ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے اخلاق کی وجہ سے روزِ رزق رکھے بغیر روزہ رکھنے کا اور تہجد ادا کئے بغیر رات بھر قیام کا ثواب محض فضلِ خداوندی سے مل جاتا ہے۔“ آپ ﷺ کے نزدیک حسن خلق سے مراد ”پھرے کی بشارت، اچھائی کا پھیلاؤ اور لوگوں سے تکلیف دہ امور کا دور کرنا ہے“ (تحریر: دم غلام اللہ رحمہ اللہ، اساتذہ جالاب، لاہور، صفحہ 251-250)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع سے ہی خوش خلق مشہور تھے۔ نہایت بلند کردار کے مالک تھے۔ جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بے پناہ محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا۔ اسے یہ کہتے سنا گیا کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بہت ہی اچھا اور محبت بھرا سلوک فرمایا ہے۔

سادگی:

سادگی سنت رسول ﷺ ہے۔

آپ ﷺ ہر معاملہ میں سادگی اور میانہ روی اختیار فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کو کھانے پینے، پہننے اور سنے میں تکلف اور تصنع سنت ناپسند تھا۔ سادگی ہمیشہ آپ ﷺ کا معمول رہی۔ جو کچھ سامنے آ جاتا کھا لیتے۔ جو کچھ ملتا پہن لیتے۔ اپنے صحابہ کرام سے بھی آپ ﷺ یہی توقع رکھتے تھے کہ ان کے رہن بہن میں سادگی اور بے تکلفی رہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنی نشت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے مگر دروازے ہی سے واپس آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب پوچھا تو فرمایا کسی پیغمبر کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی ایسے گھر میں داخل ہو جس میں زیب و زینت ہو۔ ہوا یہ تھا کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر کی سجاوٹ کیلئے رنگین پردے دروازے پر ڈال لیے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں چھت گیر لگی دیکھی تو فوراً اتار دی اور فرمایا: کپڑا خود پہننے کیلئے ہوتا ہے اینٹ کو پہنانے کیلئے نہیں۔ (سیرت ختمہ ص ۱۱۱) اور دائرہ سوارف

اسلامیہ، جامعہ اسلامیہ، لاہور ص 228-224۔

حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہر معاملہ میں سادگی اور میانہ روی اختیار فرماتے۔

چونکہ آپ عاشق رسول تھے۔ اس لیے آپ حضور ﷺ کے احکامات کی پابندی کی پوری پوری کوشش کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادگی کو ایمان کا جزو سمجھتے تھے اور اسے ایک

اسلامی فریضہ سمجھ کر اختیار کیے ہوئے تھے۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس فریضہ کو خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ جس کسی نے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ جانتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ لباس نہایت سادہ و سحر صاف سحر پہنتے تھے۔

میانہ روی:

میانہ روی یا اعتدال پسندی بھی نبی کریم ﷺ کی سنت مہارکہ ہے۔ نبی کریم ﷺ ہر معاملہ میں میانہ روی خود بھی اختیار کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی میانہ روی کی تلقین فرماتے۔ حتیٰ کہ عبادت و ریاضت میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین فرماتے۔

دینی مسائل کے بارے میں اتنے اہتمام کے باوجود آپ ﷺ کو رہبانیت کا اسلوب قطعی پسند نہ تھا۔ اگر کسی نے اپنے طبعی میلان کی وجہ سے آپ ﷺ سے اس کی اجازت مانگی بھی تو آپ ﷺ نے سختی سے اسے منع فرما دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے طرز عمل کے متعلق فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ سے تم سب کی نسبت زیادہ ڈرنے والا ہوں مگر روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ اس طرح عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: ”یہ میرا طریقہ سنت ہے جس نے میرے طریقے کو چھوڑا وہ میری امت میں سے نہیں۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے ہمیشہ روزہ سے رہنے کی اجازت مانگی تو فرمایا: زیادہ سے زیادہ تم صوم داؤد یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھ

جس طرح انبیاء علیہم السلام کے پیرو مبارک سے اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ جاہ و جلال نمایاں ہوتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ جاہ و جلال نمایاں ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حق بات کہنے پر بہت سی تکالیف اٹھائیں مگر حق بات کہنے سے نہ رکے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے حق بات کہنے سے نہیں رکے خواہ ان کو کتنی ہی تکالیف اٹھانی پڑیں۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دلی کامل تھے اس لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ولایت کا جاہ و جلال ان کے اندر پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ-83) کے مطابق حق کا اظہار فرماتے تھے۔ نیز حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جاہ و جلال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر قول و فعل سے نمایاں تھا۔

حق گوئی:

حق گوئی بھی سنت رسول ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوری زندگی حق گوئی میں گزار دی تھی۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام تر مخالفت و عداوت اور دشمنی کے باوجود کسی بھی دشمن نے آپ ﷺ پر امانت میں خیانت کرنے اور جھوٹ بولنے کا الزام نہیں لگایا۔ اس کے برعکس بعثت مبارکہ سے پہلے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی بجائے ”الامین“ اور ”الصادق“ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

آپ ﷺ اللہ کی طرف سے حق گوئی پر مامور تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابو طالب نے مشرکین کی مخالفت بڑھ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپ ﷺ بت

پرستی کی مدت چھوڑ دیں مگر آپ ﷺ نے اٹھ بار آنکھوں سے فرمایا: بخدا اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج لا کر رکھ دیں تو بھی میں دین اسلام کی تبلیغ و دعوت سے نہیں رکوں گا۔ تاوقتیکہ یہ فریضہ تبلیغ و رسالت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے یا میرا دم نکل جائے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”کہہ دو کہ میری نماز و میری قربانی، میری زندگی اور موت صرف اللہ ہی کہنے سے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“ آپ ﷺ کی عملی زندگی کا ہر پہلو آپ کی حق گوئی اور بے باکی کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتا ہے۔ (سیرت النبی ﷺ، ج 1، صفحہ 102 و 103 و 104 و 105 و 106 و 107 و 108 و 109 و 110 و 111 و 112 و 113 و 114 و 115 و 116 و 117 و 118 و 119 و 120 و 121 و 122 و 123 و 124 و 125 و 126 و 127 و 128 و 129 و 130 و 131 و 132 و 133 و 134 و 135 و 136 و 137 و 138 و 139 و 140 و 141 و 142 و 143 و 144 و 145 و 146 و 147 و 148 و 149 و 150 و 151 و 152 و 153 و 154 و 155 و 156 و 157 و 158 و 159 و 160 و 161 و 162 و 163 و 164 و 165 و 166 و 167 و 168 و 169 و 170 و 171 و 172 و 173 و 174 و 175 و 176 و 177 و 178 و 179 و 180 و 181 و 182 و 183 و 184 و 185 و 186 و 187 و 188 و 189 و 190 و 191 و 192 و 193 و 194 و 195 و 196 و 197 و 198 و 199 و 200 و 201 و 202 و 203 و 204 و 205 و 206 و 207 و 208 و 209 و 210 و 211 و 212 و 213 و 214 و 215 و 216 و 217 و 218 و 219 و 220 و 221 و 222 و 223 و 224 و 225 و 226 و 227 و 228 و 229 و 230 و 231 و 232 و 233 و 234 و 235 و 236 و 237 و 238 و 239 و 240 و 241 و 242 و 243 و 244 و 245 و 246 و 247 و 248 و 249 و 250 و 251 و 252 و 253 و 254 و 255 و 256 و 257 و 258 و 259 و 260 و 261 و 262 و 263 و 264 و 265 و 266 و 267 و 268 و 269 و 270 و 271 و 272 و 273 و 274 و 275 و 276 و 277 و 278 و 279 و 280 و 281 و 282 و 283 و 284 و 285 و 286 و 287 و 288 و 289 و 290 و 291 و 292 و 293 و 294 و 295 و 296 و 297 و 298 و 299 و 300 و 301 و 302 و 303 و 304 و 305 و 306 و 307 و 308 و 309 و 310 و 311 و 312 و 313 و 314 و 315 و 316 و 317 و 318 و 319 و 320 و 321 و 322 و 323 و 324 و 325 و 326 و 327 و 328 و 329 و 330 و 331 و 332 و 333 و 334 و 335 و 336 و 337 و 338 و 339 و 340 و 341 و 342 و 343 و 344 و 345 و 346 و 347 و 348 و 349 و 350 و 351 و 352 و 353 و 354 و 355 و 356 و 357 و 358 و 359 و 360 و 361 و 362 و 363 و 364 و 365 و 366 و 367 و 368 و 369 و 370 و 371 و 372 و 373 و 374 و 375 و 376 و 377 و 378 و 379 و 380 و 381 و 382 و 383 و 384 و 385 و 386 و 387 و 388 و 389 و 390 و 391 و 392 و 393 و 394 و 395 و 396 و 397 و 398 و 399 و 400 و 401 و 402 و 403 و 404 و 405 و 406 و 407 و 408 و 409 و 410 و 411 و 412 و 413 و 414 و 415 و 416 و 417 و 418 و 419 و 420 و 421 و 422 و 423 و 424 و 425 و 426 و 427 و 428 و 429 و 430 و 431 و 432 و 433 و 434 و 435 و 436 و 437 و 438 و 439 و 440 و 441 و 442 و 443 و 444 و 445 و 446 و 447 و 448 و 449 و 450 و 451 و 452 و 453 و 454 و 455 و 456 و 457 و 458 و 459 و 460 و 461 و 462 و 463 و 464 و 465 و 466 و 467 و 468 و 469 و 470 و 471 و 472 و 473 و 474 و 475 و 476 و 477 و 478 و 479 و 480 و 481 و 482 و 483 و 484 و 485 و 486 و 487 و 488 و 489 و 490 و 491 و 492 و 493 و 494 و 495 و 496 و 497 و 498 و 499 و 500 و 501 و 502 و 503 و 504 و 505 و 506 و 507 و 508 و 509 و 510 و 511 و 512 و 513 و 514 و 515 و 516 و 517 و 518 و 519 و 520 و 521 و 522 و 523 و 524 و 525 و 526 و 527 و 528 و 529 و 530 و 531 و 532 و 533 و 534 و 535 و 536 و 537 و 538 و 539 و 540 و 541 و 542 و 543 و 544 و 545 و 546 و 547 و 548 و 549 و 550 و 551 و 552 و 553 و 554 و 555 و 556 و 557 و 558 و 559 و 560 و 561 و 562 و 563 و 564 و 565 و 566 و 567 و 568 و 569 و 570 و 571 و 572 و 573 و 574 و 575 و 576 و 577 و 578 و 579 و 580 و 581 و 582 و 583 و 584 و 585 و 586 و 587 و 588 و 589 و 590 و 591 و 592 و 593 و 594 و 595 و 596 و 597 و 598 و 599 و 600 و 601 و 602 و 603 و 604 و 605 و 606 و 607 و 608 و 609 و 610 و 611 و 612 و 613 و 614 و 615 و 616 و 617 و 618 و 619 و 620 و 621 و 622 و 623 و 624 و 625 و 626 و 627 و 628 و 629 و 630 و 631 و 632 و 633 و 634 و 635 و 636 و 637 و 638 و 639 و 640 و 641 و 642 و 643 و 644 و 645 و 646 و 647 و 648 و 649 و 650 و 651 و 652 و 653 و 654 و 655 و 656 و 657 و 658 و 659 و 660 و 661 و 662 و 663 و 664 و 665 و 666 و 667 و 668 و 669 و 670 و 671 و 672 و 673 و 674 و 675 و 676 و 677 و 678 و 679 و 680 و 681 و 682 و 683 و 684 و 685 و 686 و 687 و 688 و 689 و 690 و 691 و 692 و 693 و 694 و 695 و 696 و 697 و 698 و 699 و 700 و 701 و 702 و 703 و 704 و 705 و 706 و 707 و 708 و 709 و 710 و 711 و 712 و 713 و 714 و 715 و 716 و 717 و 718 و 719 و 720 و 721 و 722 و 723 و 724 و 725 و 726 و 727 و 728 و 729 و 730 و 731 و 732 و 733 و 734 و 735 و 736 و 737 و 738 و 739 و 740 و 741 و 742 و 743 و 744 و 745 و 746 و 747 و 748 و 749 و 750 و 751 و 752 و 753 و 754 و 755 و 756 و 757 و 758 و 759 و 760 و 761 و 762 و 763 و 764 و 765 و 766 و 767 و 768 و 769 و 770 و 771 و 772 و 773 و 774 و 775 و 776 و 777 و 778 و 779 و 780 و 781 و 782 و 783 و 784 و 785 و 786 و 787 و 788 و 789 و 790 و 791 و 792 و 793 و 794 و 795 و 796 و 797 و 798 و 799 و 800 و 801 و 802 و 803 و 804 و 805 و 806 و 807 و 808 و 809 و 810 و 811 و 812 و 813 و 814 و 815 و 816 و 817 و 818 و 819 و 820 و 821 و 822 و 823 و 824 و 825 و 826 و 827 و 828 و 829 و 830 و 831 و 832 و 833 و 834 و 835 و 836 و 837 و 838 و 839 و 840 و 841 و 842 و 843 و 844 و 845 و 846 و 847 و 848 و 849 و 850 و 851 و 852 و 853 و 854 و 855 و 856 و 857 و 858 و 859 و 860 و 861 و 862 و 863 و 864 و 865 و 866 و 867 و 868 و 869 و 870 و 871 و 872 و 873 و 874 و 875 و 876 و 877 و 878 و 879 و 880 و 881 و 882 و 883 و 884 و 885 و 886 و 887 و 888 و 889 و 890 و 891 و 892 و 893 و 894 و 895 و 896 و 897 و 898 و 899 و 900 و 901 و 902 و 903 و 904 و 905 و 906 و 907 و 908 و 909 و 910 و 911 و 912 و 913 و 914 و 915 و 916 و 917 و 918 و 919 و 920 و 921 و 922 و 923 و 924 و 925 و 926 و 927 و 928 و 929 و 930 و 931 و 932 و 933 و 934 و 935 و 936 و 937 و 938 و 939 و 940 و 941 و 942 و 943 و 944 و 945 و 946 و 947 و 948 و 949 و 950 و 951 و 952 و 953 و 954 و 955 و 956 و 957 و 958 و 959 و 960 و 961 و 962 و 963 و 964 و 965 و 966 و 967 و 968 و 969 و 970 و 971 و 972 و 973 و 974 و 975 و 976 و 977 و 978 و 979 و 980 و 981 و 982 و 983 و 984 و 985 و 986 و 987 و 988 و 989 و 990 و 991 و 992 و 993 و 994 و 995 و 996 و 997 و 998 و 999 و 1000 و 1001 و 1002 و 1003 و 1004 و 1005 و 1006 و 1007 و 1008 و 1009 و 1010 و 1011 و 1012 و 1013 و 1014 و 1015 و 1016 و 1017 و 1018 و 1019 و 1020 و 1021 و 1022 و 1023 و 1024 و 1025 و 1026 و 1027 و 1028 و 1029 و 1030 و 1031 و 1032 و 1033 و 1034 و 1035 و 1036 و 1037 و 1038 و 1039 و 1040 و 1041 و 1042 و 1043 و 1044 و 1045 و 1046 و 1047 و 1048 و 1049 و 1050 و 1051 و 1052 و 1053 و 1054 و 1055 و 1056 و 1057 و 1058 و 1059 و 1060 و 1061 و 1062 و 1063 و 1064 و 1065 و 1066 و 1067 و 1068 و 1069 و 1070 و 1071 و 1072 و 1073 و 1074 و 1075 و 1076 و 1077 و 1078 و 1079 و 1080 و 1081 و 1082 و 1083 و 1084 و 1085 و 1086 و 1087 و 1088 و 1089 و 1090 و 1091 و 1092 و 1093 و 1094 و 1095 و 1096 و 1097 و 1098 و 1099 و 1100 و 1101 و 1102 و 1103 و 1104 و 1105 و 1106 و 1107 و 1108 و 1109 و 1110 و 1111 و 1112 و 1113 و 1114 و 1115 و 1116 و 1117 و 1118 و 1119 و 1120 و 1121 و 1122 و 1123 و 1124 و 1125 و 1126 و 1127 و 1128 و 1129 و 1130 و 1131 و 1132 و 1133 و 1134 و 1135 و 1136 و 1137 و 1138 و 1139 و 1140 و 1141 و 1142 و 1143 و 1144 و 1145 و 1146 و 1147 و 1148 و 1149 و 1150 و 1151 و 1152 و 1153 و 1154 و 1155 و 1156 و 1157 و 1158 و 1159 و 1160 و 1161 و 1162 و 1163 و 1164 و 1165 و 1166 و 1167 و 1168 و 1169 و 1170 و 1171 و 1172 و 1173 و 1174 و 1175 و 1176 و 1177 و 1178 و 1179 و 1180 و 1181 و 1182 و 1183 و 1184 و 1185 و 1186 و 1187 و 1188 و 1189 و 1190 و 1191 و 1192 و 1193 و 1194 و 1195 و 1196 و 1197 و 1198 و 1199 و 1200 و 1201 و 1202 و 1203 و 1204 و 1205 و 1206 و 1207 و 1208 و 1209 و 1210 و 1211 و 1212 و 1213 و 1214 و 1215 و 1216 و 1217 و 1218 و 1219 و 1220 و 1221 و 1222 و 1223 و 1224 و 1225 و 1226 و 1227 و 1228 و 1229 و 1230 و 1231 و 1232 و 1233 و 1234 و 1235 و 1236 و 1237 و 1238 و 1239 و 1240 و 1241 و 1242 و 1243 و 1244 و 1245 و 1246 و 1247 و 1248 و 1249 و 1250 و 1251 و 1252 و 1253 و 1254 و 1255 و 1256 و 1257 و 1258 و 1259 و 1260 و 1261 و 1262 و 1263 و 1264 و 1265 و 1266 و 1267 و 1268 و 1269 و 1270 و 1271 و 1272 و 1273 و 1274 و 1275 و 1276 و 1277 و 1278 و 1279 و 1280 و 1281 و 1282 و 1283 و 1284 و 1285 و 1286 و 1287 و 1288 و 1289 و 1290 و 1291 و 1292 و 1293 و 1294 و 1295 و 1296 و 1297 و 1298 و 1299 و 1300 و 1301 و 1302 و 1303 و 1304 و 1305 و 1306 و 1307 و 1308 و 1309 و 1310 و 1311 و 1312 و 1313 و 1314 و 1315 و 1316 و 1317 و 1318 و 1319 و 1320 و 1321 و 1322 و 1323 و 1324 و 1325 و 1326 و 1327 و 1328 و 1329 و 1330 و 1331 و 1332 و 1333 و 1334 و 1335 و 1336 و 1337 و 1338 و 1339 و 1340 و 1341 و 1342 و 1343 و 1344 و 1345 و 1346 و 1347 و 1348 و 1349 و 1350 و 1351 و 1352 و 1353 و 1354 و 1355 و 1356 و 1357 و 1358 و 1359 و 1360 و 1361 و 1362 و 1363 و 1364 و 1365 و 1366 و 1367 و 1368 و 1369 و 1370 و 1371 و 1372 و 1373 و 1374 و 1375 و 1376 و 1377 و 1378 و 1379 و 1380 و 1381 و 1382 و 1383 و 1384 و 1385 و 1386 و 1387 و 1388 و 1389 و 1390 و 1391 و 1392 و 1393 و 1394 و 1395 و 1396 و 1397 و 1398 و 1399 و 1400 و 1401 و 1402 و 1403 و 1404 و 1405 و 1406 و 1407 و 1408 و 1409 و 1410 و 1411 و 1412 و 1413 و 1414 و 1415 و 1416 و 1417 و 1418 و 1419 و 1420 و 1421 و 1422 و 1423 و 1424 و 1425 و 1426 و 1427 و 1428 و 1429 و 1430 و 1431 و 1432 و 1433 و 1434 و 1435 و 1436 و 1437 و 1438 و 1439 و 1440 و 1441 و 1442 و 1443 و 1444 و 1445 و 1446 و 1447 و 1448 و 1449 و 1450 و 1451 و 1452 و 1453 و 1454 و 1455 و 1456 و 1457 و 1458 و 1459 و 1460 و 1461 و 1462 و 1463 و 1464 و 1465 و 1466 و 1467 و 1468 و 1469 و 1470 و 1471 و 1472 و 1473 و 1474 و 1475 و 1476 و 1477 و 1478 و 1479 و 1480 و 1481 و 1482 و 1483 و 1484 و 1485 و 1486 و 1487 و 1488 و 1489 و 1490 و 1491 و 1492 و 1493 و 1494 و 1495 و 1496 و 1497 و 1498 و 1499 و 1500 و 1501 و 1502 و 1503 و 1504 و 1505 و 1506 و 1507 و 1508 و 1509 و 1510 و 1511 و 1512 و 1513 و 1514 و 1515 و 1516 و 1517 و 1518 و 1519 و 1520 و 1521 و 1522 و 1523 و 1524 و 1525 و 1526 و 1527 و 1528 و 1529 و 1530 و 1531 و 1532 و 1533 و 1534 و 1535 و 1536 و 1537 و 1538 و 1539 و 1540 و 1541 و 1542 و 1543 و 1544 و 1545 و 1546 و 1547 و 1548 و 1549 و 1550 و 1551 و 1552 و 1553 و 1554 و 1555 و 1556 و 1557 و 1558 و 1559 و 1560 و 1561 و 1562 و 1563 و 1564 و 1565 و 1566 و 1567 و 1568 و 1569 و 1570 و 1571 و 1572 و 1573 و 1574 و 1575 و 1576 و 1577 و 1578 و 1579 و 1580 و 1581 و 1582 و 1583 و 1584 و 1585 و 1586 و 1587 و 1588 و 1589 و 1590 و 1591 و 1592 و 1593 و 1594 و 1595 و 1596 و 1597 و 1598 و 1599 و 1600 و 1601 و 1602 و 1603 و 1604 و 1605 و 1606 و 1607 و 1608 و 1609 و 1610 و 1611 و 1612 و 1613 و 1614 و 1615 و 1616 و 1617 و 1618 و 1619 و 1620 و 1621 و 1622 و 1623 و 1624 و 1625 و 1626 و 1627 و 1628 و 1629 و 1630 و 1631 و 1632 و 1633 و 1634 و 1635 و 1636 و 1637 و 1638 و 1639 و 1640 و 1641 و 1642 و 1643 و 1644 و 1645 و 1646 و 1647 و 1648 و 1649 و 1650 و 1651 و 1652 و 1653 و 1654 و 1655 و 1656 و 1657 و 1658 و 1659 و 1660 و 1661 و 1662 و 1663 و 1664 و 1665 و 1666 و 1667 و 1668 و 1669 و 1670 و 1671 و 1672 و 1673 و 1674 و 1675 و 1676 و 1677 و 1678 و 1679 و 1680 و 1681 و 1682 و 1683 و 1684 و 1685 و 1686 و 1687 و 1688 و 1689 و 1690 و 1691 و 1692 و 1693 و 1694 و 1695 و 1696 و 1697 و 1698 و 1699 و 1700 و 1701 و 1702 و 1703 و 1704 و 1705 و 1706 و 1707 و 1708 و 1709 و 1710 و 1711 و 1712 و 1713 و 1714 و 1715 و 1716 و 1717 و 1718 و 1719 و 1720 و 1721 و 1722 و 1723 و 1724 و 1725 و 1726 و 1727 و 1728 و 1729 و 1730 و 1731 و 1732 و 1733 و 1734 و 1735 و 1736 و 1737 و 1738 و 1739 و 1740 و 1741 و 1742 و 1743 و 1744 و 1745 و 1746 و 1747 و 1748 و 1749 و 1750 و 1751 و 1752 و 1753 و 1754 و 1755 و 1756 و 1757 و 1758 و 1759 و 1760 و 1761 و 1762 و 1763 و 1764 و 1765 و 1766 و 1767 و 1768 و 1769 و 1770 و 1771 و 1772 و 1773 و 1774 و 1775 و 1776 و 1777 و 1778 و 1779 و 1780 و 1781 و 1782 و 1783 و 1784 و 1785 و 1786 و 1787 و 1788 و 1789 و 1790 و 1791 و 1792 و 1793 و 1794 و 1795 و 1796 و 1797 و 1798 و 1799 و 1800 و 1801 و 1802 و 1803 و 1804 و 1805 و 1806 و 1807 و 1808 و 1809 و 1810 و 1811 و 1812 و 1813 و 1814 و 1815 و 1816 و 1817 و 1818 و 1819 و 1820 و 1821 و 1822 و 1823 و 1824 و 1825 و 1826 و 1827 و 1828 و 1829 و 1830 و 1831 و 1832 و 1833 و 1834 و 1835 و 1836 و 1837 و 1838 و 1839 و 1840 و 1841 و 1842 و 1843 و 1844 و 1845 و 1846 و 1847 و 1848 و 1849 و 1850 و 1851 و 1852 و 1853 و 1854 و 1855 و 1856 و 1857 و 1858 و 1859 و 1860 و 1861 و 1862 و 1863 و 1864 و 1865 و 1866 و 1867 و 1868 و 1869 و 1870 و 1871 و 1872 و 1873 و 1874 و 1875 و 1876 و 1877 و 1878 و 1879 و 1880 و 1881 و 1882 و 1883 و 1884 و 1885 و 1886 و 1887 و 1888 و 1889 و 1890 و 1891 و 1892 و 1893 و 1894 و 1895 و 1896 و 1897 و 1898 و 1899 و 1900 و 1901 و 1902 و 1903 و 1904 و 1905 و 1906 و 1907 و 1908 و 1909 و 1910 و 1911 و 1912 و 1913 و 1914 و 1915 و 1916 و 1917 و 1918 و 1919 و 1920 و 1921 و 1922 و 1923 و 1924 و 1925 و 1926 و 1927 و 1928 و 1929 و 1930 و 1931 و 1932 و 1933 و 1934 و 1935 و 1936 و 1937 و 1938 و 1939 و 1940 و 1941 و 1942 و 1943 و 1944 و 1945 و 1946 و 1947 و 1948 و 1949 و 1950 و 1951 و 1952 و 1953 و 1954 و 1955 و 1956 و 1957 و 1958 و 1959 و 1960 و 1961 و 1962 و 1963 و 1964 و 1965 و 1966 و 1967 و 1968 و 1969 و 1970 و 1971 و 1972 و 1973 و 1974 و 1975 و 1976 و 1977 و 1978 و 1979 و 1980 و 1981 و 1982 و 1983 و 1984 و 1985 و 1986 و 1987 و 1988 و 1989 و 1990 و 1991 و 1992 و 1993 و 1994 و 1995 و 1996 و 1997 و 1998 و 1999 و 2000 و 2001 و 2002 و 2003 و 2004 و 2005 و 2006 و 2007 و 2008 و 2009 و 2010 و 2011 و 2012 و 2013 و 2014 و 2015 و 2016 و 2017 و 2018 و 2019 و 2020 و 2021 و 2022 و 2023 و 2024 و 2025 و 2026 و 2027 و 2028 و 2029 و 2030 و 2031 و 2032 و 2033 و 2034 و 2035 و 2036 و 2037 و 2038 و 2039 و 2040 و 2041 و 2042 و 2043 و 2044 و 2045 و 2046 و 2047 و 2048 و 2049 و 2050 و 2051 و 2052 و 2053 و 2054 و 2055 و 2056 و 2057 و 2058 و 2059 و 2060 و 2061 و 2062 و 2063 و 2064 و 2065 و 2066 و 2067 و 2068 و 2069 و 2070 و 2071 و 2072 و 2073 و 2074 و 2075 و 2076 و 2077 و 2078 و 2079 و 2080 و 2081 و 2082 و 2083 و 2084 و 2085 و 2086 و 2087 و 2088 و 2089 و 2090 و 2091 و 2092 و 2093 و 2094 و 2095 و 2096 و 2097 و 2098 و 2099 و 2100 و 2101 و 2102 و 2103 و 2104 و 2105 و 2106 و 2107 و 2108 و 2109 و 2110 و 2111 و 2112 و 2113 و 2114 و 2115 و 2116 و 2117 و 2118 و 2119 و 2120 و 2121 و 21

توکل:

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ایمان کی نشانی اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرتے ہوئے گزار دی اور اسی توکل کا نتیجہ تھا کہ دین اسلام کو فروغ ملا اور مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی کیونکہ اللہ کی ذات باریکات بھی اسلام کا فروغ چاہتی تھی۔

ایک مرتبہ جب آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے تو ایک بدو نے جو وہیں تک میں تھا اچک کر آپ ﷺ کی تلوار اٹھالی اور اسے فضا میں اہراتے ہوئے آپ ﷺ سے کہنے لگا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کمال توکل کرتے ہوئے اسے جواب دیا: "اللہ" یہ سنتے ہی اس بدو کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ (برصغیر ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۸، مکتبہ المدینہ، لاہور، ص ۲۳۳)۔

آپ ﷺ نے کفار مکہ کے مظالم سے شک آ کر جب ہجرت مدینہ کے دوران غار ثور میں قیام فرمایا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے قریب پہنچ گئے تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنوں کو دیکھ کر گھبرا گئے لیکن نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے فرمایا: "اے صدیق غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قریب پہنچنے کے باوجود ان کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔ (برصغیر ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۸، مکتبہ المدینہ، لاہور، ص ۱۲۳)۔

جب آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساحل کے ساتھ ساتھ مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جشم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے سو اونٹوں کے لالچ میں آپ ﷺ کا پیچھا شروع کر دیا۔ جب سراقہ کا گھوڑا اس مقدس کارواں کے نزدیک پہنچا تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت پریشان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں خطرہ محسوس کرنے لگے تو آپ ﷺ نے سیدنا حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ توکل دیتے ہوئے اللہ کے حضور دعا کی: "اے اللہ تو جس طرح چاہے اس سے خود پیٹ لے" نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے تو اس کا گھوڑا گرتے گرتے بچا پھر جب وہ آگے بڑھنے لگا تو گھوڑے کے پاؤں زمین میں ڈھنس گئے۔ اس پر سراقہ نے معافی مانگتے ہوئے آپ ﷺ سے امان طلب کی، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے امان دے دی۔ (برصغیر ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۸، مکتبہ المدینہ، لاہور، ص ۱۲۳)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات برکات پر ہر معاملے میں توکل کیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سراپا توکل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر توکل کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں کیا کرتے تھے کہ توکل کا نہ ہونا ایمان کی لٹی ہے۔ یا یوں کہئے کہ جس نے ذات باری تعالیٰ پر توکل نہ کیا وہ اپنے آپ کو کتنا ہی پاک مسلمان سمجھے اس کے ایمان میں کمی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس خوبی سے بے حد متاثر ہوتے اور ان کے اندر حوصلہ بڑھانے والا جذبہ پیدا ہو جاتا۔

مشہور پنجابی شعر ہے کہ:

پلے خرچ نہ بھدے پہنچتے درویش

جہاں تقویٰ رہا اہناں رزق ہمیش

یعنی پرندے اور اللہ والے خورد و نوش کے سامان کا ذخیرہ جمع نہیں کرتے بلکہ جن کو اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے وہ کبھی بھوکے نہیں رہتے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا باغ ڈیک نالہ

کی نذر ہو گیا۔ یہ باغ وسیع رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ تقریباً ہر قسم کے پھل دار درخت خوب پیداوار دے رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مزارعین کے ساتھ مل کر اس باغ کو لگایا تھا۔ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اس میں ایک کنواں اور چھوٹی سی مسجد بھی بنوائی تھی تاکہ آنے جانے والے اس کنواں سے پانی بھی لیا سکیں اور جانے نماز پر نماز بھی ادا کر سکیں۔ ایک سال دریا نے راوی میں سیلاب آگیا اور نالہ ڈیک میں پانی اس قدر بھر گیا کہ پانی نالہ ڈیک کے کناروں سے باہر نکل کر ہر چیز کو بہا کر لے گیا۔ نالہ ڈیک نے زمین کی کٹائی شروع کر دی جس کی وجہ سے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا باغ اور کھیت وغیرہ کٹاؤ کی وجہ سے نالہ ڈیک کی نذر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بڑا مالی نقصان ہوا۔ پروفیسر منور حسین بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باغ کا ایک محافظ آیا اور اس نے آتے ہی رونا شروع کر دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روئے کی وجہ پوچھی تو وہ محافظ کہنے لگا: حضور باغ اور زمین لاکھوں روپے کی تھی جو نالہ ڈیک کی نذر ہو گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ تعالیٰ کی ذات برکات پر بہت توکل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اسے روئے سے منع فرمایا اور فرمانے لگے کہ افسوس تو مجھے ہونا چاہئے، ہونا تو مجھے چاہئے تھا لیکن اس باغ کے لٹ جانے کا مجھے کوئی غم نہیں۔ جس ذات باری تعالیٰ نے دیا تھا اسی نے لے لیا۔ اگر مالک اپنی چیز واپس لے لے تو چیز رکھنے والے کو اس کے جانے کا رنج کیوں ہو؟ امین امانت کو لوٹا دینا ہے رکھنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ زندگی بسر کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ وہ خود پیدا کر دے گا۔

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شریف قیودری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہو رہا تھا کہ لنگر پکانے کیلئے آنے کی کمی ہو گئی۔ خادموں نے حضرت میاں غلام اللہ شریف قیودری رحمۃ اللہ

عالیہ سے آنے کی کمی کا ذکر کیا اور فکر مندی کا اظہار کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق توکل کامل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں؟ جس کی راہ میں لنگر بنت رہا ہے وہ خود اس کا انتظام کر دے گا۔ اس لیے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت تصور ہی پر بعد ایک ٹرک آنے سے بھرا ہوا آگیا۔ جو لوگ آنے کو لے کر آئے تھے انہوں نے آنے کو لنگر خانہ میں ڈالنے کی اجازت طلب کی اور ایٹ آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ راستے میں ٹرک خراب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے اور خادموں نے آنے کو لنگر خانہ میں ڈال دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس توکل پر سب لوگ حیران تھے اور اب ان کو پختہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے تو انسان کبھی ناکام نہیں رہتا۔ (تذکرہ امجدہ، ولی عہد، مولیٰ علیہ السلام، صاحب مہم، لہاری، قیودری، ص 141-142)

علم و فضل:

حضور ﷺ اُمی نہی تھے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف خود لوگوں کو علم سکھایا بلکہ اس کے لیے مدارس اور دینی درس گاہیں بھی قائم کیں۔ مہلکین کو تعلیم دینے کیلئے دوسرے علاقوں میں بھی بھیجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بچپن سے لے کر تادم آخر اس اعلیٰ فریضہ کو انجام دیا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

فَضَّلُ الْعِلْمَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ يَرْفَعُ اللَّهُ الْبَلَدَ الْعِلْمُ مِثْلُ الْبَلَدِ أَوْ ثَمَرُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهِ بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ وَقَوْلُهُ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (صحیح بخاری شریف، ج ۱، حدیث ۱۰۱۵)

ترجمہ: علم کی فضیلت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ تم میں سے ایمان

واوں اور اہل علم کے درجے بلند کرتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے شہدار ہے۔ نیز حضور انور ﷺ نے فرمایا: سب میرے علم میں اضافہ فرما۔ (ط: 114)۔

علم کی فضیلت کے متعلق حضور ﷺ کی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں تمام کتب حدیث میں علم کی فضیلت کے بارے میں الگ الگ باب قائم کیے گئے ہیں۔ جن کا یہاں ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم ایک حدیث قریش کی جاتی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُؤَفَّحَ الْعِلْمُ وَيُنْفَتِ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخُمُورُ وَيُظْهِرَ الزُّنَا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت مسلط ہو جائے گی، شراب پی جایا کرے گی اور بدکاری عام ہو جائے گی۔ (کنز العمال: شریف، ج ۱، ص ۱۵۵)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے برادر حقیقی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا اور اتنی سرفرازی حاصل کی کہ بڑے بڑے عالم و فاضل بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کے قائل تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف مسائل پر ہدایت حاصل کرتے تھے۔ مولانا محمد شفیع اذکار رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد عمر انجروی رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے اور دینی مسائل کے حل کرنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے طلب گار ہوتے۔

فرض یہ کہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف خود بہت بڑے عالم اور فاضل تھے بلکہ انہوں نے علم کی روشنی کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے علمائے کرام تیار کیے اور ان کو ملک بھر میں پھیلایا اور (تقریباً ۶۰ سالوں میں) تمام خطہ ہندوستان پر مدبرانہ سرپرستی کی۔ (۱۹۸۰-۱۹۸۱)۔

تحلل اور بردباری:

تحلل اور بردباری بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحلل اور بردباری کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی۔ جو قیامت تک انسانوں کیلئے ایک روشن دلیل اور مشعل راہ ہے۔

لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے میں اکثر حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر حضور ﷺ کا طرز عمل غمو بردباری کا رہا۔ چنانچہ ام ایمنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو پامال کیا گیا ہو۔ تو اس صورت میں آپ ﷺ سختی سے مواخذہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے طاقور وہ نہیں جو کسی کو پچھڑا دے بلکہ طاقور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے"۔ ایک شخص نے ایک موقع پر آپ ﷺ سے نصیحت سننے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو اور اسے تین مرتبہ دہرایا"۔ ایک مرتبہ ایک ہوا آیا اور پیچھے سے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر اس زور سے جھوٹا دیا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشن پڑ گیا۔ آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے نہایت درشتی سے کہا: "میرے ان اونٹوں پر کچھ مال لا دوںے کیونکہ تو نہ اپنے مال سے لا دے گا اور نہ اپنے باپ کے مال میں سے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں اور تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھا۔

پھر آپ ﷺ نے نہ صرف اسی کو معاف کر دیا بلکہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لادنے کا حکم دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسی سے پوچھا "تجھے کس چیز نے اس گستاخی پر ابھارا؟" اس نے فوراً کہا "آپ ﷺ کے حلم اور بردباری نے۔"

[illegible]

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بھی غلو درگزر کی یہ صفت اس قدر پائی جاتی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسروں سے منفرد نظر آتے تھے۔ اس دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے انسان کو بڑے کٹھن راستے سے گزرنا پڑتا ہے۔ قدم قدم پر مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ باطل اور شیطانی قوتیں چپ بچہ پر روڑے اٹکاتی ہیں اور اپنے عقیدے کو بچانے کیلئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آجاتی ہے جس سے تنہی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان مبر و قتل کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔ مگر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کے مطابق اس کٹھن راستے کو خوش سرائی اور بردباری سے طے کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کبھی کسی بات پر تلخ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہر ایک کی بات خواہ وہ کسی نظریے سے تعلق رکھتا ہو بڑے تحمل سے سنتے تھے۔ کسی کی شکایت پر مبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زمین اور باغ پر کام کرنے والے مزارعین اگر اپنی ناہلی کی وجہ سے کچھ مالی نقصان بھی کر دیتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے تحمل سے برداشت کرتے اور کبھی تلخ مزاجی نہ دکھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر انتظام بہت سی مساجد اور مدارس کا سلسلہ چاری تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ طلباء اور اساتذہ کرام یا لشکر تیار کرنے والے اور تقسیم کرنے والے خادموں وغیرہ سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد ہو جاتی

لو آپ دوستِ اللہ علیہ رزق وہ خوشی کا اظہار نہ کرتے بلکہ تنگی کی بجائے انہیں نصیحت فرما کر معاف کر دیتے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز و اقارب بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ دنیاوی اعتبار سے بہت خوشحال اور بلند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان عزیزوں کے بعض افعال ناپسند تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے انہیں بھی قتل اور بددھاری سے برداشت کرتے اور انہیں دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی پابندی کی تلقین بھی فرماتے۔

بعض لوگ اپنے گھریلو اور دنیاوی جھگڑے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاں لے کر آتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں بھی سلت نبویؐ کی پیروی کرنے ہوئے شخص مزاہبی، یا اسی طور پر گندہ اور بددھاری کی تعظیم فرماتے اور اس طرح ان کے جھگڑے نپٹا دیتے۔

فرمانِ حضرت بنیانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی قتل و بربادی کا نمونہ تھے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر انسان قتل اور بربادی سے کام لے تو دنیا کے آدھے سے نو یا دو چھٹوسے پیدا ہی نہ ہوں انسان

تحریر: مولانا امجد علی صاحب دہلوی، پتہ: ۱۰۱، لاہور۔

نماز کی اہمیت

قیامت کے دن جس کی نماز درست ہوگی اس کے اعمال درست ہوتے۔" (بخاری شریف)

"قیامت کے دن بندہ کا حساب سب سے پہلے نماز سے لیا جائے گا۔" (رواہ نسائی)

روزِ محشر کہ جاں گداز بود

۱۳۲۰ لکھنؤ پریس فہرست نمبر ۲۰۰

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بطور طبیب

طب کی تعلیم:

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری جاری اس کی شفا بھی اتاری ہے۔

عطار بن ابی رباح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کی شفا بھی اتاری ہے" (یعنی دنیا میں ہر بیماری کیلئے ماہان شفا موجود ہے) (کنز الدقائق، شریف، جلد 3، ص 59)

الطب، ج 3، ص 59

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے علم طب حاصل کیا اور اس میں خوب مہارت بھی حاصل کی اور اس طرح آپ ایک اعلیٰ درجے کے طبیب بنے، اگرچہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طب روحانی کا بھی ماہر حکیم بنا کر آپ کو دوسرے فرائض سونپ دیئے تھے (ذکر، ص 39، 40)

ماہان شرفی، ج 3، ص 59

حدیث منورہ کی تفصیلات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایک بستی کا حکم دیا گیا ہے جو دوسری بستیوں کو گل جاتی ہے لوگ اس شرب پیتے ہیں اور وہ پیتے ہیں وہ بستی برے لوگوں کو اس طرح دور کرتی ہے جس طرح اعلیٰ لوہے کے تیل کو دور کرتی ہے (بخاری شریف، جلد 3، ص 174)

علاج:

علاج کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پچھنے کووائے اور حجام کو اس کی مزدوری عطا فرمائی اور تاک میں دوائی ڈالی۔ (کنز الدقائق، شریف، جلد 3، ص 59)

نبی کریم ﷺ کی ہر گاہ میں حاضر ہو کر اگر کوئی اپنی بیماری بیان کرتا تو حضور ﷺ اس کی بیماری کا علاج تجویز فرماتے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی ہر گاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے بھائی کے پیٹ میں درد ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ پھر وہ دوبارہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ، پھر آیا (تیسری مرتبہ) اور کہنے لگا کہ میں نے (ہدایت پر) عمل کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ ٹھیک ہے لہذا اسے شہد پلاؤ۔ پس اسے شہد پلا یا تو شفا یاب ہو گیا۔ (کنز الدقائق، شریف، جلد 3، ص 59)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے" (کنز الدقائق، شریف، جلد 3، ص 59)

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طب کا باضابطہ مطالعہ کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کم کھانا چاہئے یہ سب سے بڑی حکمت اور دانائی ہے۔ اس پر خود بھی عمل کیا کرتے تھے اور اپنے ملنے والوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (ذکر، ص 39، 40)

بیمار کیلئے دعا کرنا:

کسی بیمار کیلئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرمائے سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جب کوئی بیمار حضور ﷺ کے پاس آکر بیماری سے شفا یابی کیلئے دعا کا طلب گزار ہو تو حضور ﷺ اس کی شفا یابی کیلئے دعا فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس بیمار کو شفا عطا فرماتا تھا۔

آپ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے صحت یابی کی دعا فرمائی تو ان کی شدید بیماری دور ہو گئی۔ انہی کے بارے میں مفسرین نے کہہ کر یہ ﷺ نے ان کے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگی۔ فرمایا کہ: "اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا مانگیں تو ان کی دعا قبول فرما"۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی ہر دعا قبول ہو جاتی تھی۔ (ترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے دعا قبول فرماتا تھا۔ (ترمذی، ص 157)

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کے پیش نظر سائلوں کے حق میں بیماری سے شفا یابی کی دعا کرتے تھے جو دوائیاں کھا کھا کر ٹھک آچکے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل عظیم سے ان کو شفا عطا فرماتا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا کے ساتھ ساتھ دعا کرنے کی بھی ہدایت فرماتے اور فرماتے کہ یہی علاج کرنا سنت ہے اور شفا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (ترمذی، ص 157)

ترجمہ: ص 157

بیماری میں صدقہ:

بیماری سے شفا یابی کیلئے صدقہ دینا سنت رسول ﷺ ہے (نورین)، مگر ہر بیمار بیمار کی اپنی حد تک استطاعت کے مطابق۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "صدقہ باکو دور کر دیتا ہے"۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بیمار لوگوں کیلئے دعا بھی کرتے، دوا بھی تجویز فرماتے۔ اس کے ساتھ ساتھ خیرات کثرت سے کرنے اور صدقہ دینے کی تلقین فرماتے اور فرماتے کہ صدقہ بیماری کو دور کر دیتا ہے۔ (ترمذی، ص 157)

شہد سے علاج کرنا:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد اور علوہ (بٹخا کھانا) مرغوب تھا۔ آپ ﷺ جب نماز عصر پڑھانے کے بعد مسجد سے گھر واپس آتے تھے تو بیویوں کے گھروں میں جاتے تھے اور ان سے کسی ایک کے پاس زیادہ وقت گزارتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور وہاں معمول سے زیادہ دیر لگائی۔ کیونکہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کو شہد کا شربت پلایا جس سے آپ ﷺ کو قدر سے ذمہ ہو گئی۔ (ترمذی، ص 157)

ترجمہ: ص 157

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم باری و دانیوں میں کچھ ہے یا تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو چھپے لگاؤ اسے یا شہید پینے یا آگ سے داغ لگوانے میں ہے۔ یعنی جو بچہ مرض سے موافقت کرے لیکن میں داغ لگوانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، جلد ۱، کتاب الطب، ص ۱۷۵)۔

-(۱۷۵-)

حضرت عباس غلام اللہ شہید قہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بعض مریضوں کیلئے شہید ہو کر چلے گئے تھے۔

پروفیسر منور حسین کا بیان ہے کہ وہ بہت بیمار ہو گئے۔ بہت سے انگریزی اور یونانی علماں کروائے مگر کچھ افادہ نہ ہوا۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا ان کے تجویز کردہ نسخوں کو استعمال کیا لیکن کوئی ہمت نہ بنی بلکہ بیماری اتنی شدید ہو گئی کہ چھٹا پھر نا محال ہو گیا اور وہ ہر طرح کے علماں سے مایوس ہو گئے تو حضرت جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے عرض گزار ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شہید کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب! شہد تو گرم ہے جبکہ میری طبیعت میں بھی سخت گرمی ہے۔ یہ مجھ کو موافق نہیں آئے گا۔ تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہد کے استعمال پر ہی زور دیا۔ بلکہ شہد کی ایک بوتل اپنے پاس سے عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اسے پانی میں گھول کر پی لیا کرو یا پیسے ہی چاٹ لیا کرو یا روٹی کے ٹکڑے کے ساتھ لگا کر کھالیا کرو، لیکن استعمال ضرور کرو۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑا سا شہد ایک پیالے میں نکالا اور اس میں پاؤ بھر بھٹا پانی ڈال کر مل گیا اور انہیں کہا کہ پی لیں۔ پروفیسر منور حسین کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈرتے ڈرتے شہد کے شربت کو پی لیا تو فرحت محسوس ہوئی اور جان میں جان آگئی۔ ڈر بھی تھا کہ کہیں یہ گرمی نہ کرے اور پھر آنے نہ شروع ہو جائیں لیکن یہ میرا

ندشہ غلط نکلا۔ چنانچہ گھر آکر شہد کا استعمال جاری رکھا اور اللہ تعالیٰ نے مکمل شفا دے دی۔ اس کے بعد جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ازراہ شفقت شہد عنایت فرما دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ دہائی کام کرنے والوں کو شہد ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ (ذکرہ حضرت جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۷۵)۔

حج:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے۔ فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔ عرض کی گئی پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کی گئی کہ پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ برائیوں سے پاک حج۔ (صحیح بخاری، جلد ۱، کتاب الحج، ص ۱۷۵)۔

مفسرین نے خود بھی حج کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف ایک حج، دو عمرے اور ایک عمرہ قرآن ادا فرمائے۔ ابن کثیر اور دوسرے بہت سے ہجرت نگاروں نے عمرہ صلح حدیبیہ کو شمار کر کے ان عمروں کی تعداد چار تک بیان کی ہے (سیرت النبی، ج ۱، ص ۱۷۵)۔

چنانچہ حضرت جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ایک سے زائد حج ادا کئے۔ (ذکرہ حضرت جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۷۵)۔

-(۱۷۵-)

داڑھی رکھنا:

داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی میں شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے۔ صدر کلام میں احمد، مسلم، ابوداؤد و نسائی، ترمذی، دابین، بابی کی حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ حضور سیدنا عالم علیہ السلام فرماتے ہیں: اوس چیز یہ شریعت قدیمہ۔ مستمرو انبیاء کرام علیہم السلام سے ہیں۔ لیکن ترشوائی اور داڑھی بڑھانی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ: داڑھی بڑھانی راہ قدیمہ حضرات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ: داڑھی بڑھانا انبیاء کی پیروی کرو۔

مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔ اہل بیت کرام و صحابہ عظام و ائمہ اہل علم اور ہر قرن و طبقہ کے اولیائے امت و علمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی جوان کے چہرے پر پیدا ہونے کی صورت پر داڑھی نہ نکلتی تو وہ اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ شخص ہر طیب سے بدتر سمجھا جاتا۔ علمائے کرام عادات قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں، کتھر دائیں گے۔ (اللہ عزوجل سے تاسف و اہمیت میں 124-125)۔

حدیث شریف میں ہے اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں کہ قسم یوں کھاتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے فرزند آدم کو داڑھی سے زینت بخشی رسول اللہ ﷺ کے حلیہ شریف میں ہے کہ ریش مبارک نکلتی تھی۔ اور ایسے ہی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی دراز و باریک تھی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی چوڑی، سہرا سید بھرے ہوئے تھے۔ احنف بن قیس کہ

اکابر ثقہ تابعین و علماء و حکمائے کالمین سے تھے۔ زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے۔ 67 یا 72 ہجری میں وفات پائی) عاقل و عظیم تھے اور پاؤں میں کچھ تھا ایک آنکھ جالی رہی تھی۔ داڑھی پیدا ہونے کی صورت پر نہ نکلتی تھی۔ ان کے اصحاب نہ اس کچھ پر افسوس کرتے نہ یک شمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے پر کراہت کا ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر میں ہزار کو مٹی تو احنف رضی اللہ عنہ کے لیے داڑھی خریدتے۔ (اللہ عزوجل سے تاسف و اہمیت میں 125)۔

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک نکلتی تھی۔ موچھ مبارک کٹوا دیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مشرکین کی مخالفت کرو یعنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کٹواؤ اور بت

۱۲۴ م۔ ﷺ اللہ عزوجل سے تاسف و اہمیت میں 124-125)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ
قَصُّ الشَّارِبِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مونچھوں کو کتھر و افطرت میں داخل ہے (صحیح بخاری شریف مترجم، جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث 832)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
اتَّهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَغْفُوا اللَّحَى

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (صحیح بخاری شریف مترجم، کتاب اللباس، حدیث 837)۔

مونچیں شرب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ رکھو۔ (مسلم ۵/۱۸۱)۔

مونچیں کٹو اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ (یک سہیلہ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا"۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کون کرے گا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱۰، صفحہ ۲۰۷۔

کتاب النہایۃ جلد ۱۰، صفحہ ۲۱۰ (۲۱۰)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قبیلہ بھر داڑھی رکھتے تھے اور مونچیں سنت کے مطابق ترشواتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک سے آپ کا چہرہ مبارک نورانی نظر آتا تھا۔

حضرت میاں شیر محمد شری قہر رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی رکھنے کی سنت کو اپنایا۔ حضرت میاں ثانی لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان والا شان اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں اور پڑپوتوں نے بھی داڑھی کی سنت کو اپنایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔

ہر ولی اللہ کا تبلیغ کرنے کا اپنا طریقہ ہوتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قہر نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کا تبلیغ کرنے کا اپنا ایک حکیمانہ طریقہ ہے۔ آپ داڑھی کے متعلق بڑے اچھے انداز میں لوگوں کو داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ داڑھی مندرے لوگ ہم سے علم و عمل میں اچھے ہیں۔ ان میں حافظہ

قرآن بھی ہیں لیکن داڑھی نہ رکھنا نبی کریم ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی تو ہے اس سے تو بچنا چاہیے۔ سبحان اللہ یہ تبلیغ کرنے کا کتنا اچھا انداز ہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شری قہر ری دامت برکاتہم العالیہ کا تبلیغ کرنے کا اپنا ایک منفرد انداز ہے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات کیلئے دعا کرنے کیلئے عرض کرتے ہیں تو آپ بڑے عالمانہ اور حکیمانہ انداز میں لوگوں کی رہنمائی کرتے ہوئے لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم داڑھی مبارک رکھ لو تو تمہارا یہ کام ہو جائے گا۔ اگر آپ کا کام داڑھی رکھنے کے بعد نہ ہوا تو مجھے پکڑ لیٹا۔ ساتھ ہی آپ یہ فرماتے ہیں کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق داڑھی مبارک رکھنے کی برکت سے ہوگا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے ہیں۔ جب کسی کی کوئی حاجت پوری ہو جاتی ہے تو وہ آکر آپ کو بتاتا ہے کہ آپ نے میرے لیے دعا کی تھی تو میرا یہ کام ہو گیا تو آپ اس میں بڑی عاجزی اور انکساری کا اظہار فرماتے ہیں کہ یہ کام میری دعا سے نہیں ہوا بلکہ تم نے نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کی سنت کو اپنایا ہے۔ اس داڑھی مبارک کی برکت سے تمہارا یہ کام ہوا ہے۔

بدبودار اشیاء سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا پاکیزہ خلعت اور نفاست پسند ہلایا تھا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے "صفائی تو نصف ایمان ہے"۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "دین کی بنیاد ہی صفائی پر ہے"۔ آپ ﷺ کو فطری طور پر ظاہری و معنوی گندگی سے شدید کراہت تھی۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو فطری طور پر خوشبو کی ضرورت نہ تھی کیونکہ

صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قہری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض گزار ہونے کہ انہیں کشف نہیں ہوتا تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قہری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا کہ کل حقہ نہیں پینا، صاف ستھرے کپڑے پہننے ہیں اور خوشبو لگا کر بعد نماز عشاء درود شریف کا درہ کثرت سے کرنا۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قہری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی کیا اور رات کو ان کو کشف ہوا۔ ان کے خاندان کے جتنے لوگ فوت ہو چکے تھے۔ ان سب کی زیارت ہوئی اور بات چیت بھی ہوئی۔ دوسرے دن ان کی ملاقات اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قہری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے والد صاحب کو دیکھ کر مسکرا دیے اور فرمانے لگے حافظ صاحب کشف ہوا کہ نہیں؟ والد صاحب نے رات کا سارا قصہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیے۔

راقم الحروف کے گاؤں کا ایک شخص جس کا نام بھاگ دین (مرحوم) تھا۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شری قہری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس نے ایک واقعہ راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گندم کی کٹائی کیسے مریدین کو بلا دیا ہوا تھا۔ ہم گندم کی کٹائی کیسے گئے ہوئے تھے کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھیتوں میں تشریف لے آئے ہم حقہ لہا رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا اور بڑی نفرت کا اظہار کیا۔

الحمد للہ تمہا کو نوشی سے نفرت کرنے کی جو روایت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ حضرت بابا میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کی تھی وہ آج تک قائم ہے۔ موجودہ صاحبزادگان والا شان بھی حقہ اور سرگربے نوشی سے نفرت کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ روایت آستانہ عالیہ شری قہر شریف میں تاقیامت جاری رہے گی۔

گھوڑ سواری:

جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو تو سنت نبوی ﷺ کو بھی عام رسم و رواج سمجھ لیا جاتا ہے۔ گھوڑا پالنا محض سواری یا ہار برداری کیلئے نہیں ہے بلکہ اس کا پالنا اس پر سواری کرنا اور اس سے ہار برداری کا کام لینا سنت رسول ﷺ بھی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی میں برکت ہے۔ (المسند ابی یوسف، حدیث نمبر 3604)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عورت کے بعد گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ (سنن ابی یوسف، حدیث نمبر 3607)۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا رسول اللہ ﷺ نے نہ دینا اور نہ درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی مگر ایک سفید بچہ جس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ ہتھیار اور زین لگا دی تھی اللہ کی راہ میں، کہاں چیزوں کو صدقہ کر دیا تھا۔ (سنن ابی یوسف، حدیث نمبر 3627)۔

حضور ﷺ نے مختلف قسم کے جانوروں پر سواری کی لیکن آپ ﷺ کو سوار یوں میں گھوڑا بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ گھوڑے کے ایک ہال میں قیامت تک کیسے خیر و برکت ہے۔ آپ ﷺ کو گھوڑوں سے اتنی محبت تھی کہ ان کی آنکھیں دلت اور ناک اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے کا اہتمام فرماتے۔ (مسند ابی یوسف، حدیث نمبر 3621)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شری قہری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ گھوڑے پر سواری بڑے شوق سے

کیا کرتے تھے اور یہی حال اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ (المنہج ص 83)۔
شریو شریف حضرت صاحبزادہ امجد علی شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ کی ماس 83ء۔

کھانے کے آداب

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

ہاتھ دھو کر کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا، ہاتھ دھونا محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ طریقہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔“ (ایضاح ص 783)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کرے یعنی ہاتھ دھو کر کھائے اور جب اٹھا جائے اس وقت بھی وضو کرے یعنی ہاتھ دھو کر کھائے۔“ (ایضاح ص 783)۔

حضرت میاں غلام اللہ شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرتے تھے اور اپنے منہ والوں کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

فخر الشیخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شریو شریف نقشبندی مجددی

مدظلہ العالی ایک دفعہ جمعہ المبارک کی نماز سے قبل اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ مریدین کی تربیت فرما رہے تھے۔ آپ نے کھانا کھانے کے ضمن میں حضرت میاں غلام اللہ شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”گئے کہ ایک دفعہ ایک شخص رات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مٹھائی پیش کی اور عرض کی کہ میری خوشی اس میں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میں سے کچھ تناول فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرمایا۔ اس نے مزید اصرار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرمایا۔ تیسری مرتبہ اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ بیٹھے اور اندر تشریف لے گئے، اندر سے وضو فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آکر تھوڑی سی مٹھائی کھائی۔ فرماتے گئے: ”یہ طریقہ ہے کھانے پینے کا“ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے سے پہلے وضو فرما کر یعنی ہاتھ دھو کر سنت کی اہمیت کو واضح کیا۔ (روایات شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ، ص 104)۔

دستر خوان پر کھانا:

دستر خوان پر کھانا کھانے کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک:

”عَنْ قَتَادَةَ عَنِ السَّيِّدِ بْنِ أَبِي سَرْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ أَكْلَ سُكَّرٍ حَبَّةً وَلَا خَبْزَةٍ مُدْفَقٍ وَلَا أَكَلَ عَلَى جَوْابِ قَطَأٍ قَبْلَ لِقَاءِ قَتَادَةَ فَقُلْتُ مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى السُّفْرِ“

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی طشتری میں کھایا ہو یا پتلی رولی (چپاتی) کھائی ہو، یا کبھی میز پر کھانا کھایا ہو۔ حضرت

بقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ پھر آخر وہ کس چیز پر کھاتے تھے؟

جواب دیا کہ دسترخوان پر۔ (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الاطعمہ، ص 353)۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حاضرین کو لنگر شریف دسترخوان چھا کر اس پر کھلایا کرتے تھے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دسترخوان چھا کر حاضرین کو لنگر کھانے کی سنت کو جاری رکھا۔ یہ سنت آج تک آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری و ساری ہے۔ حضرت میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان، حضرت صاحبزادہ میاں قیسیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی اور آپ کے صاحبزادگان بھی اس سنت پر گامزن ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اکیلے ہی کراچی سے شرقپور شریف آئے۔ مغرب کی نماز انہوں نے مسجد میں ادا کی۔ حضور نبوی ﷺ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ حجرے میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ اس دوران کھانے کا وقت ہو گیا۔ آپ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جملہ ذرائع و حاضرین کو دسترخوان پر بٹھا کر خود لنگر کا اہتمام فرمایا۔ کھانا کھاتے وقت کھانے کے آداب ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی اور کھانا کھانے کے بعد سنت کے مطابق اجتماعی دعا بھی مانگی گئی۔ (ذکر دعوت الی اہل بیت، جلد دوم، شرقپور شریف، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی)۔

بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا:

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے:

سَمِعَ وَهَبُ بْنُ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطْلُبُ فِي الْمِصْحَفِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا غُلَامُ سَمِ اللَّهَ وَكُلْ بِمِوْنِكَ وَكُلْ بِمَا يَلِيكَ فَقَارَ الثَّ بِلَكَ طَعْمَتِي بَعْدُ

ترجمہ: وہب بن کیسان نے حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کہیں میں رسول اللہ ﷺ کے زیر کفالت تھا جبکہ میرا ہاتھ بیابانے میں ہر طرف چلتا رہتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، ہر خود دار بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ اس کے بعد اس طریقے سے کھانا کھا رہا ہوں۔ (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الاطعمہ، ص 343)۔

آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں بسم اللہ شریف پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی سنت پر عمل جاری ہے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سنت پر خود بخود سے عمل کیا اور اپنے ملے والوں کو بھی اسکی تاکید فرمائی۔ اسی طرح حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھاتے اور اپنے ملے چلنے والوں کو بھی اس سنت پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد مدنی صاحب (اپنی کتاب تذکرہ حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ میں) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے گفتار خانے پر کھانا کھانے والوں کو بسم اللہ پڑھ کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ بسم اللہ پڑھ کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

اپنے سامنے سے کھانا:

اپنے سامنے سے کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

قَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كُفِّرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَا كُلُّ مَكْلٍ وَلِجَلِي
مَعَالِيهِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھایا کرو اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۲۷)

جلد سوم، کتاب الطہارۃ، باب ۲۲۷۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں خود بھی کھانا بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے سامنے سے کھاتے تھے، ذرائع اور حاضرین کو اس کی تلقین فرماتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دسترخوان پر بھی اسی طریقہ سے سنت کے مطابق کھانا کھلایا اور کھایا جاتا تھا اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی اسی سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ (تذکرہ حضرت علی دہلوی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد مدنی)۔

ایک زانو بیٹھ کر کھانا:

دایاں گھٹنا کھڑا کر اور ہایاں گھٹنا بچھا کر کھانا کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں "کھانا کھانے کا مستحب اور سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں گھٹنے کو کھڑا اور بائیں گھٹنے کو بچھا کر کھانا کھایا جائے۔ (غیاثی، ج ۱، ص ۲۲۷، ۲۲۸)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی سنت کے مطابق دایاں گھٹنا کھڑا کر کے اور ہایاں گھٹنا بچھا کر کھانا کھاتے تھے اور مریدین کو بھی اس سنت کے مطابق دایاں گھٹنا کھڑا کر کے اور ہایاں گھٹنا بچھا کر کھانا کھانے کی تلقین فرماتے تھے یہی سنت طریقہ آج بھی شرقپور شریف میں دسترخوان پر عام نظر کھلاتے وقت اپنایا جاتا ہے۔

جوتے اتار کر کھانا:

کھانا جوتے اتار کر کھانا سنت نبوی ﷺ ہے "نبی کریم ﷺ جوتے اتار کر اور دسترخوان بچھا کر کھانا نوش فرمایا کرتے تھے۔ (عن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۲۲۷)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جوتے اتار کر کھانا کھایا کرتے تھے اور مریدین کو بھی جوتے اتار کر کھانا کھانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، الحمد للہ۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی اس سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ مریدین اور متعلقین کو جوتے اتار کر کھانا کھانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اس سنت پر پوری طرح عمل کیا جاتا ہے۔

سر ڈھانپ کر کھانا:

سر ڈھانپ کر کھانا سنت رسول ﷺ ہے۔ نیکے سر کھانا کھانا خلاف سنت ہے اس لیے سر ڈھانپ کر کھانا کھانا چاہئے۔ (الحکامی، ج ۱، ص ۱۸۲، ج ۲، ص ۱۸۲، ج ۳، ص ۱۸۲، ج ۴، ص ۱۸۲)۔

پانچ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سر ڈھانپ کر کھانا تناول فرماتے اور آج بھی متوسلین کو اس اتباع سنت نبوی ﷺ کی تلقین کی جاتی ہے۔

کھانے کے بعد دعا مانگنا:

کھانا کھانے کے بعد دعا مانگنا سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کھانا کھانے کے بعد دعا مانگا کرتے تھے۔

خالد بن معدان نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنا دسترخوان اٹھاتے تو زبان حق تر بہان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے۔ "اس میں تعریف خدا کی ہے، بہت زیادہ دیا کیز اور برکت والی۔ اے ہمارے رب! ایسی تعریف جو ختم نہ ہو نہ ایسی جو ایک بار ہو کر رو جائے اور نہ ایسی جس کی حاجت شدہ ہے۔" (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۲)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کھانا کھانے کے بعد دعا مانگا کرتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے کہ کھانا کھانے کے بعد دعا مانگ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو (تذکرہ حضرت اعلیٰ اعلیٰ میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۸۲)۔

اس سنت پر آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں عمل ہو رہا ہے۔ لنگر کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے اجتماعی دعا بھی مانگی جاتی ہے اور انفرادی بھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر اٹھنا:

کھانا کھانے کے بعد دسترخوان سے اٹھ کر علیحدہ ہونا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ کھانے کی مجلس سے پہلے خاضعیت سب سے آخر میں اٹھتے۔ دوسرے لوگ اگر پہلے فارغ ہو جاتے تو ان کے ساتھ ہی آپ ﷺ بھی اٹھ جاتے، امن نہ جیتے (الحکامی، ج ۱، ص ۱۸۳)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جب کبھی مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو اس وقت تک دسترخوان سے نہ اٹھتے جب تک ہمدرد مہمان کھانا کھا کر فارغ نہ ہو جاتے۔ یہ طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری ہے، الحمد للہ رب العالمین۔

کھانے کے بعد کلی کرنا:

کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

سید رضی اللہ عنہ راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیر جانے کیلئے نکلے تو جب ہم صہبا کے مقام پر پہنچے تو حضور ﷺ نے کھانا طلب فرمایا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں صرف ستواہی پیش کئے جا سکے۔ ہم نے بھی وہ پچا کئے اور آپ ﷺ کے

ٹوپی پر عمامہ:

ٹوپی پر عمامہ شریف ہاندھنا سنت رسول ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ ٹوپی پر عمامہ شریف ہاندھتے تھے۔ شہداء بعض اوقات کندھے پر اور بعض اوقات دونوں کندھوں کے درمیان ڈال لیتے تھے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: "ہم میں اور مشرکین میں یہی فرق ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ ہاندھتے ہیں"۔ (ابن ماجہ ۲۶۸۸ شریف حدیث نمبر ۱۴۵۶۵)

عمامہ اور نماز کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی 70 رکعتوں سے افضل ہیں" (ابن ماجہ ۲۶۸۸ شریف حدیث نمبر ۱۴۵۶۵)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے"۔ (فیضان سنت بحوالہ ویب)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "عمامہ ہاندھو! تمہارا علم (برہماری) بڑھے گا"۔ (ابن ماجہ ۲۶۸۸ شریف حدیث نمبر ۱۴۵۶۵)

حضرت میاں غلام اللہ شریف پوری رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کے اتباع کی فضیلت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر عمل میں سنت نبوی ﷺ کو اپناتے تھے تاکہ سنت پر عمل کا پورا پورا ثواب اور فیضان حاصل کر سکیں، نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں سفید ٹوپی پر سفید عمامہ شریف ہاندھا کرتے تھے۔

ٹوپی:

ٹوپی پہننا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ عمامہ کے علاوہ کبھی خالی سفید ٹوپی بھی پہنتے تھے۔ گھر میں پہننے کی ٹوپی سر مبارک سے چھٹی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ سفر میں اٹھی ہوئی ہار والی ٹوپی استعمال فرماتے۔ سوزنی ٹماٹلے ہوئے کپڑے کی دھڑواہی ٹوپی بھی پہنتے۔ (ابن ماجہ ۲۶۸۸ شریف حدیث نمبر ۱۴۵۶۵)

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شریف پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے گھر میں خالی سفید ٹوپی بھی پہن لیا کرتے تھے جیسا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شریف پوری رحمۃ اللہ علیہ پانچ کلیوں والی سفید کپڑے کی بنی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔ آستانہ عالیہ شریف پور شریف کے سریدارین سفید کپڑے کی بنی ہوئی پانچ کلیوں والی ٹوپی پہنتے ہیں۔ یہ ٹوپی آستانہ عالیہ شریف پور شریف کی پہچان بن چکی ہے۔

قمیض (کرتا):

قمیض (کرتا) پہننا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

آپ ﷺ کو لباس میں کسی قسم کا تکلف پسند نہ تھا تاہم آپ ﷺ کا لباس چادر، قمیض اور قبند ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی کتاب سے بنی ہوئی قمیض کی آستینیں کلائی کے جوڑ تک ہوتی تھیں۔ (سیرت نبوی ﷺ ج ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲

موزے :

حضور نبی کریم ﷺ کو موزے استعمال کرنے کی عوامانہ عادت تھی۔ مگر نجاشی نے (عالمی چرچ) موزے بھیجے تو آپ ﷺ نے استعمال فرمائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان موزوں کو بھی پہنا جو حضرت وحید بھی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیے تھے۔ (ابن عثیم رحمہ اللہ، مناقب امام احمد بن حنبلہ، ج ۱، ص ۱۹۹)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں موزے بھی پہنا کرتے تھے۔ خصوصاً سردیوں کے موسم میں۔

لباس پہننے کا سنت طریقہ:

لباس پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کرتا پہننے وقت پہلے دایاں ہاتھ بازو میں ڈالے اور پھر بائیں ہاتھ بازو میں ڈالے۔

حضور ﷺ ہر کام دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور کرتا پہننے وقت بھی دایاں ہاتھ پہلے بازو میں ڈالتے اور پھر بائیں ہاتھ بازو میں ڈالتے اور امتیوں کو بھی اس کی تعلیم دی۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۹۲)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہر کام کا آغاز دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور کرتا پہننے وقت بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دایاں ہاتھ پہلے بازو میں ڈالتے اور پھر بائیں ہاتھ بازو میں ڈالتے۔ مزیدین و متوسلین کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔

مدینہ منورہ ناپاکی کو دور کر دیتا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام پر بیعت کی۔ اگلے روز آنکھوں سے بخار پڑھا ہوا تھا کہ اسے نسخ کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ انکار کیا اور فرمایا: مدینہ منورہ بھی اسی طرح ہے جو مکہ کیل کوہ درگزی اور غامض صحر کوہ لیتی ہے (بخاری شریف، اجاب العروہ، ص ۱۷۵)۔

نعلین:

پہلے رنگ کا جوتا پہننا سنت نبوی ﷺ ہے۔

حضور ﷺ بالوں والی، بالوں کے بغیر اور پہلے رنگ کی نعلین مبارک پہنتے تھے (ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۱۸۸)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے بالک سرخ رنگ کا جوتا پہنا کرتے تھے۔

جوتا پہننے کا سنت طریقہ:

جوتا پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جوتا پہلے دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں میں پہنا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص جوتا پہننے تو پہلے سیدھے پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو الٹا اتارے۔ یعنی پہننے میں پہلا جوتا دائیں پاؤں کا ہونا چاہیے اور اتارنے میں پہلا جوتا بائیں پاؤں کا۔ (اصح شریف، ج ۱، ص ۱۸۵)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے جوتا پہلے دائیں پاؤں میں اور پھر بائیں پاؤں میں پہنتے تھے۔ جب جوتا اتارتے تھے تو پہلے بائیں پاؤں کا پھر دائیں پاؤں کا۔ مسجد سے نکلنے وقت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے بائیں پاؤں نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لیتے۔ پھر دایاں پاؤں نکال کر دایاں جوتا پہلے پہنتے اور پھر بائیں پاؤں میں جوتا پہنتے۔ اس طرح حضور ﷺ کے اس ارشاد کی بھی تعمیل ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دایاں جوتا پہننے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اسی سنت پر حضرت چنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین کا عمل ہے۔

یوم جمعہ

جمعہ کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٥٠﴾ (سورہ الجمعة)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کی اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو اور خرید و فروخت کو ترک کر دو اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اے ایمان والو! اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کے واحد و یکتا ہونے کی تصدیق کی۔ جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کیلئے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لیے جلد چلو اور اذان کے بعد خرید و فروخت بند کر دو۔ اگر تم اس بات کو سمجھ جانتے ہو کہ تجارت کے مقابلے میں جمعہ کی نماز تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر تین باتوں سے اظہار تقاضا کیا اولاً وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے محبوب ہیں تم نہیں۔ ثانیاً ہماری تو کتاب ہے تمہاری کوئی کتاب نہیں ہے۔ ثالثاً ہمارے لیے یوم السبت (ہفتہ کا دن)

خاص ہے اور تمہارے لیے کوئی دن خاص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کی تکذیب فرمادی اور ان کے دعویٰ کو رد کر دیا اور اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا:

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِنِّي أُنذِرَكُمْ أَنْ تُبَدِّلُوا دِينَكُمْ فَاصْبِرُوا عَلَىٰ دِينِكُمْ إِنَّهُ يَكُونُ لَكُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورہ آل عمران)

اے یہودیو! اگر تمہیں یہ خوش فہمی ہے کہ سب لوگوں میں سے صرف تم لوگ ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو (کہ موت کے بعد تم کو اپنے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ سے مل کر خوشی ہوئی جائے)۔

ان کے دوسرے دعویٰ کی تردید اس طرح فرمائی:

هُوَ الَّذِي بَقِيَ فِي الْأَیْمَنِ وَشَرَّ النَّاسِ شَرًّا (سورہ آل عمران)

ترجمہ: اللہ ہی نے ان ان پڑھ لوگوں میں ایک عظیم الشان پیغمبر ان ہی میں سے مبعوث فرمایا اور یہودیوں کی (جن کو صاحب کتاب ہونے پر نازل تھا) اس طرح مذمت فرمائی: مَقْلُ الَّذِينَ حَمَلُوا الصُّورَةَ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَحَمَلِ الْحَمَارِ يَحْمِلُ أَثْقَارًا (ترجمہ: جن لوگوں پر تورات اتاری گئی ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے۔ (یعنی بے عمل)

اور ان کے تیسرے دعویٰ (یوم سبت پر تقاضا) کی تردید میں فرمادیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (سورہ الجمعة)

اگرچہ ان لوگوں کی تجارت یا کھیل کی بات نظر آ جاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں (پھیل جاتے ہیں) صورت واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ (تجارت) آتا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کیلئے مسجد سے نکل کر باہر چلے جاتے۔ جب ایک روز ایک قافلہ آکا پہنچا تو بہت سے لوگ مسجد سے نکل گئے۔ صرف بارہ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں۔ اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا۔ جب بھی یہی صورت ہوئی کہ سب لوگ سوائے بارہ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آ گئے اس کے بعد وحید بن حلیہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا۔ اس کے پاس کئی طرح کا سامان تجارت تھا۔ اس کے استقبال کیلئے مدینہ والے تالیاں اور نقارے بجاتے باہر نکلے۔ اتفاقاً مدینہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگ (اسکی آمد کا غوغا سن کر) خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو! مسجد میں کتنے آدمی ہیں۔“ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک خاتون۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کیلئے پتھروں پر نشان لگا دیئے جاتے۔ آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس شخص کو ہلاک کرنا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ اس آیت میں نقارہ اور تالیاں بجانے کو کلبو سے تعبیر فرمایا ہے۔ ”تجارۃ“ سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو وحید کلبی لے کر آیا تھا۔ جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

علاء بن عبد الرحمن نے ہاں اسناد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روز جمعہ سے زیادہ بندگی اور عبادت والے دن میں نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا (یعنی روز جمعہ عبادت و بندگی کیلئے ہر دن سے افضل و برتر

ہے)۔ زمین پر چلنے والا ہر جاندار (سوائے جن وانس) کے روز جمعہ سے ڈرتا ہے (کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہوگی) جمعہ کے دن مسجد کے ہر دروازے پر دو فرشتے آنے والے لوگوں کو ترتیب وار درج کرتے ہیں۔ اول نمبر پر ایسا شخص ہوتا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنے والا۔ دوسرے نمبر پر گائے کی قربانی کرنے والا اور تیسرے نمبر پر ایسا شخص جس نے بکری کی قربانی کی ہو۔ پھر ایسا جیسے کسی نے مرغی اللہ کی راہ میں دی ہو۔ پھر ایسا جیسے کسی نے انڈا پیش کیا ہو۔ جب امام خطبہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو دو کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر دن جس میں آفتاب طلوع اور غروب ہو جمعہ کا ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے زمین پر اتارے گئے۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس گھڑی میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا کرے گا۔ (ابو حاتم رحمہ اللہ صحیح بخاری میں 434-432)۔

نماز جمعہ کی ابتداء:

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھے کہ جمعہ کی اجازت ہو گئی تھی مگر وہاں نماز جمعہ ادا نہ کی جاسکی۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلا جمعہ بنو سالم بن عوف کی بستی میں پڑھا۔ ایک اور روایت کے مطابق مسجد نبوی شریف کے بعد دوسری مسجد جس میں سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے علاقے میں جو انی نامی شہر میں مسجد عبدالقیس تھی۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر آج اس جگہ، اس دن، اس ماہ اور اس سال نماز جمعہ فرض کر دی ہے جو یوم قیامت تک فرض رہے گی۔ لہذا جس کسی نے اس نماز کو سہل انگاری سے چھوڑ دیا یا اس کا انکار کیا تو خدا تعالیٰ اس کی حالت کو بھی متفق نہیں کرے گا اور نہ اس کے کام میں برکت دے گا۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بلا عذر تین بار نماز جمعہ ترک کی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو آلودہ کر دے گا“۔ (مختار منہج السنن، ص 49، باب 1، ج 1، ص 249)۔

نماز جمعہ میں فرض رکعت کی تعداد دو ہے جو آنحضرت ﷺ سے امت نے قوال و عملاً متواتر نقل کی ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز سطر اور نماز فجر دو دو رکعات ہیں۔ نماز جمعہ میں دو رکعت ہیں جس میں قصر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یونہی ارشاد ہوا ہے۔ (اصح احادیث، ج 3، ص 448)۔

وعظ کیلئے دن مقرر کرتا:

وعظ کے لیے دن مقرر کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ ایسے وقت میں وعظ فرمایا کرتے تھے جب لوگ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر اطمینان سے سن سکیں۔

ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن! میں چاہتا ہوں کہ آپ روزانہ ہمیں وعظ سے مستفید فرمایا کریں۔ فرمایا کہ ایسا کرنے سے مجھے یہ بات روکتی ہے کہ میں تمہارے اکٹھا جانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں

نے تم سے وعظ کہنے کے لیے دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہوا تھا ہمارے اکٹھا جانے کے ذریعے۔ (مختار منہج السنن، ص 49، باب 1، ج 1، ص 249)۔

ایک بار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ گھر میں آتے تو اپنا وقت تین طرح کی مصروفیتوں میں صرف کرتے۔ کچھ وقت خدا کی عبادت میں صرف ہوتا، کچھ وقت اہل عیال کیلئے تھا اور کچھ وقت اپنے آرام کیلئے۔ پھر انہی اوقات میں سے ایک حصہ عاقلاتیوں کیلئے نکالنے جس میں مسجد کی عام مجالس کے علاوہ خصوصی گفتگو کرنے والے اصحاب یا مہمان آکر سنے یا کچھ لوگ ضروریات و حاجات لے کر آتے۔ (منہج السنن، ج 1، ص 249)۔

نماز جمعہ سے قبل ایسے لوگوں کے پاس جانا جو دین کا علم رکھتے ہوں اور ان کو معرفت الہی حاصل ہو اور ان کی مجالس میں حاضر ہونا نماز (نفل) سے بڑھ کر ہے (یعنی اس کا ثواب بہت زیادہ ہے)۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حدیث میں ہے کہ علم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز (نفل) سے بہتر ہے۔ (نور المصنف، ج 1، ص 439-438)۔

ولی اللہ کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر عمل سنت کے عین مطابق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کا دن بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزارتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے بعد سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی

فرمایا ہے: "نماز کو درست اور مکمل ہونے میں صفوں کی درستی بھی داخل ہے"۔ روایت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کی درستی کیلئے ایک شخص کو مقرر کرتے تھے اور جب تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر نہ ہو جاتی کہ صفیں برابر ہو گئی ہیں اس وقت تک "اللہ اکبر" نہ کہتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے صفوں کی درستی کی حفاظت و نگہداشت کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کا نام لے کر فرمایا کرتے تھے "تم آگے بڑھو اور تم پیچھے کو ہٹو"۔ (ترمذی شریف)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرعیہ پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز کیلئے صف بندی کرواتے تھے۔ راقم الحروف (ڈاکٹر نذیر احمد شرعیہ پوری) کو بھی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کئی بار نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ شروع ہونے سے پہلے بابا جلال دین اور بابا بھاگ دین نمازیوں کی صف بندی کرواتے تھے۔

صف بندی کی ترتیب:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (یعنی نماز کیلئے جماعت کھڑے ہونے تک) ہمیں برابر کرنے کیلئے ہمارے موڑھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے "برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدا نہ کرے اس کی سزا میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں۔ فرماتے تھے: "تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب ہوں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا نمبر اس صفت میں ان کے قریب ہے کھڑے ہوں اور ان کے بعد وہ لوگ جن

کا درجہ ان کے قریب ہو"۔ (ساری احادیث سنہ 207 ہجری 2007ء سنہ 1428ھ)۔

حضرت ابومالک الاشعری سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ ﷺ نے پہلے مردوں کو صف بستہ کیا۔ اس کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔ (ابن ماجہ 2110، ترمذی 4704)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرعیہ پوری رحمۃ اللہ علیہ سنت کے مطابق پوری دائمی والے نمازیوں کو پہلی صف میں، یا جہاں تک ان کی صف بن سکتی تھی کھڑا کیا کرتے تھے اور اس کے بعد چھوٹی دائمی والے نمازیوں کو باقی ماندہ صف میں یا صفوں میں کھڑا کیا جاتا اور اس کے بعد دائمی منڈے اور اس کے بعد بچوں کو قریب سے کھڑا کیا جاتا۔ الحمد للہ آستانہ عالیہ شرعیہ شریف میں آج بھی یہ سنت طریقہ رائج ہے۔

عصا پر خطبہ دینا:

عصا ہاتھ میں پکڑ کر خطبہ دینا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضور ﷺ عصا پر قیام رکھ کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب میدان جنگ میں خطبہ دیتے تو کمان پر دیتے۔ (مسلم 4114)۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز جمعہ کا خطبہ ہاتھ میں عصا لے کر دیتے تھے۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینا:

کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے۔ پھر بیٹھے، پھر کھڑے ہو جاتے جیسے تم اب کرتے ہو۔ (بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۰۸)

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خطبہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عمر بھر یہ معمول رہا۔ (تذکرہ حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جلد اول، ص ۱۰۸)

جمعہ کے روز دو آدمیوں کے درمیان نہ گھستا:

جمعہ کے روز پچھلی صفوں کو پچھراٹک کر اگلی صفوں میں بیٹھنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے روز غسل کرے اور چٹنی ہو سکے پاکی حاصل کرے۔ پھر تیل یا خوشبو لگائے۔ پھر روانہ ہو اور دو آدمیوں کے درمیان نہ گھستے۔ پس نماز پڑھے جو اس کیلئے لکھی گئی ہے۔ پھر جب امام نکل آئے تو خاموش رہے۔ تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۰۸)

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ارشاد نبوی ﷺ پر پورا پورا عمل کرتے اور کرواتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطبہ کے دوران کسی کو دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (تذکرہ حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جلد اول، ص ۱۰۸)

خطبہ کے دوران دوڑاؤ بیٹھنا:

خطبہ کے دوران دوڑاؤ بیٹھنا فرمان نبوی ﷺ کے مطابق ہے۔ بہار شریعت میں ہے کہ خطبہ سننے کی حالت میں دوڑاؤ بیٹھنے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تمام لوگوں کو دوڑاؤ ہو کر بیٹھنے کی تلقین فرماتے اور اگر کسی کو کسی دوسری طرح بیٹھنے یا بیٹھنے کی یاد دہانی کے ذریعے دوڑاؤ بیٹھنے کی افضلیات سے آگاہ فرماتے۔

خطبہ کے دوران خاموش رہنا:

خطبہ کے دوران خاموش رہنا ارشاد نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم جمعہ کے روز اپنے ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو حرکت کی۔" (بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۰۸)

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمان رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو دوران خطبہ خاموش رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ کے دوران نماز سنت وغیرہ پڑھنے کی اجازت بھی نہ دیتے تھے بلکہ اکثر کہا کرتے تھے کہ

سنتیں و عطا شروع ہونے سے پہلے پڑھا کر یا پھر وعظ ختم ہونے کے بعد۔ آداب مفضل اور سنت نبوی ﷺ میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ہوئی۔ (ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں علامہ شریفی "ابہ فیہ سرور" ص 78)۔

امامت کرنا:

امامت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی امامت قرآنی میں یہاں تک کہ مرض الوفات میں بھی جب تک طاقت رہی نمازوں کی دستور امامت فرماتے رہے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ستر نمازوں کی امامت فرمائی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری ایام میں حضرت عائنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کر کے فرمایا: گھبرا نہ نہیں، مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، جمعہ کی نماز خود پڑھانا، باقی نمازیں اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ) اور حاجی عبدالرحمن (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتی وقتاً اور نمازیں بھی پڑھانا اور جو آئے اسے اللہ اللہ بتا دیا کرنا۔ انشاء اللہ العزیز تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی۔ (پیش کشی: علامہ شریفی، ص 285-284)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت کی پیروی کرتے ہوئے نماز جمعہ کی امامت خود فرماتے اور انہوں نے اس فضیلت کو قائم رکھا جو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتے تھے اور اس رحمت سے فیض یاب ہونے کے لیے وہ صبح ہی سے نماز جمعہ کی تیاری شروع کر

دیتے۔ (ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں علامہ شرقپوری، ابہ فیہ سرور، ص 72)۔

نماز کے بعد دعا مانگنا:

دعا مانگنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور ﷺ دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جو خدا سے نہیں مانگتا خدا اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ ﷺ کو دعا کا بڑا اشتہار رہتا۔ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کھانا طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ہاتھوں کی تسلیوں کو پھینکا کر دعا مانگنی چاہئے اور کہ ہاتھ اٹھائے کر کے۔ (پیش کشی: علامہ شرقپوری، ابہ فیہ سرور، ص 74)۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کیسے خط میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے ہی ہر نماز کے بعد کہتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اے اللہ ہے اس کا مولیٰ شریک نہیں، اس کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے سب تعزلیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روکے اسے کوئی (کے) نہیں سکتا۔ کوئی شان والا اپنی مرضی سے نفع نہیں پہنچا سکتا کیونکہ شان کا عطا کرنے والا تو ہے۔ (ذکر شریف، جلد سوم، ص 258)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دعا ایک لازمی امر ہے۔ بندے کا اللہ پاک سے دعا کرنا اپنے خالق کا شکر ادا کرنا ہے، جس نے اسے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے اور جو بندہ شکر گزار نہیں اس کو بندگی کا طریقہ اور سلیقہ بھی نہیں ہوتا۔ دعا ہر کام کے آغاز و انجام کیلئے ضروری ہے لیکن ہم اس کی

جانب ہاںکل توجہ نہیں دیتے یہاں تک کہ نماز پڑھنے کے بعد بھی دعائیں مانگتے اور مسجد سے جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انفرادی دعا اور اجتماعی دعائیں بڑا فرق ہوتا ہے۔ مسجد میں ہمیشہ اجتماعی دعائیں شرکت کرنی چاہئے، یہ بہت ضروری ہے۔ اکثر لوگ دعا کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے اس لیے وہ نماز کے فوراً بعد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایک بہت بڑے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی صورت اللہ جل جلالہ کا منہ بند ہے اور اللہ جل جلالہ سے کسی سے بڑے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ (آئینہ سنت ص 165)

نماز ظہر اور نماز جمعہ دونوں ادا کرنا:

ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا عبد اللہ بن مسامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ کے دن اہم امیروں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز جمعہ کو دیر سے پڑھتے ہیں۔ کہا ابو العالیہ نے کہ عبد اللہ بن مسامت نے میری ران کو ایک تھکی دی جس نے مجھے تکلیف دی اور کہا عبد اللہ بن مسامت نے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری ران کو بھی تھکی دے کہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نماز اپنے وقت پر (ظہر کی) پڑھ لو اور اس کے ساتھ ہی (جمعہ) پڑھ لو۔ جمعہ لٹکی ہو جائے گی۔ ابو العالیہ نے کہا اور عبد اللہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران کو بھی اپنا ہاتھ مار کر تھکی دی۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہوا کہ جمعہ اگر بشرائط خود صحیح نہ ہو تو جمعہ کو باجماعت پڑھا جائے تو وہ لٹکی ہوگا اور نماز ظہر علیحدہ پڑھی جائے تو وہ فریضہ ادا ہو جائے گی۔ تو جمعہ کے دن جمعہ کی نماز اور ظہر کی نماز دونوں ایک وقت میں پڑھنا حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہو گئیں۔ (اعیان الصلوۃ، ص 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000)

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نماز جمعہ کے متعلق اتنے مسائل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ جمعہ کو جمعہ کر کے پڑھو اور ظہر کو ظہر کر کے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت معینہ پر جمعہ کی امامت فرماتے اور بعد میں نماز ظہر پوری کی پوری پڑھتے۔ (حدیث سنن ابی یوسف، ج 1، ص 167)

حضرت میاں غلام اللہ شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شریو شریف رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سنت کی پیروی کرتے ہوئے جمعہ کے بعد نماز ظہر پوری کی پوری پڑھتے۔ مریدین و متوسلین بھی نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پوری کی پوری ادا کرتے۔

عام دعا مانگنا:

ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی کیلئے دعا کرنا، اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا، گناہوں سے بچنے کی دعا کرنا، جنت طلب کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے نیز دوسروں کیلئے دعائے خیر کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

حضور ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں عاجزی سے دعا مانگتے جس طرح کوئی مسکین کچھ طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگنی چاہئے نہ کہ ہاتھ لائے کر کے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ، زاہدہ، عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق آپ ﷺ جامع دعائیں مانگتے تھے اور آپ ﷺ دوسروں کو بھی یہی تلقین فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ جو مسلمان اپنے بھائی کیلئے اس کے پس پشت دعا مانگتا ہے تو ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو اس کی دعا پڑھتا ہے نیز یہ دعا مانگتا ہے کہ یہ

نعت دعا کر لے والے کو بھی حاصل ہو۔ آپ ﷺ شام کے ہر معمول کو دعا سے شروع فرماتے اور دعائی پر ختم فرماتے۔ (ایضاً شریعہ و شریف، ص 214)۔

حضرت میاں غلام اللہ شریقی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کثرت سے دعا مانگتے تھے اور دوسروں کو بھی ہار بار دعا مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خلوص نیت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس کا لباس پاک و صاف ہونا چاہئے اور ہاضم ہونا بھی ضروری ہے۔ دعا نہایت خشوع و خضوع سے مانگئے۔ دل میں خدا کا خوف اور دعا کی قبولیت پر پورا پورا یقین رکھ کر دعا قبولیت کا درجہ کھو بیٹھے گی۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اس لیے جب اس کا بندہ اس کے حضور روست و دعا بلند کرتا ہے تو خداوند کریم اس بات سے حیا کرتا ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرا ہے۔ قبولیت میں دیر ہو سکتی ہے لیکن یہ نہ بھٹکانا چاہئے کہ دعا رائیگاں گئی ہے۔ تاخیر میں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت آتی ہے جو خود دعا کرنے والے کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک دیہاتی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تکالیف کی لمبی داستان سنا کر دعا کیسے عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ سب ہاتھ اٹھاؤ اور اس حاجت مند کیلئے دعا کرو۔ سب نے ہاتھ اٹھائے تو حاجت مند کے اپنے ہاتھ کچھ اس انداز سے اٹھے ہوئے تھے جس سے حاجت مند کی یونٹیں آتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا توڑ کر اسے ہدایت کی کہ دعا مانگنے کے آداب محفوظ خاطر رکھے۔ ایک ضرورت مند کو اس طرح ہاتھ پھیلائے چائیں جیسے کہ وہ واقعی خلوص دل سے کچھ مانگ رہا ہے۔ یوں محسوس نہ ہو کہ دعا مانگنے کی رسم پوری کر رہا ہے۔ (ایضاً، ص 214)۔

ملاقات اور مصافحہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ (انتہا زار) اپنے ہم مجلس سے دور ہو کر بیٹھے ہوں یا کسی مصافحہ کرنے والے سے آپ ﷺ نے پہلے ہاتھ کھینچا ہو یا آنکھ وہ خود ہی ہاتھ نہ کھینچ لیتا"۔ (ایضاً شریعہ و شریف، ص 225)۔

حضرت میاں غلام اللہ شریقی رحمۃ اللہ علیہ ہمد اور ظہیر کی نماز سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق نمازیوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع کرتے۔ جو لوگ جلدی جانا چاہتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے مصافحہ کر کے ان کو جانے کی اجازت دے دیتے اور جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنا چاہتے وہ بیٹھ رہتے۔ پھر باری باری ان سے ملاقات فرماتے۔ ان کے مسائل سنت اور ان کا حل دیتے۔ جو لوگ دعائے خیر کیلئے کہتے ان کیلئے سنت کے مطابق دعائے خیر فرماتے اور ہر ایک کے ساتھ مصافحہ کر کے ان کو رخصت فرماتے۔ الحمد للہ یہ سنت طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شریقیہ و شریف میں جاری ہے۔

خصوصی مجالس:

خصوصی مجالس کرنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ مساجد میں مجالس فرمایا کرتے تھے۔

قیم صدیقی صاحب اپنی کتاب حسن انصافیت ﷺ کے صفحہ 109 پر آپ ﷺ

کی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد میں عام مجالس لگاتے تھے۔ اگر کچھ لوگ عام مجالس میں اپنی حاجات بیان نہ کر پاتے تو وہ حضور ﷺ کے گھر میں تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ سے اپنی ضروریات و حاجات بیان کرتے اور حضور ﷺ ان کی ضروریات و حاجات پوری فرماتے اور اگر انہوں نے کوئی دینی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو آپ ﷺ وہ دینی مسئلہ بھی فرماتے۔

حضرت میاں غلام اللہ شریقی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مسجد میں اور مسجد کے ماحقہ حجرے میں خصوصی مجلس کرتے جن میں ایسے اصحاب ملاقات کرتے جو مسجد کی عام مجلس میں گفتگو نہ کر پاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی گفتگو سنتے اور ان کی گفتگو کا جواب دیتے۔ ان کو دین پر چلنے کی تلقین فرماتے۔ معاشرتی و سماجی برائیوں سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ حاجت مندوں کیلئے دعائے خیر بھی فرماتے۔

نماز کی اہمیت

نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے جو کہ ایمان لانے کے ساتھ ہی نافذ ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نماز کے بارے میں ارشاد ہے کہ ”سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔“ (بہر فرہم جلد ۱ صفحہ ۶۷)۔

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اس کی عبادت اور نماز بھی سب مخلوق کی عبادتوں پر فوقیت رکھنے والی ہونی چاہئے۔ کائنات میں جمادات، حیوانات، نباتات، چرند اور پرند بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عبادت کرتے ہیں۔ جمادات بے حرکت ادب سے نماز کے پہلے رکن قیام کی حالت میں دائمی کھڑے ہیں۔ حیوانات نماز کے دوسرے رکن رکوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ چاند، سورج اور ستارے اپنی گردش کو سدا جاری رکھنے پر مامور ہیں۔ پانی دریا و سایہ و ذخیرہ ہر مخلوق کا ایک طرز عبادت ہے جو نماز میں سموریا گیا ہے۔ غرض مسلمان کی نماز کائنات کی نمازوں کا متوازن خلاصہ اور مجموعہ ہے۔ (آئینہ سعید جلد ۱ صفحہ ۶۸)

نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک نشانی ہوتی ہے اور ایمان کی نشانی نماز ہے (عبر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ عہد جو تمہارے اور منافقوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا اور اگر وہ کسی سے مل کر نماز پڑھا۔“

نماز پنجگانہ:

حضور نبی کریم ﷺ کو قیام زندگی نماز کے اہتمام کا بڑا خیال رہا۔ آپ ﷺ کے نزدیک سب سے عمدہ عمل نماز کا اول وقت پڑھنا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں ایک نماز کے سوا (اور وہ بھی سفر کے دوران میں) تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نیند آنے کی وجہ سے) کوئی نماز نقصان نہ ہوتی۔ فرض نمازیں مسجد میں یا جماعت اور انفرادی

نمازیں گھر میں تنہا پڑھنا آپ ﷺ کو پسند تھا۔ (ایضاً نمبر 171) ﷺ اور ان کے مخالفین اسلام پر چاروں جانب سے دباؤ تھا۔ (208)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ باجماعت نماز کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لیے حضور ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔ اپنے سرپرست کو بھی اس کی پابندی کی تلقین فرماتے نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز باجماعت ادا کرنے کو عظیم الاطائف قرار دیتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ نماز باجماعت ادا کرنا ہزاروں مخالف سے بہتر ہے۔ (ایضاً نمبر 172) اور جس قسم کی تہذیبی دین

(203-204)۔

نماز فجر:

نماز فجر تاخیر سے پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے مگر ماہ رمضان میں جلدی پڑھنا سنت ہے۔

حضور ﷺ فجر کی نماز اتنی روشنی میں ادا فرماتے تھے کہ پاس بیٹھنے والا دوسرے کو پہچان سکتا تھا لیکن رمضان کے مہینہ میں آپ ﷺ فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھتے تھے (ایضاً نمبر 173) اور ان کے مخالفین اسلام پر چاروں جانب سے دباؤ تھا۔ (208)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق نماز فجر تاخیر سے ادا فرماتے تھے لیکن رمضان شریف میں نماز فجر کی جماعت جلدی ادا فرماتے تھے۔

نماز ظہر:

ظہر کی نماز گرمیوں میں ذرا دیر سے اور سردیوں میں ذرا جلدی پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز کو رادیم سے یعنی سایہ کے پانچ قدموں سے سات قدموں کے درمیان اور سردیوں میں ذرا جلدی سایہ کے تین قدموں سے پانچ قدم کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ (ایضاً نمبر 174) اور ان کے مخالفین اسلام پر چاروں جانب سے دباؤ تھا۔ (208)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق ظہر کی نماز گرمیوں میں جلدی کر کے یعنی ذرا تاخیر سے اور سردیوں میں ذرا جلدی ادا فرماتے تھے۔

نماز عصر:

حضور نبی کریم ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے تھے جب کہ سورج کی روشنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سیدہ طاہرہ زاہدہ، عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں موجود ہوتی اور ایک شخص مدینہ منورہ کے انتہائی علاقے سے جو کہ سورج کے زرد ہونے سے قبل واپس پہنچ جاتا تھا۔ (ایضاً)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سنت کے مطابق عصر کی نماز ادا فرماتے تھے۔

نماز اشراق:

نماز اشراق ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جائے نماز (مصلیٰ) پر گنا موٹی کے ساتھ بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا تو حضور ﷺ دو رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ادا کر کے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے ”یہاں تک کہ نماز اشراق کا وقت ہو جاتا“ (سورج نکل آتا)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لیے اشراق کا وقت ہو جائے تو اس کی نماز کی فجر ایسی ہو جائے گی۔ جیسے کسی کا مقبول حج اور عمرہ۔ لیکن وہ بھی کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھ کر طلوع آفتاب تک اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں سنت کی پیروی میں ایسا کرتا ہوں۔ (ابن ماجہ صحیح مسلم ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) (491-490)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوہ رضی اللہ علیہ بھی سنت رسول ﷺ کے مطابق نماز اشراق ادا فرماتے تھے۔

نماز چاشت:

نماز چاشت ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کسی عمل کو ہمت ترک کرتے تھے (حالانکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو محبوب ہوتا) تو شخص اس دور سے کہ اگر لوگ اس کام کو کریں گے تو ان پر فرض کر دیا جائے گا

اور رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت پابندی سے نہیں پڑھی لیکن میں اسے پڑھتی ہوں“۔ (ابن ماجہ ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) (491-490)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوہ رضی اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز چاشت بکثرت ادا فرماتے تھے۔

نماز اوابین:

نماز اوابین ادا کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو پڑھے بعد نماز مغرب کے چھ رکعات اور بری بات نہ کرے ان کے بیچ میں برابر ہوگا اس کا ثواب بارہ برس کی عبادت کے“۔ (لفظہا نے اس نماز کو اوابین کا نام دیا ہے) (ابن ماجہ صحیح مسلم ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) (491-490)۔

قبلہ حضرت میاں غلام اللہ شری قیوہ رضی اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں نماز اوابین کے چھ نفل ادا فرماتے تھے۔

قیلولہ:

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر کیلئے لیٹ کر آرام کرنا قیلولہ کہلاتا ہے۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا چڑے کا گدا بچھایا کرتی

تھیں۔ آپ ﷺ اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سو جاتے تو میں (ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ ﷺ کا مقدس پینہ اور موعے مبارک جمع کر لیتی اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا دیا کرتی۔ حضرت ثناء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔ ان کا بیان ہے کہ وہی خوشبو ان کے کفن کو لگائی گئی۔ (بخاری شریف، ج ۱، کتاب النکاح، حدیث نمبر ۱۹۲۱)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کے اتباع میں عموماً دوپہر کو قیلولہ فرماتے تاکہ سنت نبوی ﷺ پر عمل بھی ہو جائے اور جسمانی طور پر صحت بھی حاصل رہے۔

سرڈھانپ کر نماز ادا کرنا:

رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عام معمول عمامہ پہننے کا تھا۔ گو بعض روایتیں ایسی موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے صرف ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی ہے لیکن آپ ﷺ کے عام معمول کو دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل کسی عذر کی بنا پر ہوگا۔ بلا عذر کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔ (مدونہ فقہی، ص ۵۵۸، جلد ۱، دارالافتاء اسلامیہ، دہلی)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سرڈھانپ کر نماز ادا فرماتے تھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت کے مطابق

عام حالات میں بھی سرڈھانپ کر رکھتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی سرڈھانپ کر نماز پڑھنے اور ہر وقت سر پر ٹوپی یا پگڑی پہننے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ الحمد للہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں اس سنت پر سختی سے عمل کیا جا رہا ہے۔

دروود شریف بھیجنا:

نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا نہ صرف مؤمنین کو حکم دیا گیا بلکہ خود اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی بھی سنت ہے۔

قرآن مجید فرمانِ حید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَخْلَوْنَ عَلٰى النَّبِیِّ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا اَسْلَمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور نبی کے، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور باادب ہو کر سلام بھیجو (آرہب، ص ۵۵)۔

مہد الرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک تحفہ دے دوں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا تو ہمیں معلوم ہے لیکن ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجا کریں۔ فرمایا کہ: ہاں کہا کرو۔ اسے اللہ! درود بھیج حضرت محمد مصطفیٰ پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت

دے حضرت محمد مصطفیٰ کو اور آل محمد کو جیسے تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔
بیشک تو تعریف کیا گیا ہے اور بزرگی والا ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۸۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار رحمت بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار۔

روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ”وَعَالَتُنِي بِرَبِّي هُوَ
آسمان اور زمین کے بیچ میں اور اوپر نہیں پہنچتی جب تک درود نہ بھیجے تو اپنے نبی کریم ﷺ
پر“۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۸۲)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیودی رحمۃ اللہ علیہ بھی ارشاد باری تعالیٰ اور ارشاد
نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے آقا سے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرتے
تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء سے قبل درود شریف پڑھنے کا اہتمام
فرماتے۔ نماز فجر کی جماعت کے بعد صف پر سفید چادر بچھا دی جاتی اور شمارے (کھجور کی
سمٹھیوں پر مشتمل) چادر پر پھیلائے جاتے۔ لوگ ہار گاہ رسالت مآب ﷺ میں شماروں پر
درود شریف پڑھتے۔ شمارے پڑھے جانے پر دعا ہوتی۔ اسی معمول کو عشاء کی نماز کے وقت
دہرایا جاتا اور نماز عشاء کی اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے چادر پھیلا دی
جاتی۔ درود شریف پڑھا جاتا اور جماعت سے تھوڑی دیر پہلے دعا ہوتی اور عشاء کی نماز
باجماعت ادا کی جاتی۔ (تذکرہ مدنی ص ۱۱۱ اول میں علامہ شری قیودی نے ہار گاہ رسالت مآب پر درود بھیجنے کی روایت سے ۱۵۵)۔

حضور ﷺ نے فرمایا

نماز چہرے کی دینت ہے	آسمانوں کی کٹی ہے	بدن کی راحت ہے
ہیزان کے لیے بھاری ہے	دل کی روشنی ہے	رب کی رضا ہے
قبر کی موٹس ہے	جنت کی قیمت ہے	رحمت و در کرنے والی ہے
جہنم کا پردہ ہے		

عائلی زندگی

شادی:

شادی کرنا محض معاشرتی رسم نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت
مبارکہ ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے دو
ضرور نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو جو کائنات ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۸۲)۔

سیرت نگاروں کی متفقہ رائے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حرم میں بارہ
خواتین آئیں۔

ازواجِ مطہرات کے نام حسب ذیل ہیں۔

- 1- ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- 2- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- 3- ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- 4- ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- 5- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- 6- ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

7- ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

8- ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

9- ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

10- ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

11- ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

12- ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

علامہ محمد منشاہ پابش قصوری سیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بن بلوغت کو پہنچ ہی تھیں تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی سنت نبوی ﷺ کے مطابق کر دی۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کی سنت بھی ادا فرمائی۔ (ماہنامہ

اسرارِ نبوی، 11 فروری 1399ھ)

اولاد:

بچوں کی پیدائش اور ان کی پرورش بھی حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے آنحضور ﷺ کو سات اولادیں عطا فرمائیں جن

کے نام حسب ذیل ہیں:

1- حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

3- حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

4- حضرت طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

5- حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

6- حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7- حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ کی تمام اولادیں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں ماسوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ (تاریخ الامم و الملوک، ج 1، ص 107)

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے پانچ صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے نام حسب ذیل ہیں:

1- حضرت صاحبزادہ سعیدہ احمد مرحوم و مغفور (آپ بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے)

2- شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ

3- فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(اولادِ مقدسہ، ج 1، ص 107، حضرت میاں محمد صاحب شرقپوری، دارالعلوم اسلامیہ، لاہور، 2002ء)

کا مطالعہ فرمایا۔ خطبہ جمعہ المبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید وحدیث کے اسرار و رموز اور فقہی مسائل بہترین انداز میں بیان فرماتے۔ (پیشانی شیر دہانی، مونس سہری، صفحہ ۱۰۱-۱۰۲)

اسی طرح حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی تعلیم کی ابتداء بھی قرآن پاک سے کی گئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید پڑھ لیا۔ پھر آپ نے علوم اسلامیہ کی ابتداء کی چنانچہ آپ کے والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سعدی شیرازی کی مشہور زمانہ کتب گلستاں اور بوستاں وغیرہ پڑھائیں۔ علوم اسلامیہ کے بعد آپ نے مذہبی کتب فارسی و عربی اور اردو کا مطالعہ جاری رکھا۔ آپ نے پرائمری کا امتحان 1944ء میں اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف سے پاس کیا اور میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں کے ساتھ گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف سے پاس کیا۔ پھر آپ نے طبیبہ کالج لاہور سے طب میں بھی مہارت حاصل کی۔ (پیشانی شیر دہانی، مونس سہری، صفحہ 377-378)

بچوں کے عقیدے:

عقیدہ کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ سنت ابراہیمی کے مطابق عربوں، بالخصوص قریش مکہ میں عقیدہ کا رواج تھا۔ چنانچہ جناب عبدالمطلب نے ساتویں دن اپنے لاڈلے پوتے کا عقیدہ کیا۔ اس موقع پر جانور ذبح کر کے قریش کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ کھانے کے بعد قریش نے پوچھا اے عبدالمطلب! آپ نے اپنے جس بیٹے کیلئے ضیافت کی ہے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں ان کا نام ”محمد“ رکھا ہے۔ (سیرت خیر الامم ﷺ، اردو وائل، صفحہ ۱۰۱)

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے صاحبزادگان حضرت میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے سنت کے مطابق پیدائش کے بعد ساتویں روز عقیدہ کیے۔ (پیشانی شیر دہانی، مونس سہری، صفحہ 385-386)

برائیوں کو کھانا کھلانا:

بچیوں کی شادی کے موقع پر برائیوں کو کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ اور ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب نکاح ہوا تو مجلس نکاح کے اختتام پر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اٹھنے لگے تو نجاشی نے کہا کہ بیٹھ جائیے۔ سب لوگ کھانا کھا کر جائیں گے اور یہ بھی کہا کہ نکاح کے موقع پر کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ (معارف اللہ، کتاب النکاح وطلاق، صفحہ 334)

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صاحبزادیوں کی شادی کے موقع پر رزم نکاح ادا کرتے وقت سنت نبوی ﷺ کے مطابق برائیوں کو کھانا کھلایا۔

ولیمہ:

ولیمہ کرنا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ولیمہ کرنا چاہئے اگرچہ ایک بکری ہی ذبح کی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی زوجہ مطہرہ کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

بنت جنس) کا کیا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے ایک بکری ذبح کر کے کیا تھا۔ (مذہب شریف جلد دوم کتاب النکاح صفحہ نمبر 154)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوڑی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دونوں صاحبزادگان کی شادیوں کے موقع پر سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دعوات دلیہ کیں۔

رشتہ داروں سے اچھا سلوک:

عزیزوں، رشتہ داروں کی شادی اور غمی میں شرکت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی حقیقی ماں کی طرح سمجھا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب مدینہ منورہ میں انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے نہ صرف ان کی نماز جنازہ پڑھائی بلکہ آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتار کر انہیں پہنائی۔ ان کی قبر میں کچھ دیر کے لیے لیٹے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے آج جو بات کی ہے ہم نے اس سے قبل کبھی ایسا کرتے نہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوطالب کے انتقال کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ کوئی شفیق اور مہربان نہ تھا۔ میں نے انہیں اس لیے اپنی قمیض پہنائی ہے تاکہ وہ جنت کے دیور پہنیں اور میں ان کی قبر میں کچھ دیر کیلئے اس لیے لیٹا ہوں تاکہ ان پر آسانی ہو۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوش میں پالا۔ جوان ہونے پر اپنی سب سے زیادہ لاڈلی اور چھٹی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیاہ دیا۔ ان کی اولاد کو انتا پیار اور اتنی شفقت دی کہ اولاد سے محبت و شفقت کی ایک نئی تاریخ رقم

ہوئی۔ اس طرح ان کی ہمشیرہ حضرت ام بانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ حقیقی بہنوں جیسا سلوک فرماتے تھے عموماً دو پہر کو ان کے گھر یا ان کی والدہ کے گھر میں آپ ﷺ استراحت (قیلولہ) فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت جعفر بن ابی طالب آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انھیں کران کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو چوما غرضیکہ آپ ﷺ تمام رشتہ داروں سے بہت محبت و شفقت سے پیش آتے جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ (سنت نبوی ﷺ جلد دوم صفحہ نمبر 154)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیوڑی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے تھے۔ بیماروں کی مزاج پرسی کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ چنانچہ ان میں شرکت فرماتے، مرحومین کو ایصال ثواب فرماتے۔ ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی فرماتے۔ ان کی دلجوئی فرماتے، عزیز و اقارب سے ملتے اور ان کی خوشی و غمی میں شرکت فرماتے۔ (ذکرہ حضرت مولانا میاں غلام اللہ شری قیوڑی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر 37)۔

مسجد اور اس کے آداب

مسجد بنانا:

مسجد بنانا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جب نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ منورہ کے قریب قباء کے مقام پر کچھ دنوں کے لیے قیام فرمایا اور وہاں سب سے پہلی مسجد قباء تعمیر کی جس کا قبلہ بھی آنحضرت ﷺ نے متعین فرمایا۔

پھر مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ خالی میدان کو جو وہ جہیم بچوں کی ملکیت تھا قیثنا حاصل کیا۔ وہاں مسجد نبوی اور اپنے کنبے کے لیے چند حجروں کی تعمیر انجام دی۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۱) اور انکو مختلف اصطلاحوں سے یاد کیا گیا ہے (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۲)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے حضرت شیر رہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مساجد تعمیر فرمائی تھیں ان میں سے کچھ مساجد کو پختہ کروایا اور انہیں آباد کرنے کی بھی کامیاب کوشش فرمائی نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی بہت سی مساجد تعمیر فرمائیں اور جدوجہد کر کے انہیں آباد کروایا۔ (میریٹس ج ۱ ص ۲۵۵)۔

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ:

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھنا اور باہر نکلتے وقت پہلے بائیں پاؤں باہر رکھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہر آفاق تصنیف غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں۔ مقدس مقامات، مسجدوں میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا چاہئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھتے اور نکلتے وقت پہلے بائیں پاؤں باہر رکھتے۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۵) (ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۵)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے آداب سے پوری طرح آگاہ تھے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھتے اور دایاں پاؤں ہی پہنچے جوتے سے باہر نکالتے اور اپنے مریدین و متعلمین کو بھی اس سنت پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ مسجد میں داخل ہونے کا یہ سنت طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں روپوش نظر آتا ہے۔

مسجد سے باہر آنے کا طریقہ:

مسجد سے باہر آنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بائیں پاؤں باہر رکھا جائے اور پھر دایاں پاؤں مسجد سے باہر رکھا جائے لیکن جوتے میں پہلے دایاں پاؤں ہی ڈالنا چاہئے۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے نکلتے وقت بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے بائیں پاؤں باہر نکالتے اور بائیں جوتے کے اوپر رکھتے۔ پھر دایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالتے اور جوتے میں ڈال لیتے۔ پھر بائیں پاؤں جوتے میں ڈال لیتے۔ اپنے ملنے والوں کو بھی مسجد کے آداب ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین فرماتے اور یہ سنت طریقہ آج بھی آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں جاری و ساری ہے۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۵) (ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۵)۔

مسجد کی صفائی:

مسجد کی صفائی کرنا یا کروانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت

مسجد میں ہمارا دیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ لہذا مجھے اس مرد یا عورت کی قبر بتاؤ۔ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز پڑھی۔ (ابن ماجہ ۱۷۸۱، ترمذی ۱۷۸۱، ابن ماجہ ۱۷۸۱)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی منظم طبیعت تھی۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تندرستی سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا۔ حاجی عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا مستقل قیام مسجد مبارک میں تھا۔ ان کے لیے ایک حجرہ مخصوص تھا۔ مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کا انتظام ان کے سپرد تھا۔ جب حاجی عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا عارضہ لاحق ہوا تو حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی کی دیکھ بھال کی اور مسجد کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر حاجی عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی دیکھ بھال کیلئے ایک آدمی بھی مقرر کر دیا۔ (امام احمد ۱۷۸۱، ترمذی ۱۷۸۱، ابن ماجہ ۱۷۸۱)۔

مسجد میں آواز بلند کرنے سے اجتناب کرنا:

مسجد میں بلند آواز سے بولنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ صاحب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے ٹکری ماری۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں دونوں کو لے آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو یا کہاں رہتے ہو؟ دونوں عرض گزار ہوئے اہل طائف سے۔ فرمایا

کہا اگر تم اس شہر میں رہنے والے نہ ہوتے میں تم دونوں کو سزا دیتا کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (ابن ماجہ ۱۷۸۱، ترمذی ۱۷۸۱، ابن ماجہ ۱۷۸۱)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ باعمل عالم دین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اچھے بیٹھے کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے ہر وقت سنت نبوی ﷺ کو اپناتے اور مریدین کو بھی ایسا کرنے کی تلقین فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ خود مسجد میں اونچی آواز سے بات کرتے اور نہ کسی دوسرے کو مسجد میں اونچی آواز سے بات کرنے کی اجازت دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مسجد میں اونچا بولنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔

الحمد للہ! آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں آج بھی مسجد میں خاموش رہنے کی سنت پرمشور رہا ہے۔ لوگ بولے منوج ہو کر خاموشی کے ساتھ خطبہ جمعہ سنتے ہیں۔ روحانی محافل میں خاموشی کے ساتھ غنی ذکر کیا جاتا ہے جو کہ نقشبندی سلسلے کا طرہ ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

نمازی کے سامنے سے گزرنا ارشاد نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ اس کا بد اخلاقی گناہ ہے۔ بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد نے انیس حضرت ابوجہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ پوچھنے کیلئے بھیجا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت ابوجہیم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو وہ آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس سال کھڑے رہنے کو بہتر شمار کرے۔ (ابو النضر نے کہا مجھے نہیں

معلوم کہ انہوں نے (بسر) نے چالیس دن کہا یا مینے یا سال۔ (صحیح مسلم، شریف، ج ۱، ص ۱۰۰)

(اصول و احکام ص ۴۸۳)۔

حضرت میاں غلام اللہ شریقی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نمازی کے آگے سے نکلیں گزرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خود اس حدیث مبارکہ پر عمل فرماتے تھے بلکہ اپنے ملنے والوں کو بھی اس پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

بیت الخلاء کا استعمال:

بیت الخلاء میں جانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بائیں پاؤں داخل کرنا اور پھر دایاں پاؤں۔ رفع حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلنے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور پھر بائیں پاؤں۔ (مجموعہ بیروت ص ۱۱۵)۔

چنانچہ حضرت میاں غلام اللہ شریقی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے بیت الخلاء میں رفع حاجت کیلئے جاتے ہوئے پہلے بائیں پاؤں بیت الخلاء میں داخل کرتے اور پھر دایاں پاؤں داخل کرتے۔ رفع حاجت سے فارغ ہونے کے بعد بیت الخلاء سے باہر پہلے دایاں پاؤں رکھتے اور پھر بائیں پاؤں۔ اپنے متوسلین کو بھی حتی الوسع اس سنت پر عمل کا ارشاد فرماتے تھے۔

ارشادات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

- 1- طبع کرنا مفلسی، بے غرض ہونا امیری اور بدلہ نہ چاہنا مہر ہے۔
- 2- نیکی کے بدلے نیکی حق اور نیکی ہے اور بدی کے بدلے نیکی احسان ہے۔
- 3- کم بولنا عفت ہے، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت ہے۔
- 4- بڑھاپے سے پہلے جوانی اور موت سے پہلے بڑھاپے کو نصیب نہ ہونا۔
- 5- نکالوں کو مصافح کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔

نماز تراویح:

حضرت غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ آدھی رات کے وقت باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ کتنے ہی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کے وقت لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو دوسرے روز اور زیادہ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے چرچا کیا۔ پس مسجد میں حاضرین کی تعداد تیسری رات اور بھی بڑھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ سب یہی رات آئی تو نمازی اسنے تھے جو مسجد میں حاضر رہے تھے لیکن آپ ﷺ جان بوجھ کر تشریف نہ لائے۔ آپ ﷺ صبح کی نماز کیلئے تشریف لائے یہاں تک کہ جب نماز فجر پڑھ چکے تو لوگوں کی حاضری متوجہ ہوئے اور فرمایا، رات کو تمہاری موجودگی بھلا پاشیدہ نہیں تھی لیکن میں جان بوجھ کر نہ آیا کہ مہادایہ نماز تم پر فرض ہو جائے اور تمہارے عاجز آجانے سے ڈرا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا جب عمار شہید ہوئے۔ (اصول و احکام ص ۱۸۷)۔

وضاحت: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورے سے یہ نماز شروع کروائی۔ اس نماز کا نام نماز تراویح رکھا۔ اسے مسجد میں پڑھنا، نماز تراویح یا جماعت ادا کرنا، اس کی بیس رکعتیں پڑھنا، یہ تمام باتیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے قرار پائی تھیں۔

حضرت میاں غلام اللہ شریقی رحمۃ اللہ علیہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے بیس رکعت نماز تراویح یا جماعت ادا فرماتے تھے۔

زیارت قبور:

قبور کی زیارت کرنا نبی ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

اگر حضور نبی کریم ﷺ کے ملنے جلنے والی فوت ہو جاتا تو اس کے جنازے میں شریک ہوتے اور اگر ایسا ممکن ہوتا تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرتے۔ آپ ﷺ نے اپنے دوستوں کی وفات یا ان کی شہادت کے بعد بھی ہمیشہ یاد رکھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ہے بکا ہے قبرستان جاتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ ایک غریب عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہو گئی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے آرام کے پیش نظر آپ ﷺ کو اطلاع دیے بغیر اسے دفن کر دیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو خفا ہوئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا فرمائی۔ (سیرۃ النبی ﷺ، صفحہ 267-266)۔

جنت البقیع مدینہ پاک کا مشہور قبرستان ہے جہاں ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت مدفون ہیں۔ حضرت محمد ﷺ ہر جمعہ کو صبح کی نماز کے بعد وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ یہاں سے ستر ہزار آدمی اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (الوارثین، ص 181)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ شریعت اسلامی سے پوری طرح

آگاہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مزارات پر حاضری دینا یا قبور کی زیارت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزارات پر حاضری عین سنت کے مطابق دیتے۔ آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے تشریف لے جاتے اور ایک طرف بیٹھ کر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد چپکے سے واپس تشریف لے آتے۔ (ذکر حضرت مولانا مولانا غلام اللہ شرقپوری، ص 19)۔

سجدہ تعظیمی حرام ہے:

ایک مرتبہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے تعظیمی سجدے کی اجازت مانگی جو شام و عراق کے سرداروں میں رائج تھا۔ تو آپ ﷺ نے سختی سے فرمایا کہ اگر سجدہ مباح ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (سیرۃ النبی ﷺ، ص 181)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر حالت میں اتباع سنت ﷺ کے قائل تھے اور اپنے معتقدین کو سنت پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے۔ ہر وہ فعل جس میں بدعت کا پہلو نکلتا ہے اس سے نفرت کرتے تھے یہاں تک کہ قبروں کو سجدے کرنا خواہ وہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہوں، آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے بدعت سمجھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی مزار پر جاتے تو جب دلخواہ سکون سے مراقبے میں بیٹھ جاتے۔ اہل قبور کے لیے فاتحہ خوانی کرتے اور واپس آ جاتے۔ اعلیٰ حضرت شیر بانہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ قبروں کو ہاتھ مت لگاؤ بلکہ اہل قبور کے ساتھ اپنا دل لگاؤ۔ (سیرۃ حضرت مولانا غلام اللہ شرقپوری، ص 181)۔

بسم اللہ شریف کثرت سے پڑھنا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی علیہ السلام پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے نہیں اتری۔ وہ آیت بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے، ہوائیں ساکن ہو گئیں، سمندر ٹھہر گیا، جانوروں نے کان دکھائے، شیاطین پر آسمان سے شعلے گرنے اور پروردگار عالم نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے اس میں ضرور برکت ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی پانچم کے انیس وارو غوں سے پچھا چاہے وہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کثرت پڑھے۔ کیونکہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کے بھی انیس حروف ہیں۔ ہر حرف پر فرشتے سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا، اسے ابن علیہ نے بیان کیا ہے۔ اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ میں نے تمہیں سے اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے۔ یہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے زَنَّا وَلَكَ الْعَمَلُ حَمْدًا تَحِيَّزًا عَلَيْنَا مُبَارَكًا وَهُوَ پڑھا تھا۔ اس میں بھی تیس سے اوپر حروف ہیں۔ اتنے ہی فرشتے اترے۔ اسی طرح بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ میں انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے، ان کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس

ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ کہو۔ اس سے شیطان پھوٹا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا ہے۔ ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ کبھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ یہ بسم اللہ کی برکت ہے۔ اسی لیے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کام کو بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے شروع نہ کیا جائے، اس میں برکت نہیں ہوتی۔ (ترمذی ابن ماجہ سنن ابی داؤد ترمذی ۱۲۱)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ہر کام اور ہر بات کی ابتداء خود بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کیا کرتے تھے۔ متوسلین کو بھی بسم اللہ کثرت سے پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا ”بسم اللہ کثرت سے پڑھا کرو یہ خیالات کو پاکیزہ رکھتی ہے۔“ (ذکر معرہ ولی دہلی میں علامہ شرقیہ رحمۃ اللہ علیہ، قیسرا انگریز اور مولیٰ ص ۱۹۳)۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی کا ذکر کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اعراب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں۔ انہیں جو کوئی بھی یاد کرے اور پڑھے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور وہ وتر (ملاق) ہے۔ وہ وتر کو پسند فرماتا ہے۔ (بخاری ترمذی مسند احمد سنن ابی داؤد ترمذی ۱۳۳۲)۔

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی کا ذکر کیا کرتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی اسمائے حسنی کا ذکر کرنے کی تلقین فرماتے۔ (ذکر معرہ ولی دہلی میں علامہ شرقیہ رحمۃ اللہ علیہ، قیسرا انگریز اور مولیٰ ص ۱۹۱)۔

درس قرآن پاک:

درس قرآن دینا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔“ میں عرض گزار ہوا کہ حضور! میں پڑھوں جبکہ قرآن مجید تو آپ ﷺ پر نازل فرمایا گیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ بیشک مجھے یہ پسند ہے کہ دوسرے کی زبان سے اسے سنوں۔ (بخاری، ج ۱، ص ۱۹۳)

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید دیا کرتے تھے۔ اہل علم حضرات کو بھی درس قرآن پاک دینے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ رنگ آلودلوں کو روشنی مل سکے اور لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید فرماں حید کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔ (ذاتِ حضرت ولی و ولی ماں غلام اللہ شرقپوری، ج ۱، ص ۱۹۸)

علمی اور دینی تقریبات:

حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو دن رات خفیہ اور ظاہرہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے۔ آپ ﷺ لوگوں کی مجلسوں، ان کے جلسوں، ان کی محفلوں اور حج کے موسموں میں ان کے پاس جاتے۔ آپ ﷺ کو جو بھی ملتا وہ آزاد ہوتا یا غلام، کمزور ہوتا یا طاقتور، مال دار ہوتا یا فقیر آپ ﷺ ان کو دعوت اسلام دیتے۔ اس بارے میں تمام مخلوق آپ ﷺ کے نزدیک یکساں تھی۔ (سیرت محمدیہ، ج ۱، ص ۱۹۸)

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے دن رات لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلاتے رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے خالی نہ جانے دیتے۔ ہر وقت لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے پر تگہ رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علمی اور دینی تقریبات منعقد کرواتے جن میں جید علمائے کرام بصیرت افروز تقاریر سے بزرگوں اور سلف صالحین کے حالات و واقعات، دین مشین پر ان کی استقامت، ان کے عقائد حقہ اور ان کے عظیم کردار پر روشنی ڈالتے جو کہ اتباع سنت کے متعلق ہوتا۔ (تذکرہ اولیاء اللہ، ج ۱، ص ۱۹۸)

تعلیم گاہ کا قیام:

تعلیم گاہیں اور مدرسے قائم کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں درس کے لیے صرف ایک جامع کتاب رکھی گئی یعنی قرآن مجید جس میں سارے ہی علوم کی بنیادی چیزیں ہیں۔ عقائد و عبادات بھی، قانون بھی، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بھی، تاریخ عالم بھی، اخلاق اور طریقہ معاشرت بھی۔

ہجرت سے قبل ہی مکہ معظمہ میں قرآن کریم لکھ کر محفوظ کیا جانا شروع کر دیا گیا تھا۔ مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی اس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کا پڑھنا سمجھنا کسی کتبے اور کسی ایک ذات کے لوگوں سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ ہی سے ایک عالم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیجا گیا۔ ان کی کوششوں سے سال ڈیڑھ سال میں کوئی سو کے قریب خاندان مسلمان ہو گئے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف بنی تو اس میں صف کے نام سے ایک اقامتی تعلیم گاہ بھی قائم کی

گئی۔ اس میں لکھنے پڑھنے جیسی سادہ تعلیم سے لے کر دین، قانون، سلوک اور اخلاق کی اعلیٰ تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ عہد نبوی ﷺ میں مدینہ منورہ ہی میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ نو مسجدیں تھیں اور ہر ایک میں مدرسہ بھی تھا۔ اہل عقد و ہیں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ابن حزم کے مطابق صحابیات میں سے ہیں کے قریب صاحب فتویٰ فقیہ تھیں۔ باہر سے مسلمان مدینہ منورہ آتے اور تعلیم و تربیت حاصل کر کے اپنے علاقوں کو واپس جا کر وہاں معلم بنتے۔ (سیرت

النبی ﷺ، علامہ ابن کثیر، دار الفکر، بیروت، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۳)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود دی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دینی تعلیم کی اشاعت اور اسلامی علوم و فنون کی تدریس کیلئے مدارس تعمیر کروائے۔ خاص شری قیود شریف میں "جامعہ حضرت میاں صاحب" کا قیام عمل میں لایا گیا جہاں سے سینکڑوں حضرات، علماء اور فاضل محققین علوم و فنون سے آراستہ ہو کر پاکستان اور بیرون پاکستان عظیم دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مفید علوم پر کتب فراہم کر کے لائبریری قائم فرمائی تاکہ طلباء، محققین اور علماء و مشائخ کے علاوہ عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ (سیرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۳)۔

عورتوں کی بیعت:

عورتوں کے ہاتھوں کو چھوئے بغیر ان کو بیعت کرنا سنت طریقت ہے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ نبی کریم ﷺ عورتوں سے یہ فرما کر بیعت لیا کرتے کہ تم اللہ کا کسی کو شریک نہ

ٹھہرانا (سورہ المائدہ، آیت ۱۲) وہ فرماتی ہیں کہ اپنی لونڈیوں کے سوا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کو نہیں چھوا۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۳)۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قیود دی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عورتوں کو بیعت کرتے وقت ان کے ہاتھوں کو نہیں چھوتے تھے بلکہ ان کے ہاتھ میں کپڑا پکڑا کر پردے کے اندر سے بیعت فرماتے تھے۔ پردے ہی میں ان کو اللہ تعالیٰ بتاتے تھے۔ عورتوں کیلئے پردے کا الگ انتظام تھا۔ (سیرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۳)۔

اسلام رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا:

دین اور دینی مسائل کے بارے میں نہایت اہتمام کے باوجود حضور ﷺ کو رہبانیت (ترک دنیا) کا طریقہ قطعی نہ پسند تھا۔ اگر کسی شخص نے اپنے طبعی میلان کی وجہ سے آپ ﷺ سے رہبانیت کی اجازت مانگی بھی تو آپ ﷺ نے سختی سے اسے منع فرمایا۔ خود آپ ﷺ کا جو طرز عمل تھا اسے آپ ﷺ نے یوں فرمایا: "میں اللہ سے تم سب کی نسبت زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور اسی طرح عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "یہی میرا طریقہ (سنت) ہے جس نے میرے طریقے کو چھوڑا وہ میری امت میں سے نہیں"۔ (سیرت نبوی ﷺ، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۳)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے ہمیشہ روزے سے رہنے کی اجازت مانگی تو فرمایا: "زیادہ سے زیادہ تم داؤدی یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھ سکتے

ہو" فرمایا "تیرے بدن کا بھی حق ہے، تیرے گھر والوں کا بھی حق ہے۔" ایک اور موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عدم استطاعت نکاح کی وجہ سے اپنے آپ کو جسمانی طور پر ازدواجی زندگی کے قابل بنانے (خصی کر لینے) کا ارادہ ظاہر کیا تو سختی سے منع فرما دیا۔ ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کے تمام بندھنوں سے الگ ہو کر ایک غار میں مختلف ہو کر عبادت الہی کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں یہودیت یا عیسائیت کی طرح رہبانیت (ترک دنیا) کی تعلیم نہیں لایا بلکہ مجھے تو آسان اور سہل دین، دین اسلام ملا ہے۔" (رواہ دارقطنی، صحیح مسلم، جامعہ

باب (۱۸) جلد ۱۰۔

حضرت میاں غلام اللہ شری قہری رحمۃ اللہ علیہ بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے رہبانیت (ترک دنیا) کی مخالفت کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بجا طور پر اسلام کے دین فطرت ہونے کی حقانیت پر کامل یقین رکھتے تھے اس لیے انہوں نے حضور ﷺ کی سرگرم اور بھرپور زندگی کو ٹھٹھا رکھتے ہوئے ہمیشہ لوگوں کو اس امر کی تبلیغ و تلقین فرمائی کہ معاشرے سے اپنا تعلق منقطع نہیں کرنا چاہئے۔ عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آنا چاہئے۔ احباب کے ساتھ خوشگوار و رابطہ ہوں، مسجد کے ساتھ عبادت الہی کے حوالے سے تعلق بحال رہنا چاہئے اور دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو باخدا رہنا چاہئے۔ انسان حرص دنیا سے بچے غرق دنیا نہ ہو اور ترک دنیا اختیار نہ کرے بلکہ دنیا میں عہد کا تعلق اپنے معبود سے قائم اور مستحکم رہنا چاہئے۔ (محدثہ حضرت علیؑ، ولی غلام شری قہریؒ، دارالعلوم شری قہریؒ)۔

انگریزی تہذیب سے نفرت:

کرنا تہذیب اور ٹوپی پر عام پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

دوسری قوموں خصوصاً مذہبی طبقوں کے مخصوص فیصلوں کی تقلید اور ثقافتی کو حضور ﷺ نے ممنوع ٹھہرایا ہے تاکہ امت میں اپنی خودی اور عزت نفس پر قرار ہے۔ نیز فیشن اور لباس کی تقلید نظریات و کردار کی تقلید پیدا کرنے کا سبب نہ بن سکے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسلامی تمدن کے تحت فیشن، آداب اور ثقافت کا ایک نیا ذوق پیدا کروایا۔ (محدثہ حضرت علیؑ، دارالعلوم شری قہریؒ)۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شری قہری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے انگریزی تہذیب سے نفرت کی۔ مسلمان عوام مغربی اور انگریزی تہذیب کی چمک دک سے متاثر ہو کر اسی رنگ میں رنگے جا رہے تھے۔ ان کے لباس، ان کے طرز معاشرت اور ان کے آداب کی نقل کرنے لگے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزی تہذیب و تمدن سے سخت نفرت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزی لباس سے سخت نفرت تھی۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملے جلے والوں کو انگریزی وضع قطع سے منع فرماتے تھے۔ (محدثہ حضرت علیؑ، دارالعلوم شری قہریؒ، ولی غلام شری قہریؒ)۔

رسوم بد اور بدعات سے نفرت:

غلط رسوم اور بدعات میں شرکت کرنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بچپن ہی سے اپنی قوم کے کسی مشرک نہ تفریب میں کبھی شامل نہ ہوئے۔ آپ ﷺ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا شجرہ طیبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شجرہ منظومہ

اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شری قیو د

حضرت میاں غلام اللہ شری قیو رحیم اللہ

(از علامہ حکیم سید علی احمد نیر واسطی رحمۃ اللہ علیہ)

ہزار ہار شوق دہن زمیںک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال ہے اولیٰ ست

بخش دے یارب تجھے اپنی سخا کا واسطہ

رحم فرما شافع روز جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبر کیلئے

فقر دے سلمان محبوب پیہر کے لیے

حضرت قاسم کا صدق میری بگڑی کو دنا

حضرت جعفر کا صدق دے مرے دل کو ضیاء

دکھ مجھے باغافیت بہر جناب ہانڈی

بو الحسن کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بو علی کا واسطہ کر دے مری مشکل کو حل

دے مجھے علم طریقت اور توفیق عمل

اب واسطہ لیے غم سے دیر میں آزاد کر

عبد خاق کے لیے عقی میں مجھ کو شاد کر

حضرت عارف کے صدقے میں مجھے عرفان دے

حضرت محمود کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خولج علی کا فقر درویشان دے

واسطہ بابا سہاسی کا دل دیوانہ دے

اے خدا! بہر جناب شیر حق میر کمال

حرص دنیا کو مرے تھکانہ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہا الدین کا

کر مجھے صحت عطا صدقہ علا الدین کا

دے مرے دل کو سکون یعقوب چرخی کے لیل

حضرت ابراہیم کے صدقہ میں وجود دے دل کا سہل

حضرت زاہد کے صدقے میں مجھے زاہد بنا

حضرت درویش کے صدقہ میں دے فقر و غنا

خولہ ملکھی کا صدقہ داغ عسایاں کو مٹا

حضرت باقی کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

شیخ احمد کے لیے غیروں کی منت سے بچا

صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

سکھول دے دل کی کھلی بہر سعید ناہدار

تاکہ میرے نگہن امید میں آئے بہار

حضرت معصوم کا صدقہ دکھا کوئے رسول

بس رہی ہے جس میں ایک بوئے گیوئے رسول

واسطہ عہد الاعد کا مالک ارض و سما

کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خدا! بہر جناب خولہ خفی پارسا

وقت آخر زراغ کی تکلیف سے مجھ کو بچا

بخش دے شیخ محمد کے لیے میری خطا

واسطہ خولہ ذکی کا اپنی الفت کر عطا

واسطہ خولہ زمان کا دے مجھے ذوق فنا

بہر احمد قبر میں ہو نور احمد کی ضیاء

اے خدا! جناب خولہ سادی ثناء حسین

دے مرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

میں رہے ہوئے دے ادھار ملک میرا قیام

ہاتھ میں ہو میرے دامان نبی بہر امام

بہر حضرت میر سادق صاحب صدق و صدا

سرخ و رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خولہ امیر الدین کا

دے مجھے علم و حیا، برزق و شفا، صبر و غنا

واسطہ دینا ہوں یارب میں تجھے اس نام کا

جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

عشق میں جس کے دل حسرت زدہ و یوں ہے

شرقیہ شریف جس کے ہاٹ نور کا کاشانہ ہے

اسے خدا کیا نام پیرا ہے ترے محبوب کا

حضرت شیر محمد صاحب جود و سخا

قطب دوداں شیخ عالم ہادی راہ صفا

نائب شمس الضحیٰ ابد الدین، صدر اعلیٰ

اسے خدا اصدق میاں صاحب کے نام پاک کا

مشرقیں ہم عاصیوں کو گل رحمت میں چھپا

واسطہ یارب تجھے حضرت غلام اللہ کا

تابع احکام کر مجھ کو کلام اللہ کا

حضرت ثانی کا صدق اے مرے رب قدیر

کرمے سینے کو انوار نبی سے مستحضر

بہر حضرت ثانی لا ثانی جناب قہر کا

ہم سید کاروں کو اپنی رحمتوں میں دے پناہ

ثانی انہیں کے صدقے میں اے رب جمیل

دو جہاں کی زندگی ہو زیر دامن جمیل

اسے خدا اصدقے میں ان پاک ناموں کے دل کو شاد کر

کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

مکتبہ نور اسلام شرقیہ شریف کی مطبوعات

صوفی محمد ابراہیم قصوری

1- خزینہ معرفت

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی

2- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین

مرتبہ حسین علمی اشپق بن سعید استانبولی

3- المکتوبات من المکتوبات (عربی)

مرتبہ حسین علمی اشپق بن سعید استانبولی

4- مرہند شریف (تفہیم از کتابچہ)

حضرت ملا معین واعظ کاشفی بروہی

5- تتمہ معارج الملوۃ (فارسی)

سر دار علی احمد خان

6- دی نقشہ بند (بزبان انگریزی)

سر دار علی احمد خان

7- پانچویں (بزبان انگریزی)

قطب عالم حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

8- مراۃ المکتبین

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

9- نعتیہ قصیدہ

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

10- تائید اہل سنت (رسالہ دور)

(رد و انفس کا اردو ترجمہ مع اصل متن)

میاں طہیل احمد شرقیہ شریفی

11- مختصر حالات حضرت شیر ربانی د

حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام

اللہ شرقیہ شریفی رحمۃ اللہ علیہ

12- تذکرہ حضرت ثانیؒ لانیؒ میاں غلام پروفیسر منور حسین

اللہ شری قیود

13- تذکرہ حضرت ثانیؒ لانیؒ میاں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

غلام اللہ شری قیود

14- ماہنامہ نور اسلام کا جانیؒ لانیؒ نمبر مرحوم حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

15- فضائل حضرت عائشہ صدیقہ مولانا منصب علی شری قیود

16- بارغ و بہار شرق پر شریف از قدرا ثانیؒ ایم اے (صدر حق)

(مفت و حسین مظلوم) ایوارڈ یافتہ

17- نظام مصطفیٰ ﷺ اور ہماری زندگی غلام سرور نقشبندی

18- ماہنامہ نور اسلام شری قیود شریف حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

کا شیر رہائی نمبر

19- ماہنامہ نور اسلام کا امام اعظم نمبر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

20- ماہنامہ نور اسلام کا اولیائے نقشبندی نمبر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

21- ماہنامہ نور اسلام کا مجدد الف ثانیؒ نمبر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

22- فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

23- مختصر حالات امام رہائی مجدد الف ثانیؒ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

24- ارشادات مجدد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

25- مسک مجدد (اردو، پشتو) حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

26- مقالات یوم مجدد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

27- الجذبۃ الشوقیۃ الی الخضرۃ المجددیۃ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

28- مدنی تاجدار کا تختہ نماز حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

29- مناسک حج حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

30- صدائے حق حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

31- تجویز جرم حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

32- آسمان (اردو عربی گرامر) حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

33- لوح قبریہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

34- شجرہ شریف حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شری قیود

35- انوار شیر رہائی ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

36- درس عمل سرِ پابست زندگی ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

حیات شیر رہائی

37- حضرت شیر رہائی کا پیغام عصر ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

حاضر کے نام

38- حیات شیربانی عنت نبی ﷺ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

کا بہترین مرتب

39- حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد ماسٹر احمد علی شرقپوری

شرقپوری، اخبارات اور مسائل و مسائل

کی روشنی میں

40- چشمہ فیض شیربانی محمد حسین قصوری نقشبندی

41- پیار سے نبی ﷺ کی پیاری زندگی ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

42- ارشادات اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد محمد معروف احمد شرقپوری

شرقپوری نقشبندی مجددی

43- آفتاب سرہند قاضی السور احمد اختر

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے ایمان والو!

تم بھی ان پر درود اور ہاں دے ہو کہ سلام بھیجو (آج 55)

اعلیٰ حضرت شیربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

پر لکھی جانے والی کچھ کتب

اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں چند

ایک کے نام ذیل ہیں:

1- خرید معرفت صوفی محمد ابراہیم قصوری

2- حیات جاوید ملک حسن علی جامی

3- ذکر محبوب ملک حسن علی جامی

4- اولیائے نقشبندیہ شیربانی محمد امین شرقپوری

5- انقلاب الحقیقت (دو حصے) حضرت صاحبزادہ محمد عمریر بلوی

6- ماہنامہ نور اسلام کا شیربانی نمبر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

7- خطبات شیربانی میاں محمد سعید شاہ

8- کرامات شیربانی مولانا محمد شریف نقشبندی

9- مختصر حالات شیربانی میاں جلیل احمد شرقپوری

10- آفتاب ولایت احمد علی قاسم شرقپوری

11- حدیث دلبریں حاجی فضل احمد موگہ شرقپوری

12- یو جی گنپے (وگنور) (پشتو)

گل محمد گلوزئی

13- شیخ انوار

میاں حبیب احمد شری قیود

14- تذکرہ شیر رہانی

انجمن شیر رہانی، جڑانوالہ

15- مسلک شیر رہانی

انجمن شیر رہانی، جڑانوالہ

16- حضرت شیر رہانی کا پیغام

ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

عصر حاضر کے نام

17- انوار شیر رہانی

ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

18- حیات شیر رہانی سنت نبوی ﷺ

ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

کا بہترین مرقع

19- درس عمل ہر پائنت زندگی

ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود نقشبندی مجددی

حیات شیر رہانی

20- چشمہ فیض شیر رہانی

محمد یسین قصوری نقشبندی

21- ارشادات اعلیٰ حضرت میاں

محمد معروف احمد شری قیود

شیر محمد شری قیود نقشبندی مجددی

22- احوال مقدسہ عاشق یزدانی

علامہ قاضی غلام احمد اختر

شیر رہانی حضرت میاں شیر محمد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ

23- تذکرہ شیر رہانی شری قیود اور

محمد یسین قصوری نقشبندی

اور ان کے خلفاء

مصنف کی کتب

1- حضرت شیر رہانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام عصر حاضر کے نام

2- انوار شیر رہانی رحمۃ اللہ علیہ

3- اسلام میں نماز کی اہمیت

4- شفاعت مصطفیٰ ﷺ

5- نماز کی اہمیت

6- حیات شیر رہانی رحمۃ اللہ علیہ، سنت نبوی ﷺ کا بہترین مرقع

7- درس عمل ہر پائنت زندگی حیات شیر رہانی رحمۃ اللہ علیہ

8- پیارے نبی ﷺ کی پیاری زندگی

الحمد للہ اس کتاب کی تیاری مورخہ 5 ستمبر 2003ء بروز جمعہ المبارک شروع کی گئی تھی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً دو سال تین ماہ کے عرصہ کے بعد تمام مراحل سے گزر کر آج مورخہ 20 جنوری 2006ء بمطابق 19 ذوالحجہ 1426ھ بروز جمعہ المبارک پایہ تکمیل کو پہنچی۔

الحمد للہ - آج مورخہ 7 فروری 2006ء ڈاکٹر نذیر احمد شری قیود
2006ء کو مکمل ہوئی۔
2006ء - 2008ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مآخذ

- 1- قرآن مجید
- 2- احکام القرآن، از محمد جواد الدین قادری
- 3- تفسیر ابن کثیر
- 4- بخاری شریف مترجم اردو
- 5- مشکوٰۃ شریف مترجم اردو
- 6- صحیح مسلم شریف مترجم اردو
- 7- ترمذی شریف مترجم اردو
- 8- ابن ماجہ شریف مترجم اردو
- 9- سنن نسائی مترجم اردو
- 10- سنن ابوداؤد شریف مترجم اردو
- 11- معارف الحدیث
- 12- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (جلد 19)
- 13- سیرت خیر الانام، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور
- 14- ضیاء النبی ﷺ: از شیخ محمد کرم شاہ الانہری
- 15- اشعۃ المعانی

- 16- الانوار فی شامل بنی ہاشم
- 17- الخصاص
- 18- الشفاء: قاضی عیاض
- 19- نشر الطیب: از مولانا شرف علی تھانوی
- 20- محسن السانیت ﷺ: از نعیم صدیقی
- 21- فتاویٰ رضویہ، کتاب النظم والاباحت
- 22- فیضان سنت: از مولانا محمد الیاس قادری
- 23- غنیۃ الطالبین، از حضرت شیخ عبد القادر دہلوی
- 24- منہا اصولوۃ: از مولانا محمد عمر انجروی
- 25- بہار شریعت، از مولانا امجد علی
- 26- انوار حرمین، مطبوعہ وزارت مذہبی امور، اسلام آباد
- 27- چشمہ فیض شیر ربانی، از محمد یونس قصوری نقشبندی
- 28- تذکرہ حضرت ثانی لاہانی میاں غلام اللہ شرقپوری، از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
- 29- تذکرہ حضرت ثانی لاہانی میاں غلام اللہ شرقپوری، از پروفیسر منور حسین
- 30- حدیث الدہراں، از حاجی فضل احمد مولگ شرقپوری
- 31- منبع انوار شرقپوری شریف، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری
- 32- احوال مقدس عاشق یزدانی شیر ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، از علامہ قاضی نعیم احمد اختر
- 33- ماہنامہ نور اسلام شرقپوری شریف "ثانی لاہانی نمبر" اکتوبر 1999ء
- 34- خزینہ کرم، از پروفیسر نور احمد مقبول

آج کا عالم اسلام

1	افغانستان	16	جمہیہیا	31	مراکش	46	جونس
2	البانیہ	17	گنی	32	نائیجر	47	ترکمانستان
3	الجزائر	18	انڈونیشیا	33	نائیجیریا	48	ازبکستان
4	آذربائیجان	19	ایران	34	اومان	49	متحدہ عرب امارات
5	بحرین	20	عراق	35	پاکستان	50	بنین عرب جمہوریہ
6	بنگلہ دیش	21	اردن	36	فلسطین	51	نوامی جمہوریہ بنین
7	برکینا فاسو	22	کویت	37	قطر	52	موزمبیق
8	برونائی دارالسلام	23	قازقستان	38	سعودی عرب	53	سری لنکا
9	چاڈ	24	کرغزستان	39	سینگال	54	کیمرون
10	کوموروس	25	لبنان	40	صومالیہ	55	شیچینا
11	کوت د'وار	26	لیبیا	41	سیرالون	56	گیبون
12	جبوتی	27	مالدیپ	42	سوڈان	57	اپر دول
13	اتھوپیا	28	لائبیریا	43	شام	58	گنی بساؤ
14	ایری ٹیریا	29	مالی	44	تاجکستان	59	یوگنڈا
15	مصر	30	موریطانیہ	45	ترکی	60	ویٹرن سہارا



مسلك اہلسنت والجماعت کا نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان روحانی اور اخلاقی قدروں کا حامل

موجودہ دور میں تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ "تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے
جو دین کی تبلیغ میں مصروف رہے۔"

اس فرمان کے تحت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کی تبلیغ اور ترویج سنت
کی کوشش کرتا رہے اسی سلسلہ میں ماہنامہ "نور اسلام" کا اجراء کیا گیا تھا جو مسلك
اہلسنت والجماعت کا نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان ہے اور ہر 50 سال
سے رشد و ہدایت کی روشنی پیدا رہا ہے آج کے سائنسی دور میں اشاعت کی جتنی آسانیاں
پیدا ہوئی ہیں۔ اسے مسائنے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں، کاغذ کی گرانفی اور دیگر اشاعتی اخراجات
کو برداشت کرنا کسی ایک ادارے کے بس کی بات نہیں رہی۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ
صرف خود رسالہ کو جاری کروائیں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ رسالہ کے سرائے
خریداری کریں تاکہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ رسالہ کے بارے میں اپنا آواز
بھی اٹھا کر دے۔ ہا کر یہ تاکہ رسالہ کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

پتہ: کاشمیر شہر، راجی کھنڈ، لاہور 75400، پاکستان

تلفون: 73033355